بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگارش گزارش

نواب بہادر محمد فضل اللہ خاں صاحب مرحوم کی علمی اور دینی خدمات میں غالباً آخری خدمت کتاب **بشریٰ** کی اشاعت ہے جو صرف مرحوم ممدوح کی فیاضی سے عمل میں آسکی۔ اس کا مفصل ذکر کتاب مذکور کے دیباچہ میں موجود ہے۔

نواب صاحب مرحوم کے بعد بھی جن علمی کارہائے خیر کا سلسلہ اُن کی ریاست سے جاری ہے (خدا اسے دیر تک جاری رکھے) اُن میں غالباً سب سے پہلا کام اُن کے اس دیوان کی ترتیب ہے۔

گویا اُن کی پہلی زندگی علمی خدمت پر ختم ہوئی۔ اور اُن کی دوسری زندگی (خدا اسے بھی سرسبز و شاداب کرے) علمی خدمت سے شروع ہوئی۔

بشریٰ کی طبع و اشاعت میں جس قدر اخلاقی حصہ حضرت قبلہ نواب صدر یار جنگ بہادر مدظلہ کے دینی جذبے اور علمی شغف کا ہے اُسے میں کتاب مذکور کے اپنے لکھے ہوئے مقدمہ موسوم بہ "**تبشیر**" میں بتا چکا ہوں اور اب اس دیوان کی اشاعت کے سلسلے میں بھی یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی اشاعت کا انحصار کلیتہً نواب صدر یار جنگ بہادر کے ذوقِ سلیم پر ہے۔ نواب بہادر مرحوم کے بعد اُن کے کاروبار نے جو مراحل طے کئے اُن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ مرحوم کے انتقال کے معاً بعد وہ چندے نواب صدر یار جنگ بہادر کی نگرانی میں رہے۔ چنانچہ اسی زمانہ

میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اُن کی طباعی اور خوش گوئی کا معتقد ہونے کے باوجود
اُن کا ایک پُرگو "صاحب دیوان" شاعر ہونا کسی کے بھی حاشیۂ گمان میں نہ ہوگا۔

عمر کے بالکل اخیر دور میں انھیں چھوٹی چھوٹی (دو بیتی) نظمیں لکھنے کی دھت ہوگئی
تھی۔ اپنی تنہائی کے کسی وقت میں فکر کرتے اور اُس کے معاً بعد کے مناسب مجمع میں
نتیجۂ فکر پیش فرماتے۔ اکثر مجھے بھی اس مربیانہ تخاطب کا شرف حاصل ہوتا۔ وہ ان سب
نظموں کو ان کے چو مصرعی ہونے کے سبب سے "رباعی" فرمایا کرتے۔ حال آں کہ ا
میں قطعے بھی ہوتے۔ اوّل اوّل بپاس ادب میں نے کچھ عرض نہ کیا۔ لیکن ایک بار ہمت
کر کے میں نے رباعی کی تعریف لکھ کر بھیجی اور عرض کیا کہ رباعی کا مسلمہ وزن ہے ؎

"لاحول ولا قوۃ الا باللہ"

آں جناب کا یہ تمام کلام رباعی نہیں بلکہ "قطعہ" بھی ہے، اور "رباعی" بھی۔

اس کے بعد جب میں حاضر ہوا تو مجھ سے (مجھے معلوم ہوا کہ بعض مجمعوں میں میری غیبت
میں بھی) نہایت لطف کے ساتھ فرمایا کہ "ارے بھئی تم نے تو ہماری کاوش پر لاحول ہی بھیج دی"

نواب صاحب مرحوم کے بعد نواب صدر یار جنگ بہادر نے جب دیوان کا مسودہ
چھاپنے کی غرض سے میرے سپرد فرمایا تو اس میں ساری نظمیں ترتیب زمانی کے ساتھ تھیں
موجودہ ترتیب میری ہے۔ میں نے تمام نظموں کو اوّل صنف وار کیا ہے، پھر ردیف وار
اور زمانہ کے تعین کے لئے ہر ایک کی تاریخ قلم بند کر دی ہے۔ جو نظمیں یا اشعار تلمیح طلب
اُن کی تلمیحات بھی لکھ دی ہیں تاکہ ناظرین کی واقفیت (اور واقفیت سے لطف اندوزی)
میں اضافہ ہو۔ دیوان کی زبان چونکہ فارسی ہے اس لئے میں نے بھی جو کچھ لکھا ہے اُسے فارسی
میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ متن کی رواں دواں اور خوش خرام زبان سے
مقابلہ میں میری "فارسی کی ٹانگ" "لنگڑی" (یا شاید "ٹوٹی") ہوئی معلوم ہوگی۔ لیکن ؎

سزد گر بزرگانِ گوہر شناس　　سخن را بانصاف دارند پاس

کا اُن کا ایک (شاید پہلا) کام یہ ہوا تھا کہ اُنھوں نے نواب صاحب مرحوم کے دیوان کا مبیضّہ بغرض طبع و اشاعت میرے سپرد فرمایا۔ غیب داں خدا ہی۔ باقی ظاہری حالات یہ ہیں کہ اگر نواب صدر یار جنگ بہادر اس جانب فوراً توجہ مبذول نہ فرماتے تو وہ ہرگز شائقین کے ہاتھوں تک نہ پہونچ سکتا (اور کچھ عجب نہیں کہ تلف بھی ہو جاتا) خداوند تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

خلّاقِ برحق و قادرِ مطلق نے انسان ضعیف البنیان کو بیشمار قوتیں ودیعت فرمائی ہیں جن میں بعض قدرتی طور پر قوی واقوی اور بعض ضعیف واضعف ہوتی ہیں۔ پھر یہ بھی اُسی کی قدرت کاملہ اور مشیت حقہ کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ممارست و مزاولت سے ضعیف سے ضعیف قوتیں قوی سے قوی تر ہو جاتی ہیں اور مہمل چھوڑ دیے سے قوی سے قوی قوتیں قریب بفنا ہو جاتی ہیں۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ نواب بہادر محمد فضل اللہ خاں صاحب کے اندر خداوند تعالیٰ نے ملکۂ شعریہ شروع ہی سے قوی رکھا تھا یا انھوں نے اُسے اور نیز اپنی بہت سی دوسری قابلیتوں کے محض مشق و تکرار سے قوی کر لیا تھا۔

دوسری طرف یہ بھی واقعہ ہے کہ شاعری کی اُن کی اس درجہ قابلیت سے (جیسی کہ اس دیوان سے ظاہر ہوتی ہے) بہت ہی تھوڑے نفوس واقف ہوں گے۔ حال آں کہ بھیکن پور کی تاریخ کا ایک دور شاعری کا دور بھی تھا جب کہ وہاں بڑے بڑے باکمال شاعروں کا گزر اور قیام ہوتا تھا اور غزلیں لکھی جاتی تھیں اور قصیدے پڑھے جاتے تھے اور مثنویوں کے لئے مضامین جہاں ملتے تھے وہاں سے (حتیٰ کہ "دریا پار" سے) لائے جاتے تھے۔ مگر یہ سب واقعات موجودہ نوخیز نسل کے علم (کم سے کم یاں) سے پہلے کے ہیں۔ ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں جنھوں نے نواب صاحب مرحوم کو بڑے بڑے دبدبہ کے درباروں میں اپنے قصیدے کو نہایت تعلقہ کے ساتھ پڑھتے سُنا ہے۔ مگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات

الهی روشنی نورِ عرفان بخش جانم را (۱) کرامت کن توانائیِ ایمانی روانم را

خدایا دُرجِ لولوے فصاحت کن زبانم را پسندِ خاطرِ معجز بیان کن بیانم را

سخن در مدحِ تو گویم دو دست از ما سوا شویم نه پروائے بود از غیرِ جانِ ناتوانم را

نه بودم لائقِ خدمت نکردم هیچ یک طاعت بیالودم بقولِ ناسزا ظرفِ دهانم را

علیم استی بدانائی خبیر استی و بینائی تو آگاهی و یکتائی مکن افشا نهانم را

تو جباری و قهاری تو غفاری و ستاری ز قهرِ خود امانم ده همی پوشان عیانم را

نیابم از یکے راحت کنم قربان درگاهت نهانم را عیانم را زبانم را بیانم را

گنهگارم خطا وارم زیان کارم گران بارم عقوبت را سزاوارم اگر بخشی امانم را

گر بخشی عطائے تو نمی بخشی رضائے تو فدائے مصطفائے تو نمایم نقدِ جانم را

حبیبِ تو طبیبِ من طبیبِ من شفیعِ من شفا یابم چو بخشائی گناهِ بیکرانم را

بطوفِ خانهٔ کعبه مزمّل را رسان یا رب

خدایا خاکِ یثرب کن رمیمِ استخوانم را

ملاحظه شد درست
نجم [illegible]

چو زیں بلبلۂ صاف نوشی کنند — فرومانده را عیب پوشی کنند

ز راز دہشتِ بازنتواں گذاشت — گل از زحمتِ خار نتواں گذاشت

خریدار دُر گرچہ باشد بسے — سفالینہ را ہم ستانند کسے

ہنر دگرچہ آوازِ خرمند را — بود ارغنوں گوشِ خرندہ را

بر [illegible] بخشایشش داد گر — کہ بر من بہ بخشش گمارد نظر

عملاً ہذا بعینہ کی بعض دوسری توضیحات کو بھی میں نے قائم رکھنا ضروری سمجھا ہے۔

جیسا کہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے پورے دیوان کے اندر محض چند نظمیں اردو کی میں ایک عربی کی ہے حتیٰ کہ ایک انگریزی کی بھی ہے تاہم یہ سب مجموعی طور پر فارسی کے مقابلہ میں محض "برائے بیت" ہیں۔

میں چاہتا تھا کہ اس ضمن میں نواب صاحب مرحوم کے کچھ مفصل حالات [illegible] جو اس دیوان کے مضامین سے مستنبط ہو سکتے ہیں، [illegible] تحریر میں لاؤں۔ لیکن افسوس زمانے نے اس خدمت کی [illegible] اس خدمت کا فخر اور شرف حاصل کرنے سے [illegible]۔ خدا ہی کو علم ہے کہ اس نیت کا حشر کیا ہوگا۔ اس وقت [illegible] دیوان کا نام "درجِ لولوئے فصاحت" [illegible] ایک [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اخذ کیا ہے۔

بہرحال مجھے یقین ہے [illegible] دیوان [illegible] ان کے قوم کی [illegible] کا [illegible] جس کا معلوم ہوتے [illegible] احساس تھا [illegible] شعر [illegible]

[illegible] غزل [illegible] آگاہ

[illegible]

انتقاع صفحہ ۶ د

محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مرتب وطابع و ناشر دیوان ہذا

مطبع شروانی علی گڑھ

جمعہ ۳ جمادی الاولیٰ [illegible]

منهاج شرع قامع کفر و ضلال و شرک | مفتاح باب رحمت و گنجینهٔ خفا

مصباح نور خالق انوار کائنات | مصداق هرچه هست ز اوصاف ماسوا

منقاد حکم داور بی‌شبه و بی‌نظیر | معیار فضل قادر بیچون و بی‌چرا

والله مثل ذکرک ما سمعت الاذن | بالله مثل وجهک العین ما تری

ذکر تو در کلام خداوند ذو المنن | روی تو آبگینهٔ صاف خدانما

یا مصطفی تحیر فی وصفک العقول | لولاک تا چه سر و چه رازست انما

نسخ ملل کرشمه‌ای از تیغ و نای تست | فسخ کتب به نطق تو از گفتهٔ خدا

محتاج التفات تو هر مفلس و غنی‌ست | سائل ز فیض تو چه گدا و چه پادشا

گردنکشان دهر به حکم تو سرنگون | از جا که تو قیصر و کسری گریزپا

در روم و شام و مصر و عراق است و چین و هند | امر و نواهی تو مطاع اولوالنهی

اوحی عبارتیست ز نطق فصیح تو | ادنی اشارتی بود از قرب تو دنی

از عرش تا به فرش بود زیر پای تو | از فرش تا به عرش به معراج تو گوا

موسی به یک طلسم تجلی ز هوش رفت | چشم تو عین ذات عیان دید و ما طغی

صلی علیک لو الاصباح معلنا | امرست تا درود کنم بر تو برملا

یسین و نون و قاف و فتحنا و نجم و صاد | مزمل و مدثر و طه و والضحی

از نام تو مسجل و نازل بشان تست | در وصف تو مکمل و مدح ترا سزا

دانا حکیم و فلسفی و عالم و طبیب | شاهنشه و وزیر و امیران اغنیا

گرد و جوان مرد و سخنور و شه‌سوار | شیرین زبان سحر بیان و سخن سرا

صناع و کاردان و هنرور و ادیب | تجار و مالدار و زمیندار و کدخدا

خوبان گلعذار و حسینان مهرو | مرتاض و پاکباز و جوانان پارسا

رمال و هر ستاره‌شناس و [illegible] و نیک | مستوفیان دهر و امامان و پیشوا

حمد

بجسمم تا کہ جان در تنم تاب و تواں باشد (۱) ثنائے خالقِ اکبر مرا وردِ زباں باشد

شہنشاہے کہ شاہانِ عجم محتاجِ درگاہش خداوندے کہ بر مسکین و عاجز مہرباں باشد

بیک کن پیدا کن مخلوق بے رنج و بلا زحمت بدست او زمامِ انتظامِ دو جہاں باشد

نبودہ ہیچ امّا بود ذاتش در قدم ظاہر نباشد ہیچ لیکن ذات پاکش جاوداں باشد

ز ذرّہ تا بخورشید ست از انوارِ او روشن بہ تدبیرش سرانجام و نظامِ جسم و جاں باشد

ز فضلش صد ہزاراں عقدۂ دشوار حل گردد بلا حکمش یکے آساں تدبیرے گراں باشد

نتواں قطرہ باریدن از ابرے بلا حکمش اگرچہ در پے تدبیر ایں ہر دو جہاں باشد

بہر نامے کہ می خوانم ترا موسوم آں بینم بہر وصفے کہ بستائم ترا موصوف آں باشد

بہر جائے کہ می جویم ترا موجود می یابم نشانِ لامکانی رونقِ ہر یک مکاں باشد

مزمّل بہش خاموش و جبینِ عجز پیش افگن — یکم ستمبر ۱۹۱۰ء بوقتِ شام

ثنائے خالقِ اکبر بیان لا بیاں باشد[لہ] — ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

نعت

(ششم جولائی ۱۹۰۱ء شروع کردہ نہم جولائی ۱۹۱۱ء اختتام یافت)

۱

جانم فدائے حضرتِ محبوبِ کبریا (۱) کہف الوریٰ رسولِ خدا شاہِ انبیا

شمس الہدیٰ سپہر علا آیۃ التقیٰ ماہِ صفا سحابِ سخا منبعِ عطا

بحرِ کرم ولی نعم کامل الشیم نورِ قدم امامِ امم تاجِ اصفیا

لہ یکمیں شعر مقطع بتاریخ [illegible] فرمودہ باشند۔ — مرتب

للّٰه یک نگاهِ عنایت به حالِ من | بهرِ خدا مرا برهاں از غم و بکا

جانم حزین و زار و پراگنده و خجل | کارم خراب و خوار و دلم خسته و بها

عصیانِ من ز ریگِ بیاباں فزوں تر است | طغیانِ من چو آبِ بحار است موج زا

عمرم بفکرِ دولتِ دنیا بصرف رفت | در بندِ جاه و قیدِ عمارت لبالها

روزم باشتغالِ حکومت بسر شود | شب‌ها به خوابِ ناز و خیالاتِ ناروا

هر ساعتم ز لهو و نواهی نشاط جو | هر لحظه ام ز بادهٔ نخوت طرب فزا

عمرم بشصت و شش برسید و نکرده ام | از صد هزار طاعتِ رحمٰن یکے ادا

تو مهرباں مهیمن و من طاغی و کفور | کفرانِ من از ایں چه بود بیش اے خدا

اے واے بر جهالت و بر خود سریِ من | صد واے بر حماقت و عصیان و بر هوا

از من زیاده کس نبود درخورِ عذاب | وز من زیاده کس نبود لائقِ سزا

هاں اے رسول گر تو کنی عرضِ من قبول | صد ناروائے من به یک آنے شود روا

یک شربتِ شفاعتِ تو روزِ دار و گیر | بیمار لا علاجِ تنم را بود شفا

بخشایدم خداے که بخشش بدستِ اوست | وَاللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَا

از بخششم مراد فقط قربِ ذاتِ تست | نے حور و نے قصور و بهشت است مدعا

در خدمتِ تو باشم و راضی ز من اله | در حضرتِ تو باشم و خوشنود کبریا

مرتلا خموش که حدِ ادب رسید | در بارگاهِ قدس بزاری بکن دعا

یاربّ سبیلِ بخششِ من می نما بمن | یاربّ تو راهِ یثرب و بطحا بمن کشا

تا بر بآستانِ رسولت نهیم سر | شوئیم گرد دامنِ اخلاص با بکا

گریم چناں که آتشِ عصیاں فرو شود | بر مغفرت فرشتهٔ رحمت زند صلا

روے سیاه من شود از رحمتت سفید | موے سفید من شود از وجد مشک سا

شادان و بامراد رسم بر درِ رسول | گشت خاک ره بدیده کند کارِ توتیا

ساعتها بخوابِ غفلت و تغافل نا روا

عصیاں را

بپائے درش

از کمترین امتیانِ تو بوده اند
بر فرقِ شان نعالِ بلالؓ ست فرقِ ما

قَدْ خَابَ مَنْ اَتَاكَ عَنِیْدًا وَّمُنْکِرًا
مَنْ جَاءَ فِی اَمَانِكَ وَاللہِ قَدْ نَجَا

ضرب المثل به جهلِ عرب بوده تا که بود
از فیضِ ذاتِ پاکِ تو در پردهٔ خفا

فخر البلاد ملکِ عرب گشت تا گشت
ذاتِ مبارکِ تو به دنیا کرم نما

کفّار و مشرکین و شیاطین و ملحدین
ناحق شناس و ناخلف و زشت و ژاژخا

کم فهم و کم تامّل و کم بین و کم خرد
بد ذات و بد صفات و دل آزار و جان گزا

از یک هزار و سه صد و چندے ست کرده اند
جهدِ بلیغ از پئے تخریبِ دینِ ما

از صدقِ قولِ تست که نا جمله مانده اند
مخذول و خوار و نا رسیده به مدّعا

دنیا ز جهل و ظلم و عداوت به تنگ بود
عالم به شرک و بدعت و عصیان مبتلا

آمد بجوش چشمهٔ الطافِ لم یزل
پیدا نمود شخصِ ترا بهرِ اهتدا

نورِ تو گشت ظاهر و ز آفاق دور کرد
فسق و فجور و معصیت و بدعت و بلا

آفاق مرز پرتوِ نورت منوّر ست
گیتی منظّم ست ز ارشادِ مصطفیٰ

تو بندهٔ خدائی و ما بندگانِ تو
اے مقتدیِ خالق و اے مقتدائے ما

وصّافِ تست واقفِ اسرارِ جزو و کل
مدّاحِ تست خالقِ این ارض و این سما

انسان چگونه مدحِ ترا می تواں ستود
مخلوق کے بخالقِ خود گشته هم نوا

دعوائے اختتامِ ثنائے تو نا درست
تخییلِ انحصارِ ثنائیت بود خطا

خاصه چو من که بے هنر و لا ابالیم
در بحرِ نعتِ پاکت چگونه کنم شنا

صد شکر و اے که مرا عقل و نطق داد
قلم لب به نعتِ اقدسِ تو گشته است وا

گر مدحِ تو نگویم نفریں به جانِ من
در وصفِ تو سرایم طاقت بود کجا

آرے بقدرِ وسعتِ خود کرده ام بیاں
اینک بقدرِ همّتِ خود می کنم ادا

وصفِ تو خوانِ نعمتِ الوان و من فقیر
از خوانِ اغنیا برسد فیض بر گدا

روحی فداک یا قرشی ہاشمی لقب — بہرِ خدا نگر بسوئے خستہ حالیم
از دست بردِ نفسِ عجب پاشکستہ ام — بیزار از حیاتم و از جاں ملالیم
چوگانِ نفس گوئے دلم را چو صولجاں — گاہے جنوبیم کند و گہ شمالیم
دیو لعینِ نفس مرا کردہ سخرہ بند — اے واے او مقدم و من ہمچو تالیم
تا آتشے بجانِ پلیدش در افگنم — دردے بمن نمائے ز اسمِ جلالیم
اے رحمتِ تمام جہاں رحمتے بمن — للہ دارو ے پئے آشفتہ حالیم
تا چند سر بپائے خساں خم کنم بعجز — یا مصطفیٰ خلاص کن از پائمالیم

مرزا کلیم تو مطبوعِ احمد ست
حاشا کہ حاجتے بود از شال و قالیم

---

(۴)

محمد مصطفیٰ محبوبِ ربّ العالمین ستی — ہمین ستی ہمین ستی گزین ستی متین ستی
امام المتقین ستی ملاذ مومنین باشی — شفیع المذنبین و رحمۃ للعالمین ستی
حبیبِ کبریا ستی طبیبِ دردِ ما ستی — شہِ دنیا و دینی مہبطِ روح الامین ستی
بسیرت پرتوِ خالق بصورت خوشتر از عالم — صبیح استی ملیح استی جمیل استی حسین ستی
برا از بہرِ نجاتِ امتِ عاصی ضمان ستی — تو از بہرِ خلاصِ ما مسلماناں ضمین ستی
شہِ لولاک ہستی باعثِ ایجادِ کونینی — نخستیں علتِ تخمیرِ جنسِ ما وطین ستی
بشیر ستی نذیر ستی شہیر ستی منیر ستی — رؤف ستی رحیم ستی کریم ستی امین ستی
توئی یٰسین و مزمل توئی طٰہٰ و مدثر — تو سردارِ دو کون و مقتدائے اہلِ دین ستی
بشر ہستی ولیکن مصدرِ وحیِ خداوندی — خدا را بندہ و از ہر دو عالم بہترین ستی
جہاں یکسر بہ یکسو ذاتِ حق گوئیت بہ یک جانب — بہ نیر دی صداقت ناشرِ دینِ مبین ستی
بمصباحِ ہدایت ظلمتِ شرک از جہاں بردی — برائے محفلِ توحید صدرِ راستین ستی

باشوق و ذوق و جوش و خروش و سرور و وجد — گویم کہ یا محمد روحی لک الفدا
واللہ انت حق فی قدرک الشریف — شاہا نماے رحم بحالِ من گدا
صلوٰۃ بر محمد و تسلیم بر نبی — صد ہا سلام خوانم و از جاں کنم ندا
من تا بدرگہِ تو رسیدم بصد خلوص — من پاے سعی داشتہ ام تا بانتہا
زیں بیش نیست تو دانی و داند خداے تو
بخشد زہے نصیب نہ بخشد من و رضا

---

(۲)

در مجلسے کہ ذکر ثناے محمد ست — آں انجمن عزیز خداے محمد ست
دانی کلید گنج رضاے خدا چیست — حبِّ محمد ست و ولاے محمد ست
عشقِ نبی وسیلہ فرخندہ فالی ست — تا ہم فداے آنکہ فداے محمد ست
حور و قصور و کوثر و تسنیم و سلسبیل — دانی کہ چیست محض رضاے محمد ست
موسیٰ بہ طور رفت و مسیحا بر آسماں — معراجِ عرش خاص براے محمد ست
ایمان و تن و مال و خرد داد خدا ست — ہداے راہ صدق عطاے محمد ست
در روزِ حشر شافعِ قوم گناہگار — باشد کہ ہیچکس نہ سواے محمد ست
بخشاے بر خطاے من اے ماحی الذنوب
مزمل غریب گداے محمد ست

(بتاریخ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء از مغرب تا ... گفتہ شد)

(۳)

من مدح خوانِ حضرتِ باری تعالیم — یک چاکرِ کمینۂ سرکار عالیم
فخرم بلے بجاست کہ شعرم بنامِ اوست — حقا غلامِ بارگہِ ذوالجلالیم
شیدا و مبتلاے جمالِ محمدم — عشقِ نبی وسیلۂ فرخندہ فالیم

غزل

(۱)

قرار و صبر نصیبِ منِ خراب کجا — کجا دلِ من و اندیشۂ صواب کجا

مرا چہ زہرہ کہ دعوائے عشقِ یار کنم — کجاست ذرّۂ ناچیز و آفتاب کجا

منم کہ مستِ تولائے دوستم[1] ہر وقت — سرور و وجد[2] کجا نشّۂ شراب کجا

چرا ز عشق گریزم بہ زہدِ واعظ[3] — صفائے چشمۂ حیواں کجا سراب کجا

بہ شعرِ من نرسد ہائے و ہوئے بوالہوساں[4] — صدائے بوم کجا نغمۂ رباب کجا

بہ حسن فرد توئی و بہ عشق من یکتا — ترا نظیر کدام و مرا جواب کجا

بحالِ من متعرض مباش اے ناصح — مرا دماغ ازیں گونہ احتساب کجا

ز حسنِ نطقِ حبیبم[5] ثنائے شعر کند — دگرنہ نظمِ من فرد انتخاب کجا

چناں کہ رحمتِ پروردگار موفور است[6] — گناہگاریِ ما را بود حساب کجا

بسیر گیسوئے[7] زلفینِ یار مصروف اند
بدیدہ ہائے[8] منزّل خیالِ خواب کجا

---

[1] دوست می باشم [2] سرور بودہ [3] ایں شعر بسیار خوب ست. سنجر

[4] ایں ہم فرمودۂ سنجر ست

مرتّب

[5] بود از خود شام گفت حبیب [6] بے پایاں [7] بسیر جلوۂ دلدار خویش

[8] بہ چشمگان

نہ گفتی جز دعا کفّار را اشرارِ ستمگر را — سرت گردم سزاوارِ ہزاراں آفرین ستی

گہے فخر زمین و گاہ زیبِ آسماں باشی — گہے مہمان ربّ العرش بر عرش برین ستی

مطاع و مقتدائے عاقلاں در ہر زماں باشی — متاعِ افتخارِ کاملاں در ہر زمین ستی

شہا، شاہنشہا، بندہ نوازا، خسروا، میرا — تو در دنیا و در دیں مالکِ تاج و نگین ستی

عزیزا، خوب صورت، خوب سیرت، خوب رو ہستی — شریف و پاک طینت، پاک ذات و پاک بین ستی

علم افرازِ احکامِ شریعت در ہمہ عالم — بہ روم و شام و مصر و ہند و در ایران و چین ستی

غرض بالاتری از جملۂ اوصافِ امکانی — چہا گویم کہ چونی آں چناں یا ایں چنین ستی

فدای نامِ تو جانم طفیلِ تست ایمانم — ز چشمم گرچہ دوری لیکن از قلبم قرین ستی

نداکردن بہ تو ممنوع پندارند محروماں — ازیں غافل کہ آخر قبلۂ اہلِ یقین ستی

بہ ادنیٰ ضغطہ بر خوانند مالک را و بابک را — چرایت من نخوانم اے کہ ہردم دل نشین ستی

علیٰ رغمِ حریفاں بر ملا و فاش می گویم — اغثنی یا رسول اللہ غیاثِ ہر غمین ستی

بوقتِ نزعِ جانم آ بہ قبرم جلوہ بنما — تسلائے دلِ عاصی بروزِ واپسین ستی

دمِ آخر نگویم جز رسول اللہ ادرکنی — گنہگارانِ اُمّت را مدد ستی معین ستی

ز پا افتادہ ام بارِ گنہ بر دوش حیرانم — ز دستم گیر شاہا دستگیرِ ہر حزین ستی

پس از مردن سوائے ایں نباشد آرزوئے من — شوم محشور با تو اے کہ در جانم مکین ستی

خدایم نیستی، معبودِ من ہرگز نہ، حاشا — پئے یزداں شناسی ہادیِ من بالیقین ستی

نہایت خستہ و زارم ز عصیاں سخت ناچارم — دمِ محشر شفیعم شو شفیعِ مستعین ستی

خدایت صدقۂ محبوبِ خود باشد کہ آمرزد
جزاک اللہ مزمّل مادحِ سلطانِ دین ستی

سر نیاز مزمل خم ست بر در تو
سر ست ناز بہ قسمت نیاز مند ترا

(۴)

بہانہ ایست حدیثم خیال جنگ ترا — ترانہ ایست ہجایم رباب و چنگ ترا
نشانہ ایست دل زار من خدنگ ترا — نشیمن ست تن خوار من پرنگ ترا
رقیب خوگر راحت منم بلاکش رنج — ازیں گزیدہ ام از آشتیت جنگ ترا
ہزار گل بچمن بشگفد بہ بوئے حسن — ولے کجے نرسد آب روئے و رنگ ترا
ہزار غنچہ دل تنگ پیچ و تاب خورد — حریف کے شود آخر دہان تنگ ترا
ترا ست چہرۂ ہمچوں پری معاذ اللہ — پری چگونہ رسد فر و ہوش و سنگ ترا
گل فرنگ بداں آب و تاب و خوبی و رنگ — فسردہ گشتے اگر دیدے آب و رنگ ترا
نعوذ باللہ اگر یابم سر در گہ تو — جبین خویش ہم آستانہ سنگ ترا
بیا بیا کہ مرا جاں بلب رسید ز ہجر — دلم کجے نہ پسندد دگر درنگ ترا

مزمل تو جھول و قافیہ تنگ ست
سخن کجے نستاید حدیث لنگ ترا

(۵)

صلا گفتم بشغل شعر گفتن خوش بیاناں را — خریدستم بہ نقد جاں متاع نکتہ داناں را
اگر تسخیر می خواہی مسخر کن دل عالم — سزد تسخیر ملک دل بلے شیریں زباناں را
صبا در بزم وصل خویش نصیباں رو و زبان کن — مکن ناخوش دل غمدیدۂ آشفتہ جاناں را
ز لوح مصحف رخسار دہر دیاں سبق خواندم — سزد تعظیم آرے زمرۂ قرآن خواناں را
خریدار در دنداں و لعل لب نمی خواہد — متاع کاسد بے حاصل بازارگاناں را
بہ پیری ہر چہ می خواہی بکن معذور دارندت — مذاب وعظ و پند و منع باشد نوجواناں را

مزمل از پسند خاطر احباب شاعر شد
در معنی نثار آمد بہ گیتی قدر داناں را

(۲)

نگهی سوی من خسته خدا را یارا — چند خواهی تو بگوایں همه خوار امارا

خواری من نه بس است اینکه بهندی گویند — "دربدر خاک بسر هیچ تباهی مارا مارا"

تا شود خون دل تنگ ختن در دل شب — شانه برگیر مها زلف دوتا را آرا

پای را خود بشکستم ز کمال غیرت — تا که منت نرسد از سر خارا مارا

جای دلدار نباشد دل آغشته بخون — جهد کن از پی دلدار بیارا جا را

ای مزمل تن تو زار و حبیبت بزار
بعد ازین نیست بدرمان تو یارا مارا

(۳)

خلاص جان نه بود قیدی کمند ترا — کشود کار کجا پای بند بند ترا

نبود آنچه به تقدیر خسرو و جمشید — میسر است ز لطف تو مستمند ترا

هزار بوعلی و صد هزار جالینوس — علاج می نتوانند دردمند ترا

مرا ز دامن پاک تو بوسه بوس است — مجال نیست که بوسم نقاب بند ترا

سواره می گذری از سر مزار غریب — بیا بیا که ببوسم سم سمند ترا

کمان بدر فقط یک شب است در سر ماه — کند مقابله کی روی دلپسند ترا

مرا بعتبه عالیت جبهه سائی بس — خیال من نه رسد چو کشتن بلند ترا

منم که نقش وفای تو مه جان منست — بدیگری هوسی نیست نقشبند ترا

اشاره بشفا بوعلی کند حاشا — بحل عقده اسیر خم کمند ترا

اگر تو بند کنی وا انتظار رحم بدست — به جان نثار شوم پند ارجمند ترا

؎ ماخوذ شده است سحر طهرانی

(۸)

دوستان گوشش به آواز پریشانے را — همدمان یک نگه لطف پشیمانی را

بشنوم کاش یکے حرف تسلا ز کسے — فاش تر گفته ام این درد نهانی را

شکوه ام نیست ز قسمت نه گله از احباب — نه شکایت ز عدو عرض سلطانی را

گوید از کرده خود دارم و دانم که علاج — نیست جز مرگ ستم دیدهٔ هجرانی را

کاش گر مرگ علاج دل محزون بودے — بردمے بار ز منت دم ثعبانی را

سوز هجران که درون من مسکین سوزد — در لحد خاک نماید تن بے جانی را

قصه [illegible] ولا العازنه بودے بجهان — گر زبان داشتمے سینهٔ نورانی را

خواری زاری و رسوائی و جان کاوی مرگ — همه بهتر ز غم فرقت او جانی را

سوختم خاک شدم خاک مرا باد فنا — برد و زو نیست نشان هیچ بیابانی را

زان بسنگ در تو می زنم و می شکنم — که جز این نیست مداوا سر حیرانی را

[illegible] نتوان عیب مرا پوشیدن — لعل بخشد نه لباسے تن عریانی را

[illegible] شد عشق غرور من سرکش بشکست — غرق فرعون سزد موسی عمرانی را

[illegible] کاش کلیم سخن آرا دیدی — تا نثار سر من داشتمے ایرانی را

اے مزمل مزن از حسرت و حرمان حرفے

تا نه آزرده کنی خاطر مهمانی را

(۹)

تا فروغ [illegible] نامه ام شد روے رخشانِ شما — هست سوز سینه ام شمع شبستانِ شما

دیدهٔ بے نور بینائی ندارد در جهان — رفت نور از دیده ام بے روے تابانِ شما

لذتے دارد پشیمانی و حیرانی عشق — راحتے از کس نجوید این پشیمانِ شما

گوهر خوش آب خود از قطره آبے بیش نیست — آبروے آب و تاب از دُرِّ دندانِ شما

گو پریشانم ز هجران لیک شاد از یاد تو — یافت خوش جمعیت خاطر پریشانِ شما

[illegible]

(۶)

ای دلِ پُرخون، الا ای دیدهٔ غمناکِ ما — شو کباب و ریزه آبِ حسرتی بر خاکِ ما

ای صبا گر بگذری از عتبهٔ بالای دوست — عرض کن در حضرتش این حالتِ غمناکِ ما

قتل کردی عالمی بسمل نمودی کشوری — تا کجا این قتل و غارت. رحم۔ ای سفاکِ ما

بخیه بر چاکِ گریبان ناصحا مشکل نبود — از چه ناکردی رفو این سینهٔ صدچاکِ ما

در هوای وصلِ آن بیدادگر باشد رقیب — هان مگر غافل بود از آهِ آتشناکِ ما

سر به پای او نهادن کی مرا گردد نصیب — هان مگر باد صبا روزی رساند خاکِ ما۔

بهر سنجی از مزمل العجب ثم العجب
نیست این جز جلوهٔ فیضِ خدای پاکِ ما

(۷)

مست و بیخود از درِ میخانه می‌آییم ما — از تصنع وز ریا بیگانه می‌آییم ما

لذتِ عشقِ حقیقی از سرِ ما هوش برد — در خیالِ زاهدان دیوانه می‌آییم ما

باد[illegible] می‌کند

شمعِ رخسارِ پری‌رویان بلاکم کرده است — آری آری فی المثل پروانه می‌آییم ما

لعل و گوهر گر نباشد در کفِ ما گو مباش — عاشقِ لعلِ لبِ جانانه می‌آییم ما

زاهدان هشیار باشید از سر و دستارِ خویش — از درِ پیرِ مغان مستانه می‌آییم ما

گو نماز و روزه و تسبیح خوشش آید مرا — چون ز مسجد با کرشمه رندانه می‌آییم ما

بوالهوس را در خیالِ خویش گو مبهم کند — در نگاهِ عاقلان فرزانه می‌آییم ما

دوستداری با حبیبِ پاکِ حاتم خویش است — مست و لاعقل از این خمخانه می‌آییم ما

دوستانِ ما ز نطقِ ما پر از وجد و سرور — پهلوی مستان را دندانه می‌آییم ما

عاشقِ الله فخرِ من باشد ز شعر و شاعری — در صفِ اینجا مگر شیرانه می‌آییم ما

فیضِ استادی چو سنجر تا که با ما همدم است — هان به بزمِ شعر بیباکانه می‌آییم ما

ای مزمل بر گلیمِ کهنه نازد دست — کز لباسِ عاریت بیگانه می‌آییم ما

۱؎ مولانا عبدالرحمن خان شروانی (نواب صدر یار جنگ بهادر)

[illegible] ۶۰ [illegible]

چو دست یار بر گردن در آید دل برافروزد — چہ سود از سلکِ مروارید سازند از حمایلها

دریغا سالها سرگشته می گردم بهر وادی — هنوزم تا درِ دلدار باقی ماند منزلها

چگونه می توانم بر شمارم ظلمهایش را — نه من تابِ بیاں دارم نه تابِ ضبطِ دردلها

ز فیضِ سنجرست ایں شعرهائے نغزِ مزمّل

وگرنه من کجا و ذکرِ من نقلِ محافلها

دریغا عمرِ من شد صرف در بحث آزمائیها (۱۱) مگر حاصل نه شد غیر از ہجومِ نارسائیها

بر ندیها مکن عیبِ منِ سرگشته اے زاہد — کہ عمرے نیز بودم من بخبطِ پارسائیها

فغاں کایں ابلہانِ بے خبر از عشق و تاثیرش — بمن طعن و ملامت می کنند از نارواییها

بہ زاہد بیں کہ خود را ناخدائے قوم می خواند — معاذ اللہ خدائی می کند در ناخدائیها

بنازم ربط و ضبطِ خویش را با حضرتِ حسرت[۱] — ز من طبع آزمائیها ازو عزت فزائیها

خدا را رحمتے فرما کہ دیدارِ خود بنما — کہ تنگ آمد دلم از رنج و آلام جدائیها

مزمّل مستِ استغنائے خود باشد کہ می دارد

ز نظم و نثر گنجِ شائیگاں در بینوائیها

(۱۲)

اے کہ مہ روئے تو در آفتاب — رشک دہِ چہرۂ صد آفتاب

آفتِ جاں چشمِ شررزائے تو — راحتِ جاں گر نبود در عتاب

قامتِ تو غیرتِ سروِ سہی — از نگہت برق بصد اضطراب

لعل ز لعلِ لبت از غصہ خوں — از درِ دندانِ تو گوہر بہ آب

زلفِ پریشانِ تو بر روئے تو — لکۂ ابر آمدہ بر ماہتاب

از پسِ صد پردہ کنی دار و گیر — عظمت اللہ چو شوی بے حجاب

۱؎ حسرت شروانی یعنی مولانا الحاج محمد حبیب الرحمن خاں (نواب صدر یار جنگ) — مرتّب

ما گرفتارِ خمِ زلفِ سیہ ہستیم و بس — می تپید دل ہر دمے در سنبلستانِ شما
منت ایزد را کہ با این تابش و نور و فروغ — باغِ رضواں رشک دارد بر گلستانِ شما

نغمۂ بلبل نباشد جز زفیضِ عشقِ گل
شد مزمّل نغمہ سنج امّا زفیضانِ شما

(۹)

دوشینہ گشت زیبِ لبِ بامِ ماہِ ما — آخر ثمر دمید ز اشجارِ آہِ ما
شوخی و عشوۂ ناز و کرشمہ سپاہِ اوست — آہ و فغان و گریہ و زاری سپاہِ ما
از روزگار قطع تعلق نمودہ ایم — بس روی و موئے دوست سفید و سیاہِ ما
آن جلوہ ہائے دلبر و دلکش گناہ کیست — گیرم کہ لافِ عشقِ تو باشد گناہِ ما
عریانیم زمانِ جہاں بے نیاز کرد — محتاجِ تاج نیست سرِ بے کلاہِ ما
تسبیحِ ماست رشتۂ زلفِ سیاہِ تو — ابروے تست سجدہ گہ خانقاہِ ما
بیمار و خستہ را تو مسیحاے کاملی — نقد دارو ئے بنے حالِ تباہِ ما
از نقشِ پاے دوست بیابیم دوست را — نبود بغیرِ لطفِ خدا زادِ راہِ ما

مزمّلا ز درد و الم کس خبر نشد
ہر کس بہ غمِ خویش بود خیرخواہِ ما

(۱۰)

بمن در راہِ عشقش سخت افتادہ است مشکلہا — چہ محملہا چہ منزلہا چہ کشتیہا چہ ساحلہا
ز حالِ زارِ عاشقہا شنیدن گر ہوس داری[ل] — بطرف گوشۂ بنشین و بشنو از غمِ دلہا
طراز طرز و جلوہ محمل زلیلیٰ نشان دارد — وگرنہ روز و شب برنا تماشا کرند تمہا
ز بندِ ما سوا بستم ز باد دست بگستم — تعالی اللہ عجب شغلے گز مرم از مشِ غمہا
گلِ آدم فقط دارد فروغ و نورِ جانِ دل — وگرنہ از ازل اندودہ شد بس آب در گلہا

[ل] در تلفظ ساربان باشد کہ محبوب مرا آرد

به بزم پیر خرابات ما تماشا کن | که هر مغنی ز ارسطو به عقل مانندست
ز هجر یار به من کار صعب افتاده است | بوصل دوست دلم سخت آرزومندست
ز صدمهٔ تب فرقت تنم چو خار شده است | مرا بموی میان حبیب سوگندست
ز شرمساری عصیان شدم چو پر کاه | به پشت بار گناهم چو کوه الوندست
بترس دوزخ و بیم سقر مشو دلتنگ | دلت ز حب شفیع الوری چو خورسندست

مزمّل از تو گنه کردن - از خدا بخشش
که بنده بنده و آخر خدا خداوندست

لا خط شده است [illegible]

(۱۵)

بوادیی که در و میت گدا خفته است | هزار همچو سکندر برهنه پا خفته است
ز خفتگان اجل کس خبر نمی آرد | گدا چگونه و چون مرد پادشا خفته است
زمانه در پی آزار و من ز خود غافل | عجب که نیز خبردار و آشنا خفته است
دل من ست که غافل بود ز کید رقیب | نه غافل ست فقط خفته است تا نفته است
چنان فتاده دل از فرط خستگی به رهش | چسان شناخته گردد که مرده یا خفته است
بیا به میکده و فیض نی تماشا کن | هزار همچو فلاطون خم آشنا خفته است
بحسن قسمت قسّام بین که تخت بخت | بقسمت همه بیدار و بهر ما خفته است
نگاه گرم تماشا و دل به فکر وصال | چو مست وقت نگاه بود پارسا خفته است

کنید صبر و نه محشر بپا کنید کمی
مزمّل الله رنجور حالیا خفته است

لا خط شده است [illegible]

(۱۶)

عکسی از گلگونه اش اندر شراب افتاده است | ماه را منزل قرین آفتاب افتاده است
طوق خودداری به گردن رشتاب افتاده است | آتشی مانم که بر دریای آب افتاده است
از تب و تابی که اندر سینه می دارم نهان | جان پریشان ست و مرغ دل کباب افتاده است
چرخ را گویند هان بر مدر خود دگر منازه | از رخ دلدار من امشب نقاب افتاده است

حسن تو اے غیرتِ حور و پری | ساختہ در ہر دو جہاں انقلاب
فتنۂ دین و دل و ایماں شدہ است | حسنِ بلا خیز تو اندر شباب
مارِ سیہ منفعل از زلفِ تو | تا چہ کند گر نخورد پیچ و تاب
ماہِ دو ہفتہ خجل از عارضت | مہر نہفتہ رُخ خود در سحاب

رحم بعزؔ مّلِ بے چارہ کن
چند پسندی دلِ من در عذاب

(۱۳)

نگہِ یار کجا برقِ شرر بار کجاست | چشمِ عیار کجا نرگسِ بیمار کجاست
شکوۂ یار کجا طعنۂ اغیار کجاست | گل کجا، خار کجا، نور کجا، نار کجاست
از رہِ مدرسہ و مکتب و مسجد بگزار | سخن از ماست بگو خانۂ خمار کجاست
از گرانخوابیِ بخت آمدہ ام سخت بجاں | دوستاں بہر خدا طالعِ بیدار کجاست
مسجد و مدرسہ و صومعہا گردیدم | ہر کجا بے خبرانند خبر دار کجاست
بہ مشامم نخورد بوے گلاب و عنبر | بوے دلدار کجا طبلۂ عطار کجاست
جادۂ عشق عیان ست رہِ زہد نہاں | تارِ تسبیح کجا رشتۂ زنار کجاست
سخنِ حق کہ بود باقی و دیگر معدوم | سرِ منصور کجا ہست و سرِ دار کجاست

تلخیِ ہجر نسازد بمن اے مزؔمّل
باعثِ فرحتِ دل شربتِ دیدار کجاست

(۱۴)

بہ دامِ گیسوے زلفِ کجت دلم بند ست | خلاصِ کار ندانستہ ام کہ تا چند ست
بیا کہ بے تو بجانِ من آتش افتادہ است | نگر بتابشِ دل در تپش نفس بند ست
ز شربتِ لبِ نوشینِ یار کن تجویز | طبیب گل چہ سودائے شربت و قند ست
علاجِ من مکن از آفتاب رس گلقند | کہ عارض و لبِ جانانِ من گل و قند ست
بیا بہ حلقۂ رندان و وعظِ من زاہد | کہ ہر کلام ز عشق ست و ہر سخن پند ست

وقتِ فرصت دان و برچین میوهٔ حسنِ عمل — غافل از حرمان مشو تا آسمان در گردش ست

که نظر بر ماست او را گه کرم بر حالِ غیر — آرے آرے حق بود مه‌بتان در گردش ست

من نه تنها تابعِ فرمانِ آن عاشق کشم — پیشِ حکمش بر سواے راغبان در گردش ست

صورتش در چشمِ من قائم دلِ من مضطرب — میهمان عزلت گزین و میزبان در گردش ست

شهرهٔ حسنِ ملیح و قصهٔ سوداے عشق — همچو فتواے جنابِ مفتیان در گردش ست

دوش بے نیلِ مرام آمد رقیبِ تشنه کام — اے تعالی الله نصیبِ دشمنان در گردش ست

از شعاعِ حسنِ او گر رنگ گردانم چه عیب — کز فروغِ مهر رنگِ زعفران در گردش ست

حسن و اخلاصِ عمل حاشا بود تسبیحِ شیخ — بهرِ وصلِ حور لیس او را بنان در گردش ست

نطقِ من بر من بلا آورد و اندر قالبم — در قفس چون بلبلِ شیرین بیان در گردش ست

اعتذارِ بلبلِ گویا پذیرد قفس را — گر سکون خواهد بده بیچاره جان در گردش ست

دیده ام تا شعر ہاے مولوی عبدالغنی[1] — از ثنااش در دهانِ من زبان در گردش ست

از خطایم درگذر اندر عطاے خویش باش — من گدا و تو غنی پاے خسان در گردش ست

در ثناے حضرتِ سبحانِ حیِّ لایموت — سبحهٔ قدوسیانِ آسمان در گردش ست

گردشِ اجرام و اجسام و زمین و آسمان — حکمِ یزدان ست کز وے این و آن در گردش ست

گر ثنا خواهی ز مُلّا شعر در ایران ببر
نیک می دانی که حالِ هندیان در گردش ست

---

[1] حضرت مولانا عبدالغنی خان مرحوم المتخلص به غنی از علماے ذی وجوه قصبهٔ قائم گنج ضلع فرخ آباد و از اجلِ تلامذه و داماد حضرت مفتی لطف الله علیه الرحمه استاذِ نواب صدر یار جنگ بهادر و والدِ جنابِ نفیس دلهن صاحبه دردانه. علاوه تبحر در علومِ معقول و منقول از ادب و شاعری عربی و فارسی هم حظے وافر روزی داشتند. کتبِ عدیده خاصه ارمغانِ آصفی بر وسعتِ نظر و دقتِ فکر و ذوقِ سلیم او شاهدِ عدل ست

مرتّب

از شعاعِ گیتی افروزِ جہاں سوزِ رخش | آتشے اندر دلِ ہر شیخ و شاب افتادہ است
المدد اے ہمنشیناں کز ہجومِ اشتیاق | جانِ من در ورطۂ صد انقلاب افتادہ است
در مسلسل طرّۂ پرتابِ خم اندر خمش | ناگہاں دل در شکنجِ پیچ و تاب افتادہ است
شعر گفتن گرچہ آسان ست اما مشکل ست | ہر کرا کش با زمینداری حساب افتادہ است
نقدِ زر سنجر رباید نقدِ دل آں سیمبر | کیست کاندر دہر چوں من کامیاب افتادہ است

دوش فیضی با مزمّل گفت در ہنگامِ خواب
ثاقب از شوخی بما در اقتصاب افتادہ است

ناچیز عرض میکند ثاقب در انتساب افتادہ است

ہر چند نالہ ام ز دلِ آسماں گزشت (۱۷) | اما بگوشِ یار نہ شطرے ازاں گزشت
ہمدم دہد صلاح و مداوا کند طبیب | لیکن چہ سود کارِ من از این و آں گزشت
در شوقِ پاے بوس شدم خاکِ راہِ دوست | واحسرتا ز راہِ دگر کارواں گزشت
حالا دل ست و حسرت و ارمان و درد و رنج | ہنگامِ عیش و عشرت و نام و نشاں گزشت
در رہ گزارِ او شدم از بہرِ عرضِ حال | قسمت نگر کہ برقِ تجلّےٰ ز جاں گزشت

مزمّلا زمانہ شناس و خموش باش
عہدِ شباب و شورش و تاب و تواں گزشت

طرح ایں غزل مطلع حضرت[۱] مولانا عبد الغنی خاں صاحب ست مد ظلال فیوضہم

مطلع مولانا ممدوح ؎

عید آمد روزہ شد سالِ رواں در گردش ست
ساقیا مے دہ کہ حالِ مے کشاں در گردش ست

فقیر عرض میکند ؎

با سحاب تند خو برق دماں در گردش ست (۱۸) | محتسب حیران و جامِ میکشاں در گردش ست

[۱] ملاحظہ طلب نشان ۵ برصفحۂ آئندہ ام

هر زمانی گوش من پر باشد از الطاف غیب — حاجتش با چنگ و با تنبور میدانم که نیست
حکم لا مذهب قم عیسی نباشد فی المثل — هر نهیق خر صدای صور میدانم که نیست
بهر تسکین از لب لعلت شفاعت خواستم — ورنه دیوان ترا دستور میدانم که نیست
مدعی حاشا که داند راه در رسم عاشقی — زاهدی چون بلعم باعور میدانم که نیست
اهل کمالی را زوالی عاقلان خوش گفته اند — خارج از این زاهد مغرور میدانم که نیست
پیش دشمن خم نباشم زانکه از تاثیر جار — هیچ غیر منصرف مجرور میدانم که نیست
بهر ایذای من دل خسته خواهی غیر را — ورنه آن بیچاره ات منظور میدانم که نیست
از کمال یاس بر هرکس تمسک بسته ام — گرچه هر برگ گیا ساطور میدانم که نیست
حال زار خویش گویم پیش علام الغیوب — جزو و کل بر خاطرش مستور میدانم که نیست
سوز جان و سینه را تنور گفتم فی المثل — ورنه مثل سینه ام تنور میدانم که نیست
منکر اسلام را فی النار میدانم که هست — بهتر از شرع محمد نور میدانم که نیست
عذر تقصیر و خطا پیش تو آوردن خطاست — زانکه بخشش از بتان دستور میدانم که نیست
شعر گفتم از امتثال امر مولانا حبیب — ورنه زینگونه مرا مقدور میدانم که نیست
فیض رحمان است کارم هجو اشعار بلیغ — ورنه چون شیراز بهیکم پور میدانم که نیست
جان فدای حضرتی کو را منزل خواند حق — هر کلیمی در قرآن مذکور میدانم که نیست

ناکسان دهر را ناچار می گویم سلام
انگبین در خانهٔ زنبور میدانم که نیست

(۲۱)

مرا به ملک و جهان هیچ دستداری نیست — به برگ شکوهٔ یاری کنم که یاری نیست
شنیده ایم بسی داستان مهر و وفا — مگر به هیچ کسی هیچ اعتباری نیست
چنان شده است به من تنگ عرصهٔ گیتی — هوای مردنم اندر سر است و داری نیست
نعوذ بالله گر از می دهن بیالایم — که نشهٔ لائق دردسر و خماری نیست

عراق و شهر صفاهان حبیب گنج من ست (۱۹) که مسکن و وطنِ یار نکته سنج من ست

مرا به نشئه و مستی هوس بود حاشا | خیالِ دوست که تریاک و باده بنجِ من ست

مرا به گنجِ گهر هیچ احتیاج نیست | معانی و لغت و نظم و نثر گنجِ من ست

به جرح و قدحِ معانی و لفظ مصروفم | همین دو گنجفه و نرد و شطرنج من ست

نگه ز صحبتِ نافهم و شکوهٔ نااہل | بجانِ دوست که بس این ملال و غنجِ من ست

بلے بلے نعم و لا ز درجِ لعلِ لبش | اگر غلط نه کنم شادی ست و رنجِ من ست

بود تملق کم پیگان عذاب الیم | غلط تفاخر نو دولتان شکنجِ من ست

همیشه در شش و پنجم زبیم روزِ جزا | مگر پناهِ من آن کو دو چار و پنجِ من ست

دمے به یار نشینم نه رنجد از من کس | همین قدر هوس خاطر مرنجِ من ست

بگوشهٔ چو نشینم انیس و مونسِ من | هزملا بنگر طبع بذله سنجِ من ست

ملا مستوفی ریاست نواب صدر یار جنگ بہادر و مقرر مضمون گو شخص نگاه ان کتاب خانهٔ مشهور عالم

ایں غزل بر طرح حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان صاحب قبله مدظله العالی

بتاریخ ۱۸ مئی ۱۹۰۱ء وقت سه پہر بمقام بیکم پور گفته شد

شعرِ طرح فرمودهٔ مولوی صاحب مخدوم ؎

ہمچو گیسویت شب دیجور میدانم که نیست | ہمچو رویت مهر و مه را نور میدانم که نیست

بنده عرض می کند ؎

نکته سنجِ ہمچو من مشهور میدانم که نیست (۲۰) زیں چنیں شهرت ولم مسرور میدانم که نیست

چشمِ فتانِ ترا سحار میدانم که هست | لیک چوں من دیگرے مسحور میدانم که نیست

دار را معراج می گویند عاشق مشرباں | هر کو سناکے مگر منصور میدانم که نیست

معنی القلب یهدی تا شنیدم ستم زد دست | ایں دلِ خود از دلِ او دور میدانم که نیست

منہ گوش بر عو عوِ نکتہ چیں — کہ مہ تابد و سگ صدا می زند

سخن فہم از شعرم آید بوجد — سخن نارسے طعنہا می زند

دہانِ سخن چیں بگیری اگر — نماند سخن از قفا می زند

مزمّل بہ حکمِ قضا تن سپار

کہ او میزند بر ملامی زند

ملاحظہ شد درست است
نجم طہرانی

[illegible]

نامۂ منظوم

(۲۳)

نظمے کہ از نظامِ سخن باخبر بود — بادِ صبا ترا بدرش گر گزر بود

از من باو سلام رساں بعدِ اشتیاق — شوقے کہ از قیاس و گماں بیشتر بود

زیں پس بطرزِ دلکش و آئینِ دلفریب — حالم بگو چناں کہ بیاں مختصر بود

مزمّلِ حزیں ست نہ درخورِ تہنیت — قلبش ہزار پارہ و خاکش بہ سر بود

بخشد خدا طفیلِ محمد گناہِ او

در جنتش وصال بہ بخت جگر بود

---

(۲۴)

نے ہیچ خوئیت بوئے ہرگز بہ گلاب اندر — کے تاب چو دندانت در دُرِّ خوشاب اندر

...مد حقہ عنبر بمشامم نہ رساند — بوئے کہ بکوئے تو باشد بہ تراب اندر

...ر جلوۂ حسنِ تو بیند بگہِ مستی — در شیخ شود پیدا شورے کہ بشباب اندر

...ر پرتوِ لطفِ تو بر پرِ مگس افتد — شہپر زند از قدرت در چشمِ عقاب اندر

...شہ خلا ہم کن و از ہجر نجاتم دہ — خوشنودیِ یزدان ست در عتقِ رقاب اندر

...ر بوسہ ز لعلِ لب معشوق مرا بخشد — زیباست زکوٰۃِ حسن در حدِ نصاب اندر

...زگفتۂ مرو ... شم و باشد ... — حورا ہمت زند لقے افتد بعذاب اندر

به پا خلیدنِ خارم ز دردِ دل هوس ست | لوادیے است عبورم که نوکِ خارے نیست
تمام عمر به فکرِ تلاشِ یار گذشت | ولے هنوز بفتراکِ من شکارے نیست
بوادیے که منِ خسته تشنه‌لب باشم | ز قطرهٔ اثرے در بجوے بارے نیست
غنوده یا که بخوابم و یا که بیهوشم | چو روزگارِ من القصه روزگارے نیست
ز رنج و درد کنم ناله کس نمی‌شنود | مگر بخلقِ جهاں گوشِ گوشوارے نیست
به ملکِ هند کس از کس خبر نمی‌دارد | دگر بگوے به از ملکِ من دیارے نیست
فقط به گوشِ من آواز می‌رسد از دور | صداے سنجرِ غمدیدهٔ که یارے نیست
زنارسائیِ من بیں که من باو نه رسم | زیانِ او بنگر کش به من گذارے نیست
چه خوش بود که من و سنجرِ سخن‌آرا | شویم یار دراں دم که غمگسارے نیست
مرا گله نه بود از عذابِ تنهائی | که به ز حضرتِ ایشاں صلاح کارے نیست
ز بختِ بد چه بود شکوہاے سنجر زند | که زر به دستِ من ست و بگنج مارے نیست

ز ملا بجوابِ غزل سرائ دوست
غزل بخوان و زرافشاں که گیر و دارے نیست

ملاحظه شد
نبی بخش [illegible]

---

(۲۲)

د

اگر یار حرفے به لا می‌زند | نه لا بلکه تیغِ بلا می‌زند
سرم بشکند تیر بر من زند | نگویم که آخر چرا می‌زند
اگر سرزنش کرد وگر گفت بد | نگویم سخن ناروا می‌زند
غلط کرده بر من نگه افگند | ندانسته تیر از خطا می‌زند
مخاطب بغیر ست و شکوه ز من | سخن خیره بر گوشِ ما می‌زند
دلِ من ز دنیا ندارد هوس | بریں پرِّ دغل پشتِ پا می‌زند
شده نوشِ من نیشِ در کامِ غیر | هماں نیش بر جانِ ما می‌زند

دلِ من اے کہ عرشِ ذوالجلالی — بیا را از صفا کاشانۂ دل
نگہدار احترامِ قلبِ[1] مومن — حریمِ کعبہ باشد خانۂ دل
بہ راہِ پیچ در پیچِ صعوبات — بود ہادیِ من فرزانۂ دل
شود آساں ہزاراں کارِ دشوار — بہ سعیِ ہمّتِ مردانۂ دل
بیفتد تفرقہ در جمعِ اعدا — ز پا مردیِ بے باکانۂ دل
ہزاراں آتشِ حسّادِ بدخواہ — بمیرد پیشِ یک خس خانۂ دل
بسوزاند دلِ اعدائے بدبخت — شرار و جوشِ آتش خانۂ دل
دلِ من رازدانِ رازِ جوے است — ہمہ دان ست ایں دیوانۂ دل

مزمّل چند چوں سنجر بخوانی
بہ حسرت[2] نالۂ مستانۂ دل

(۲۷)

ہر چہ من پیر و نحیف و ناتوان و خستہ ام — دل نشیں باشد و لے ہر مصرعۂ برجستہ ام
فیض یابم از دبستانِ کمالِ سنجری — ہست افسونِ رکلامِ شستہ و شائستہ ام
از گلستانِ مضامینم شود تازہ مشام — در نگاہِ قدردانانِ سخن گلدستہ ام
بارِ عصیاں بر سرست و قلبِ بریاں در بغل — یا الٰہی رحم فرما بر وجودِ خستہ ام

از تہی دستی نباشد شکوۂ ہرگز مرا
نقشِ مزمّل بہ بازوا زارادت بستہ ام

(۲۸)

شمارِ شوق ندانم حساب راچہ کنم — دماغِ بحث ندارم کتاب راچہ کنم
بوقتِ ہجرِ تو عہدِ شباب راچہ کنم — بروزِ وصل ندانم حجاب راچہ کنم
بتابِ روئے نکو آفتاب راچہ کنم — ببوئے سنبلِ مو خود گلاب راچہ کنم

---

[1] " قلب المومن عرش اللہ (حدیث نبوی) مرتب

[2] [illegible] الملقب بہ نواب صدر یار جنگ

ترسم نہ شود صرفِ اشعارِ طرب افزا — صد نکتہ کہ می دارم در رائے صواب اندر

سرشارم و ہشیارم ـ چوں صوفیِ سرحلقہ — با کارم و بے کارم چوں چشم بخواب اندر

صد قافیہ می دارند زیں رو غنی و حسرت — تا من چہ زنم حرفے حالا بہ جواب اندر

بیچارہ مزمّل را ارشادِ غنی دارد

در فکرِ غزل گفتن چوں پا بہ رکاب اندر

---

(۲۵)

ز گیسوئے دلبرِ من مشک فشان ست ہنوز — اندریں سلسلہ صد بستہ نہان ست ہنوز

دل گرفتارِ خمِ زلفِ بتان ست ہنوز — واں دلِ سلسلہ دیوانہ ہمان ست ہنوز

مردم از کش مکشِ ہجر بہ تحقیق مگر — دل با میدِ وصالِ تو تپان ست ہنوز

استخوانم سگِ تو خاید و زاں خرسندم — کہ ز من بر درِ تو نام و نشان ست ہنوز

جگرم سوخت مگر مہرِ تو در دل باقی ست — خاک شد دیدہ و لیکن نگران ست ہنوز

کشتۂ عشق شدن عینِ حیاتِ ابدی است — قصۂ لیلیٰ و مجنوں بہ جہان ست ہنوز

پا مکش از سرِ نعشِ منِ مسکیں قاتل — کہ بجاناں نگراں دیدہ جان ست ہنوز

ز پئے قتلِ منت حاجتِ تشہیر چہ بود — کہ سگِ کوئے توام پئے کشان ست ہنوز

سالہا شد کہ مرا بال و پرِ ولولہ ریخت — لیک بر یادِ تو دل را طیران ست ہنوز

یک نگاہت بدلِ مردۂ من جاں بخشد — شکر للہ کہ ام بخت جوان ست ہنوز

کعبہ ہا گشتہ ام و صومعہ ہا گردیدم — دلِ من شیفتۂ پیرِ مغان ست ہنوز

بمزمّل چو فرستاد غزل فرخندہ

تا چہا کرد کہ مسکیں بہ فغان ست ہنوز

---

(۲۶)

ا بیا بشنو ز من افسانۂ دل — بچش یک جرعہ از خمخانۂ دل

پا از اندازہ بیروں نہادم متوکلاً علیٰ فضل اللہ العلیم۔

حضرت واقف لاہوری فرماید ؎

صد غنچہ بشگفت الّا دلِ من　　اے وا دلِ من صد وا دلِ من

عرض مشود

از دستِ جاناں رسوا دلِ من (۳) غارتؔ دلِ من یغما دلِ من ؎

چیزے کہ جوئیم یا ہم دریں دل　　دنیا دلِ من عقبیٰ دلِ من

از خویشتن رست با دوست پیوست　　زیرک دلِ من دانا دلِ من

از تارِ زلفش زنّار بستہ　　ہندو دلِ من ترسا دلِ من

در بحرِ عشق و در باغِ حسنش　　لولو دلِ من لالہ دلِ من

بر روے و موے آں شاہِ خوباں　　والہ دلِ من شیدا دلِ من

یاقوت و گوہر باشد بہر سو　　معدن دلِ من دریا دلِ من

گر آرزوے وصلِ تو دارد　　ہرگز نیاید بیجا دلِ من

از بہر جور و ظلمِ تو باشد　　ملجا دلِ من ماوا دلِ من

اندر شعاعِ شمسِ جمالت　　صد رنگ آرد حربا دلِ من

وقت نظارہ تا سیر بینم　　یارب بماند بر جا دلِ من

بہرِ نثارِ پاے محمد　　اے کاش بودے صدہا دلِ من

یارب دمِ نزع بر مدحِ احمد　　باشوق باشد گویا دلِ من

یک باغنی داد مے یک بہ سنجر　　گر کاش بودے جوزا دلِ من

ہست از رحیقِ عرفاں لبالب　　ساغر دلِ من مینا دلِ من

در بزمِ قوالِ سلطانِ اجمیر　　با مرغِ بسمل مانا دلِ من

مزملؔ آخر تا چند باشد　　با یاس و حرماں پویا دلِ من

فغاں کہ جانِ دلم سوخت عشقِ عشوہ گرش — ازاں بہ پیشِ خرد و خورد و خواب را چہ کنم
بمہر و قہرِ تو کارم فتادہ است دگر — ثواب را چہ کنم یا عذاب را چہ کنم
مرا خلوص بہ پیرِ مغاں بود ز قدیم — جنابِ شیخ مشیخت مآب را چہ کنم
مرادِ من لبِ لعل و دُرِ دنداں ست — بگو کہ بُسّد و دُرِ خوشاب را چہ کنم
عمل بگفتۂ ناصح تواں نمود اما — تپیدنِ دلِ خانہ خراب را چہ کنم
بصد ہزار مشقت تواں رسید بدوست — نقاب را چہ کنم سدِّ باب را چہ کنم

غزل چو حضرتِ حسرت نمی توانم گفت
مزمّلا ہوسِ انتخاب را چہ کنم

(۲۹)

ن

تیغِ ابرو برمنِ مسکین تا بہ آختن — بستہ ہیچونِ منے را خوشش بود نواختن
آرمیدن می نخواہم من بجنات النعیم — بس ہمی خواہم کہ اندر کوئے تو سر باختن
شد کمیتم لنگ و سینہ تنگ و عقل و ہوش دنگ — در رہِ منزل یار مشکل ست نتواں تاختن
می توانم ساختن با زہر مار و نیش تار — با رقیبِ زشت خو واللہ نتواں ساختن
با رقیباں مہر ورزد با حبیباں مہر جو — کارِ ہر کس نیست آرے آدمی بشناختن
عشق اگر خواہی بدریائے مذلت غوطہ زن — ورنہ کے زیبد کہ خود را در بلا انداختن

اے مزمل بایں ہی چوں در حریم کوی دوست
باید ت از عقل و ننگ و ہوش دل پرداختن

بتاریخ ۲۳ ستمبر در راہ علی گڑھ از ساعت ... [illegible]

بتاریخ دہم مئی ۱۹۱۰ء یوم عرس ہی خاکسار بمقام ڈھولنہ نخواجہ احمد سعید خاں صاحب رئیس داد وں کہ ذوق صوفیانہ و عقیدت بحضرات چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم دارند طرح ذیل بایں حقیر دادہ فرمائش کردند کہ اگر چیزے دریں گفتہ شود خوب ست۔ جرأت کردم و

ی

غزل کہ بر طرح مولوی حبیب الرحمٰن خاں صاحب حسرت گفتہ شدہ

اے قدِ تو رشکِ سروِ کشمری (۳۳) سنبل از زلفت بجوید برتری

اے جبینت ماہ ابرویت ہلال — عارضِ تو رشکِ شمعِ خاوری

بوسۂ خواہم ز نقشِ پائے تو — گر نصیبِ من نماید یاوری

صد ہزاراں عشوہ دارد شوخِ من — یک نباشد زاں بہ کیشِ کافری

استخوانِ من ازیں خواہد گداخت — شورشِ عشقش نباشد سرسری

زاہد از پیری ندارد تابِ عشق — "عصمتِ بی بی است از بے چادری"

عشق جاں بخش ست چوں آبِ حیات — اے سکندر تا کجا پے می بری

کیش و آئینے نداند عشقِ دوست — نہ موحد باشد و نہ نیچری

آں پریشاں می کند ایں جانِ دہر — شورِ عشقش خوش ز شورِ محشری

ہوسے بہرِ جنونم خاص نیست — نزدِ عشق یکساں ست چون و چنوری

شعر گفتن گوہرِ جاں سفتن ست — ایں نہ نجاری ست نے آہنگری

سخت حیرانم من از اشغالِ خود — کہ زمینداری کنم یا شاعری

من نمی دانم عروض و قافیہ — شعر می گویم بہ از شکر تری

نظمِ من فہمد نہ ہر شوریدہ سر — "قدرِ گوہر خوب داند جوہری"

ایں غزل از حکمِ حسرت گفتہ ام
اے مزمل گو مفر از چاکری

از نظر ثانی
بنجم ...

لہ آغائے موصوف ہر شعر ایں غزل را ص فرمودہ خدا داند کہ با غزل طرحی چہ معاملہ کرد بلاظہر
الفضل للمتقدم"۔ مرتب

(۳۱)

این دلِ بیچاره روزے ممتحن خواهد شدن | از گدازِ ناله شمعِ انجمن خواهد شدن

اے دلِ بیهوده تن جانت ز تن خواهد شدن | جسمت اندر گور آخر مرتهن خواهد شدن

گر بمیری در بیابان رسته از قیدِ وطن | بارک الله فارغ از بارِ کفن خواهد شدن

در بیابان ها صبا بر دوش گیرد خاکِ تو | بے نیاز از غمزهای گورکن خواهد شدن

فخرِ بیهوده مکن بر زور بازوے قوی | این تن بالبداهت روزے کهن خواهد شدن

مرگ باشد ناگزیر از دستِ غم آزاد شو | خاکها بر فرقِ شیخ و برهمن خواهد شدن

تا بکے باشی بفکرِ اطلس و دیبا و خز | فکرِ روزے کن که خاکت پیرهن خواهد شدن

اے مزمّل نعمتِ دنیا نباشد جز فریب
هر تفرّج گاهِ تو بیت الحزن خواهد شدن

(۳۲)

از این ره می کشتم آهِ رسا آهسته آهسته[1] | نگارِ من شود تا آشنا آهسته آهسته

بیا پے ده لبالب ده ازین ساقی ز جامِ مے | که فصلِ گل بکام ست و صبا آهسته آهسته

جوان ستم مکن از شغلِ مے منعم که اے واعظ | به پیری می توان شد پارسا آهسته آهسته

بکوے یار شوقم می برد پویا بصد سرعت | ادب گوید "الا بگذار پا آهسته آهسته"

خدارا زود آرید آن مسیحا دم طبیبم را | که جانم می شود از تن جدا آهسته آهسته

بتِ سنگیں دلم تیرِ نظر از ترکشِ مژگاں | کند بر بسملِ جانم رها آهسته آهسته

ز نفرت شوخِ من بگذشت و رغبت را مهیا شد | بفضل الله یابم مدعا آهسته آهسته

گهے نخچیر و چوگاں باز و برق انداز و صحرائی | گهے در گلستاں با دلربا آهسته آهسته

مزمّل وقتِ فرصت گاه گاهے شعر می گوید
ترقی می کند فکرِ رسا آهسته آهسته

---

[1] این غزل را گاه گاہے نواب صاحب مرحوم و مغفور برادر ما فی دق و هم نشینانِ با شوق می خواند بطورے که آواز خود را آهستگیِ شکل جسم را در نگهِ مجسّم می نمود و لطفِ سخن را بمدارج می افزود

مرتب

ۂ بخش و مرا می ده کہ بس تشنہ لبم — تا کہ جانِ تازہ ام بر تن دمد سر تا بپا

زمن خورسند باشی من ز وصلت شادکام — تو بہ شغلِ بادہ باشی من ز حسنت جاں فزا

بسر دریا بادہ مست و فارغ از فکرِ جہاں — شکرِ احسانِ شفیقے مہرباں سازم ادا

ربانے کز کمالِ لطف و اشفاق و وداد ۱ — کرد تاریخے بہ من ارسال خوب و بے بہا

زہ تاریخے چو تقویمِ مجسطے مستند ۲ — علم معنی را دلیل و طالباں را رہنما

مختصر چوں عمر بد خواہش رواں چوں طبعِ من ۳ — پاک از حشو و زوائد چوں دلِ من بے ریا

بانِ الفاظش رفیع و شرحِ معنایش وسیع ۴ — نظم و ترتیبش بجمیع و با صواب و بے خطا

لی ز اغلاق و ابہام ست و سہلِ ممتنع ۵ — پر ز اقسام نفائس ہمچو خوانِ اغنیا

دو بیت و چار مصراعش ازاں ترتیب کرد ۶ — شاعرِ شیوا بیاں یعنی جنابِ ارتضا[2]

بود ایما کہ دو عالم نہان و آشکار ۷ — یافت از اربع عناصر انتظام و ابتدا

یا کہ خود بعد از خدا و احمد اندر ہر دو کون — چار یارِ مصطفیٰ ہستند ما را پیشوا

یا مگر زیں رو کہ ارکان شریعت چار امام ۸ — متبع ہستند با پیغمبرِ دینِ ہدا

یا مگر زیں رو کہ ہر دو یعنی آں دانا و من ۹ — چار وصف و چار ذم داریم فاش و برملا

آں بود دانا و عاقل کامل و شیریں سخن ۱۰ — من جہول و عاصی و بے علم محض و ژاژخا

جانِ من از مہر جنبید و منش کردم گسل — از کمالِ شوق و از راہِ خلوص ایں شعرہا

گرچہ مقبول خرد نبود کہ یک بے مایہ — از پشیز کہنہ آرد ہدیۂ پیشِ کیا

لیک دارم قصۂ در یاد از تاریخ مصر — با کلافے زالکے می کرد یوسف اشترا

او چو یوسف با جمال و با کمال ست و امیر — شعرِ من ہمچوں کلاف و من چو زالِ بینوا

گر شود مقبول طبعش ایں متاعِ کاسدم — منتش بر جانِ من روحی با حسانش فدا

ور شود مردود ایں جنسِ بخیس و بس رخیص — شکوہ بیجا نگویم زانکہ رد باشد سزا

مختصر در ہر دو حالت حالت رد و قبول — شیوہ ات باشد دعا و مدح پس مزملا

[1] ماده تاریخ از مرتضی علی میرزا گورودی شاعر ... [illegible]

[2] در صفحهٔ آینده

قصیده

(۱)

می سزد امروز گر سر بر فرازم تا سما — یا بیارم بر بفخرِ خویشتن حق را گوا

زیبد ار خود را شمارم کامگار و کامیاب — بر کشم از خوبیِ طالع نوائے جاں فزا

فی المثل خود را اگر گویم کہ من شاعر شدم — بے دلیل البتہ ایں دعوی کجا باشد روا

زانکہ دارائے خصائل کردہ تا من مرحمت — زانکہ سرخیلِ افاضل کردہ بر من اعتنا

حضرتِ عبدالغنی خاں فاضلِ عالی مقام — شاعرِ شیوا بیان و صاحبِ علم و ذکا

اوستادِ فیض بخش و فیض بخشِ مہرباں — مہرباں کامران و کامرانِ با عطا

بر کمالِ او کمالِ علمِ او باشد دلیل — بر کلامِ پاک او علمِ کلامش زد صلا

ذاتِ پاکش را ستائش کے سزد زیں چوں منے — گنگ را یارے می نیارد مدحِ ذاتِ کبریا

مختصر امروز آں حضرت کلامِ خویش را — نزدِ من ارسال فرمودہ باشفاق و ولا

جوششِ احسانش بجانِ ناتوانم در گرفت — دست بردم بر قلم تا شکر او سازم ادا

فی البدیہہ شعرہائے چند را آراستم — گرچہ باشد جملگی بے معنی و لغو و خطا

پیشِ استاداں غلط گفتن بلے فخرِ من است — تا کہ از اصلاحِ شاں گردم مطلب آشنا

کارہا بسیار و وقتِ تنگ و جانِ بے ہنر — از گلیمِ خویش پا بیروں منہ مزقلا

با دعائے خواجہ کوش و گوش کن الہامِ قدس — ہاتفے غیبی بود مصروفِ آمین و دعا

رحمتِ حق باد بر خواجہ جہاں اندر جہاں — باد قائم ذاتِ او با صد ہزاراں اعتلا

من بہ شغلِ وصفِ او باشم ہمیشہ تر زباں
او بہ شغلِ شکرِ حق باشد ز تسلیم و رضا

(۲)

مرحبا اے ہم نشینِ بادہ پیما مرحبا — الصلا اے مہ جبینِ مہر سیما الصلا

شاد باش و خوش نشین و بادہ پیما و مدام — ساز بر کن نغمہ سر کن بر ترنم لب کشا

هوای دشتِ عنبرین فضای کوه دل‌نشین　　بساطِ سبزه بر زمین خنک چو فردِ ریشمین
رخِ زمین زمردین حریرِ چین بساطِ این　　نگار و نقش بر جبین ز نسترن ز یاسمین

خوش از بهار باغِ خلد طرفِ مرغزارها

می که غم برد ز دل ز سر برد خمارها

بمن هزار حیف اگر درین زمانِ خوب‌تر　　بمدحِ یار نا موزکانِ طبعِ پُر هنر
نثارها نیاورم ز شعرهای چون گهر　　بهای شعرهای من خراجِ چین و کاشغر

هزار چین و کاشغر نثارِ فرقِ یارها

ازین چه خوش نصیبِ من که یارِ من حبیبِ من[1]　　عزیزِ من قریبِ من ادیبِ من اریبِ من
به درد و غم طبیبِ من پناهم از رقیبِ من　　ز دشمنان حسیبِ من به دوستان لبیبِ من

سزاست بر محبتش مرا صد افتخارها

فقط مرا نه فخرهاست بر نیازمندیش　　زمانه فخر می‌کند به بخت و ارجمندیش
سرِ بلند و بارگاه نگوں به سربلندیش　　منظم است عالمی ز عدل و حق‌پسندیش　　عقل

ز ملکِ هند تا دکن هزار جاں نثارها

خطاب صدر یار جنگ لیے و چیره چوں پلنگ　　به جبر و جنگ چوں نهنگ بکار ندهی پشنگ
امیرِ ذی‌شعور و هنگ نیس باوقار و ننگ　　ز علمِ تو زمانه دنگ زدی بدیلِ کعبه چنگ

ز ندوه و ز کانفرنس ز شکریست بارها

منم برادرِ همین معرفِ تو اولین　　چکد ز کلکم انگبین بمدحِ تو زآن و این
تو به مهرِ من کنی یقین که مزملست و نه آفرین　　چه بود مصیبتی بیش ازین منم از تغافلِ تو غمین

که به یارها به دیارها نه کنند این همه کارها

---

[1] مولانا الحاج محمد حبیب الرحمن خاں　　مرتب

دست خود بهرِ دعا بعدِ ثنا بفراز و حال   ق[1]   از زبانِ خویش گویا شو که یارب العلا

اننی عبدٌ ظلومٌ انت غفار الذنوب   ۱   فیک توفیقی الیک الخیرُ منک الاهتدا

لا تکن بالقهر من عبدک محمدٌ ارتضا   ۲   کن باحسانٍ وانعامٍ ومنٍّ بعد فضل

اختتم بالخیر والرضوان فی حین القضا   ۳   امکن فی قلبنا حب النبی الهاشمی

اشتعل فی قبرنا من نور وجه المصطفی

۴

اجرنا خیراً بیومٍ انت تقضی بالجزا

ملاحظه شد نجیب طهرانی

(۳)

نسیمِ عیش می وزد لیس از صد انتظار ہا   الا که دورِ غم گزشت و وقتِ انتشار ہا

خروش و جوش و ہاے و ہو کنند می گسار ہا   سرور و وجد و خرمی نصیبِ ہوشیار ہا

غرضکه وقفِ عشرت ست شہر ہا و دار ہا

نه شہر ہا که دہر ہا نه دار ہا دیار ہا

ز ہر طرف که بگزری صداے نغمه بشنوی   به ہر مکاں که بنگری نگار خانه بشمری

چمن بصورتِ پری سمن بشانِ دلبری   بسر کلاهِ خاوری به بر قباے بختری

ستاده سروِ کشمری بطرف جوئبار ہا

چمن ہل به یک طرف به دشت و کوہسار ہیں   زکارِ باغباں گزر به صنع کردگار ہیں

به ہر شجر ہزار گل به ہر گلے ہزار ہیں   ہزار ہا ز جوشِ عشق مست و بیقرار ہیں

چگونه رقص می کند بفرقِ شاخسار ہا

---

[1] حضرت آغا اشعار ده گانه نتان زده را ص فرمود " تلک عشرة کاملة " و چہار گانه آخر را بسیار خوب نگاشت " منها اربعة حرم " مرتب

آصفی آنکہ در ولایتِ شعر   حکمران ست و مقتدیٰ باشد
نام نامیش عبدِ جبار است   منکسر بندۂ خدا باشد
آنکہ درایں زمانِ تاریکی   دیدۂ علم را ضیا باشد
آنکہ در ایں زمانِ بے ہنری   ادب آموزِ اذکیا باشد
آنکہ درایں زمانِ بے خبری   واقفِ رازِ ماسوا باشد
آنکہ درایں زمانِ بے علمی   عالمِ شرعِ مصطفیٰ باشد
آنکہ درایں زمانِ گمراہی   سالکِ مسلکِ رضا باشد
آنکہ نظمش نظام را محبوب   نثر مقبولِ پادشا باشد
در بلادِ علوم و بحرِ فنون   رہنما ہست و ناخدا باشد
شعرِ غرّاش سکّہ بر زرِ نظم   طبعِ والاش نکتہ زا باشد
سخنش نسخۂ شفاے صدور   علّتِ جہل را دوا باشد
برسد بر لطافتِ سخنش   ہر کہ زیں فن آشنا باشد
شہرہ اش از شمال تا بہ جنوب   ہر کجا باشد آں بجا باشد
رام پورست مولد و وطنش   حیدرآباد متّکا باشد
مزمّل کہ از خزینۂ علم   ق   مفلسِ محض و بے نوا باشد
بفرستاد گنجِ تصنیفات   طرفہ گنجے کہ بے بہا باشد
نثرِ او خوب و نظم خوب ترست   خرد افروز و جاں فزا باشد

ت

خواجه سر[1] هارکورٹ بٹلر هست	که بفضلِ خدا گورنر هست
عالم و فاضل و ادیب و عقیل	بر سرِ اہلِ علم افسر هست
همه ارکانِ کالج اند نجوم	پیٹرن همچو ماهِ انور هست
صاحبِ عزم و سطوت و اقبال	هر کجا هست او موقر هست
خوبصورت خلیق و خوش اطوار	دولتش رام و بخت یاور هست
این نگویم مگر همان که کند	بکند آنکه خوب و خوشتر هست
آنچه گفتم درین مبالغه نیست	سخنم نزدِ عقل باور هست
آمد و لطف کرد بر کالج	دلِ اسلامیان مسخر هست
کرد اصغاے عرضِ حالِ زما	گفته است آنچه خوب و خوشتر هست
الغرض گفت و گو تمام شده است	شکرِ نعمت هنوز مضمر هست
کیسهٔ رندِ قوم خالی بود	از عطاے تو مئی بساغر هست
هان بگویم دعاے دولتِ شاه	جارج پنجم که بنده پرور هست
تا جهان ست شاهِ ما ماند	آنکه بر بحر و بر مظفر هست
لطفِ شه باد بر گورنرِ ما	این دعا از مزمّل اکثر هست

هیچ دانی که کیست مزمّل
پیشِ سرکار و قوم چاکر هست

---

[1] آخرین لفٹنٹ گورنران و اوّلین گورنران صوبجات متحدہ آگره و اوده که دو بار بر گورنری این صوبجات دو بار بر گورنری برهما فائز شد مرتب [2] ایم اے او کالج علی گڑھ مرتب

بسم اللہ المقیت والمعید تبارک تعالیٰ شانہ

(۷)

سالِ نو آمد و ایں سال مبارک باشد | ہمہ وقت و بہر حال مبارک باشد
بہ شہنشاہِ جواں بخت و جوان دولت و سال | شوکت و حشمت و اجلال مبارک باشد
فتح[۱] مردانۂ افواج شہنشاہ بہ یار | صلح[۲] فرزانہ امسال مبارک باشد
عزت و دولت و آسودگی و امن و اماں | بہ رعایا و بہ عمّال مبارک باشد
بہ ہملٹن[۳] کہ بود ملٹنِ ثانی بہ علوم | فضل دادارِ ذوالافضال مبارک باشد
طالعش رو بہ ترقّی بود و بخت بہ کام | نعمتِ صحت احوال مبارک باشد
خوشی و خرّمی و شادی و آبادی وی | بیش زامانی و آمال مبارک باشد
ذوق و شوقِ سخن پارسیش میموں باد | ہم بہ آغای خوش اشغال مبارک باشد

بہ مزمّل بود الطاف ہملٹن شایاں
خواجہ را دولت و اقبال مبارک باشد

ابتدای ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء اختتام ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ کہ از غایت خلوص و محبّت بمدحِ دوستِ یک رنگ و محب با فرد فرہنگ
چودھری محمد حمید اللہ خاں صاحب رئیس سہاور ضلع ایٹہ گفتہ شد از تاریخ

---

[۱] مراد از جنگِ عظیم سنہ ۱۹۱۴ء تا سنہ ۱۹۱۸ء مرتب [۲] مراد از صلح وارسائی سنہ ۱۹۱۹ء مرتب
[۳] در علی گڑھ جنٹ مجسٹریٹ بود بفارسی ذوق وافری داشت مرتب

لفظِ او از معانیش روشن — ذہنِ نقاد را جلا باشد
بیتِ او از شکوہِ الفاظش — طبعِ وقاد را صلا باشد
فقرۂ نثرِ او فصیح و بلیغ — دفترِ فضل و ارتقا باشد
ایں ہم از فیضِ او بود کہ مرا — سوئے ایں نظم اعتنا باشد
شکر واجب بود بذمۂ من — طبعِ من گرچہ نارسا باشد
گفتہ ام زود زود ایں اشعار — فرصتِ فکرم از کجا باشد
اے مزمل گزر ز طولِ کلام — ختمِ نظمِ تو بر دعا باشد
لطفِ شاہِ دکن بفضلِ الٰہ — بر تو ہر صبح و ہر مسا باشد
ہر مرادے کہ ہست در دلِ تو — نارسیدہ بہ لب روا باشد

حشرِ تو باد با رسولِ کریم
بر تو انعامِ کبریا باشد

بسمہ تعالیٰ شانہٗ

(در تہنیت سالِ نو ۱۹۱۹ء)

(۶)

سالِ نو آمدہ - بسیار مبارک باشد — بہ رعایا و بہ سرکار مبارک باشد
بہ شہنشاہِ فلک جاہ سلیمان درگاہ — نصرتِ ایزدِ غفار مبارک باشد
فتح در سایۂ افواجِ دلیرِ شاہی — صلحِ ایں سالِ سزاوار مبارک باشد
بہ امیرِ خرد آگاہ جنابِ میرس — دولتِ طالعِ بیدار مبارک باشد
پسرش باد ز انعامِ خدا مالامال — علم و دانائی و ایثار مبارک باشد

بہ مزمل بود از میرسِ ذی رتبہ کرم
خواجہ را رحمتِ دادار مبارک باشد

ولیم میرس کہ زمانے در علی گڑھ کالج بود - بعد از [illegible]

بهنگامِ گهر بخشی بوقتِ مسند آرائی — چو بحرش آستین و آسمانش آستان باشد

ملے چون رستم و گُر دے چو گیو و مرد چون بهمن — و لیکن این عیان آن و استانِ باستان باشد

به پشتِ زین چو بنشیند فروغ از برق بر چیند — گهِ نخچیر چون بهرام در دستش سنان باشد

بفر و حشمت و شوکت بطغرل همرکاب آید — بجود و دولت و ثروت بسنجر همعنان باشد

اگر گیرد بهنگام ستیزه تیغ برق افگن — بدشمن نا رسیده سینه اش از غم تپان باشد

بگاهِ بزم جمشیدی فروزان همچو خورشیدی — به تخت بخت و دولت اردشیر بابکان باشد

برای اجتماعِ قوم گر مندیل گرداند — تعالی الله که مندیلش درفشِ کاویان باشد

مبارک منزلش باشد بهر یک بخت و افزونی — برای هر ستم دیده بلے دار الامان باشد

مکانِ او جهان او جهانِ او مکانِ او — عجب عالی مکان باشد سلیمانِ زمان باشد

چو فردوسی سخن پرور چو سعدیِ زبان آور — چو قاآنی و خسرو ماهر و شیرین بیان باشد

اگر سقراط و بقراط است دگر لقمان و بن مقنع — بوقتِ ذکرِ رایش جمله را عقد اللسان باشد

ز حاتم در سخا اولی ز نعمان در کرم اعلی — نصیبش از همه بالا که او را میهمان باشد

تو بے مثلی و یکتائی تو بے مانند و بیهمتائی — چو از وصفِ سخن رانم چه بهمان و فلان باشد

مرا عمرے ست تا مهرِ تو مهرِ جان و دل دارم — مرا قرنے ست تا ذکرِ تو ام وردِ زبان باشد

شدم سی سال و شش بالا که جز مهرت نیم کالا — بر این کالا دلم شیدا مرا خورسند جان باشد

ز ایامے که سر دو طفلها بودیم تا اینک — من و یزدان که صحبت راحتِ روحِ روان باشد

محبتها و الفتها و صحبتها بفرصتها — میانِ ما همی رفتی که ذکرش داستان باشد

مرا باتست نسبتها چه نسبت نسبتِ ادنی — که ذکرِ برخے از آنها طرازِ داستان باشد

تو گر از پارسی و تازی آخر بهره ور گشتی — الوش خوانِ استادان مرا هم قوتِ جان باشد

تو وقتے داشتی ذوقے به علمِ حرفِ انگریزی — مرا هم خوب تر شوقے بانگریزی زبان باشد

(۸) ۲۸ مئی ۱۹۰۱ء وقت سہ پہر شروع کردہ بتاریخ ۲ جون ۱۹۰۱ء وقت سہ پہر تمام کردہ شد)

مزمّل را بجز حسرت کسے گر مہرباں باشد[1] جواں بخت و جواں دولت حمیداللہ خاں باشد[2]

تعالیٰ شانہ الباری چہ نام ست ایں کہ جانم را چو اسم اعظم یزداں ہمانا حرزِ جاں باشد

مرا فخرست بر مدحش کہ فخرِ دودمان ست او چہ فخرِ دودماں باشد کہ فخرِ انس و جاں باشد

چہ گویم از صفاتِ ذات والایش کہ البتّہ زصد یک گفتنم مشکل گرم یک صد زباں باشد

مگر فرض ست برمن شکرِ احسان ولائے او بیارایم صفِ معنی کہ کلکم دربیاں باشد

زتوصیفش چہا گویم چو نتوانم چرا گویم مثالے برملا گویم عیاں را چہ بیاں باشد

زمانہ طرز و آئینِ نوی لبست ست و معذورم دگرنہ من ظہیری باشم و او ارسلاں باشد

روم بر عتبۂ والا بخوانم چامۂ غرّا بتوصیف و ثنائے او زبانم دُرفشاں باشد

زکوسِ مدح او آواز برخیزد چو برگردد سما و رمرکزِ او محورش ہندوستاں باشد

بہ شوقِ مدح و تعریفش زحسنِ اعتقادِ من مرا وجدے شود طاری کہ ہر مویم زباں باشد

کنم انشاد تازہ مطلعے در شانِ ممدوحے کہ از ذکرش بجسمم جان و جانم را تواں باشد

الا ممدوحِ من در باغِ خوبی باغباں باشد
بہ میدانِ وغا بیل دماں شیر ژیاں باشد

بہ بزمِ دوستانش نیک دل یابی چو یعقوبے بہ صبرِ ایوبؑ باشد موسیٰ معجز نشاں باشد

بہ پیشِ ذکرِ رائیش رائے افلاطوں خجل گردد بگاہِ وصفِ جاہش جاہِ افریدوں گماں باشد

---

[2] نقل فقرہ تحریر ممدوح:

"جو کچھ آں جناب نے تحریر فرمایا وہ آنجناب کی شایان شان تھا ورنہ میرے حسب حال تو فی الواقع اس طرح پر ہے کہ ؎

دریں عالم مزمّل را کسے گر مدح خواں باشد
نگوں بخت و زبوں دولت حمید بے نشاں باشد"

(۹)

پیامِ برق زنوّابِ[1] نامدار آمد | کہ قم مزمّل و غافل مشیں بہار آمد
بہ رام پور کہ دار السرور ہست بیا | ترا بحضرتِ ما صدقِ بے شمار آمد
ازیں خبر بہ تنِ خستہ ام تواں برسید | بجانِ مضطرِ من زیں خبر قرار آمد
زجاے جستم و برخاستم دواں گشتم | زباں بہ کلمۂ لبیک دُر نثار آمد
ہجوم کار کہ زنجیرِ پاے آزادی ست | پیم گرفت و مرا مانع از فرار آمد
گسستہ بند علائق ز فرق ساختہ پا | دواں رسیدم و بر درگہش قرار آمد
ملاذِ عالم و محمودِ خلق حامد علی | کہ میر و سیّد و سردارِ کامگار آمد
بلے تو شاہِ جہاں صاحب قِران استی | گواہِ دعویم ایں حصن استوار آمد
عمارتش ہمہ کہنہ بناے تو ہمہ نو | ثنائش قصّۂ و وصفِ تو آشکار آمد
تبارک اللہ زنظم و زنسقِ مملکتت | رعیّتت ہمہ منقاد و جاں نثار آمد
بہ راے و علم و عمل حسنِ صورت و سیرت | کسے مثیل و نظیرت نہ زینہار آمد
مزملا ادب آموز و قدرِ خود بشناس | کجات حوصلۂ مدحِ شہریار آمد
دعا و ظیفہ کن و عذرِ عجزِ خود می خواہ | اجابت از درِ حق بہرِ انتظار آمد
عطاے حضرتِ منّان بر تو بے پایاں | چناں کہ بذلِ تو بر خلق بے شمار آمد
رسول از تو بود راضی و معینِ تو باد | کہ حبِّ آلِ محمدؐ ترا شعار آمد

ہمیشہ قلبِ ہوا خواہِ تو بود ایمن
گلوے دشمنِ تو زیرِ ذو الفقار آمد

لردی شب در بھیکم پور و قدرے در اثناے راہ رام پور و باقی در رام پور جملہ

[1] مراد از ہز ہائی نس نواب حامد علی خاں بہادر والی رام پور۔ مرتب

تو مرد قادر اندازی بہ بزمِ صید ممتازی — مرا ہم نیک می دانی بفرصت شغلِ آں باشد

ترا محبوب باشد گر حبیب[1] آں صدر دانشور — مرا ہم با ہمہ حسرت[2] نیازش بیکراں باشد

ترا پیرِ طریقت[3] بود پیر و مرشدِ برحق — کہ روحِ پاک و الایش بہ گلگشتِ جناں باشد

بحمداللہ کہ ایں سُنّی و حنفی نقشبندی را — ازاں حضرت ز بیعت نقشِ ایمانی بجاں باشد

مرا یک نسبتے تازہ بدست افتاد و خوش آمد — کہ ایمایم ازاں نسبت بسوے ڈھولناں[4] باشد

ز نسبتہا کہ من گفتم مجازاً با تو پیوستم — خداوندا کہ گر جزے حقیقت درمیاں باشد

فقط ایں قدر می دانم تو دانا بندہ نادانم — باقلیمے کہ شاہی تو گدا ایں خستہ جاں باشد

تو گر خورشید سیمائی منم چوں ذرّہ ہات شیدا — گرش خورشید بنوازد فروغِ خاکداں باشد

مہا، میرا، خردمندا، جوانا، بخت بیدارا — مزمّل عرضکے دارد اگر اصغاے آں باشد

قدم رنجہ کن و اینجا بیا و لطف بر من کن — کہ دہقاں آبرو دارد چو شاہش میہماں باشد

بقولِ شیخ شیرازی شود دہقاں از یں راضی — کند با خویشِ انبازی مگر شہ ہمچناں باشد

مزمّل تا کجا حسرت غنیمت می شمر فرصت — خیالِ مقدمش راحت و مالیش بر زباں باشد

الٰہی عزّت و اقبال و دولت را قریں باشی — ز ماہ و مہر برجِ طالعت را اقتراں باشد

خدایا دولت و اموال دنیا بخش و دیں بخشش — عطا اولادِ صالح کن دلِ او شادماں باشد

خداوندا کرامت کن باد پوری کہ چوں یوسف — چراغِ خاندانِ سعدِ نور اللہ[5] خاں باشد

الا در سایۂ بالِ و پرِ روح الامیں باشی — نگہبانت خدا ماند ز حسادت اماں باشد

فلاحِ ہر دو عالم با تو و بر دوستانِ تو — پشیمانی و حیرانی نصیبِ دشمناں باشد

بہ دنیا کامراں باشی بہ عقبیٰ شادماں باشی

ضیاءِ ملت بیضا دلیلِ کارواں باشد

---

[1] مولوی حبیب الرحمن خاں شروانی نواب صدر یار جنگ۔ مرتب

[2] کنایۂ بلیغ بلکہ ابلغ بتخلص حسرت شروانی (م)

[3] حضرت شاہ عبدالغفور میاں علیہ الرحمۃ شاہجہانپوری۔ مرتب

[4] مدح ممدوح بہ نور دار موضع ڈھولنہ ضلع ایٹہ قرابتِ صہری بود و زنانِ ہر دو از یک پدر و مادر بودند۔ مرتب

[5] پسرِ ممدوح - نوراللہ مرقدہ سال

بہ ہندوؤ بہ مسلماں خلوصِ تو یکساں — بہ ہر کدام عنایاتِ بیکراں آمد
زسادگیِ لباس و بہ سادگیِ مزاج — ثناؤ وصفِ تو از پیر و از جواں آمد
ترا زاچکن و پاجامہ و بہ سر ترپان — ہزار گونہ وقار و شکوہ و شاں آمد
بجاست فخرِ علی گڑھ کہ میزبانِ تو ہست — خوشا نصیب کسے کش تو میہماں آمد
ہزار شکر کہ اولادِ تو بفضلِ خدا — سعید آمدہ و فخرِ خانداں آمد
نعوذ باللہ زکذب و تملق و افراط — مرا فقط سخنِ راست بر زباں آمد
دعا بگویم و ختم کلام می خواہم — دعائے دوست پئے دوست حرزِ جاں آمد
تو زندہ باشی و خرسند و شادماں باشی — زحادثاتِ زمانہ ترا اماں آمد
بہ نفعِ خلق بکوشی و مہرباں باشی — چناں کہ خالقِ تو بر تو مہرباں آمد
بہ شکرِ نعمتِ حق کوشی و بخدمتِ خلق — کسے کہ خادمِ خلق ست کامراں آمد
چناں بزی کہ زجودِ تو خلق آساید — چناں کہ جدِّ تو[1] زبخش و زرفشاں آمد
بہ حجِ کعبہ روی و زیارتِ طیبہ — کہ جلوہ گاہِ شہنشاہِ انس و جاں آمد

بوردِ سورۂ مزمل ار دعا بکنی
ز استجب لکم البتہ اقتراں آمد

بسمہ تعالیٰ شانہ

(۱۱)

منوّر فلک تا بہ انجم بود — شہنشاہِ ما چارج پنجم بود
بہ فرقِ ہوا خواہِ او تاجِ فخر — سرِ دشمن از دوشِ او گم بود
نصیبِ عدو بوریا و پلاس — بر دوست سنجاب و قاقم بود
بہ ملکش ہمیشہ سکون و قرار — بہ اقلیمِ دشمن تلاطم بود
بہ بحر و بہ بر لشکرش فتح یاب — بہ افواجِ دشمن تصادم بود

[1] لہ نواب میر عثمان علی خاں مرحوم مغفور

بست و چہار ساعت جستہ جستہ موزوں کردم - ۱۳ر اپریل سنہ ۱۹۱۶ء نعمان خانہ رامپور پنج شنبہ) -

---

(۱۰)

رسید مژدہ کہ گل سوئے گلستاں آمد — بہار آمد و گلزار گل فشاں آمد

ہوا لطیف و نظیف ست و عنبر افشاں ست — نوائے بلبل و قمری ز بوستاں آمد

بہ ہر کجا کہ روی شادی است و فرح و سرور — نوید خیر قدوم ز ہر مکاں آمد

ز بس کہ شکر خدا ورد ہر زباں شدہ است — صدای نعم عبادی ز آسماں آمد

دریں میانہ ز ہاتف سبب بپرسیدم — ندا رسید کہ احمد سعید[۱] خاں آمد

سمی احمد مرسل سعید روز ازل — خطاب خان ز میراث لال خاں آمد

تو راجپوتی و از نسل شیر مردانی — بفوج شاہ ترا رتبہ کپتاں آمد

تبارک اللہ کہ ہستی تو حافظ قرآں — محافظ تو خداوند دو جہاں آمد

چھتاری است بہ نوابی تو فخر کناں — کہ چوں تو حضرت عالیشان مرزباں آمد

منسٹری و سپش ہوم ممبری ہر دو — برائے ما ہمہ صد گونہ امتناں آمد

ز کے سی ایس آئی و کے سی آئی ای — ز ایم بی ای خطابات شائگاں آمد

گورنری بہ تو بخشید جارج پنجم ما — شہنشہے کہ بر آفاق حکمراں آمد

دگر ز ملک دگر تو ز ملک ملک ما — ز تو تفاخر و اعزاز ہندیاں آمد

جمال و جاہ و جلال از جبین تو پیدا — ز حسن خلق تو در دہر داستاں آمد

---

[۱] بموقع ورود نواب حافظ احمد سعید خاں صاحب رئیس چھتاری در علی گڑھ بہ حیثیت گورنر صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ — مرتب

ہاں مگر نشنیدۂ کامروز از فیضِ قدوم
میر ما بخشیدہ ما را صد ہزاراں افتخار

جارج نتھنل لارڈ کرزن بیرن آف کیڈلسٹن
ولیسرائے انڈیا۔ آں داورِ دارا دثار

پی سی جی ایم ایس آئی جی ایم آئی ای سعد
زیں ہمہ القاب بالاتر در اعزاز و وقار

آسمانِ مکرمت صدرِ جہانِ معدلت
برزمینش دستِ قدرت برزمانش اختیار

ماہرِ علم و ہنر دانا امیرِ دادگر
قامعِ ظلم و ضرر زیبا مشیرِ مستشار

ہم بہ پارلیمنٹِ لندن پالیسیش مستند
ہم بہندوستان دارد حکمہائش اعتبار

تجربا تے خوب آوردہ فراہم از سفر
دیدہ کابل را و زابل را و توران و تتار

حالیا بر نظمِ ملکِ ہند باشد مستند
بہر تدبیراتِ ملکی جملہ وقتش وقفِ کار

وصفہائش را اگر خواہم کہ آرم در بیاں
قصہ طولانی شود وانگہ نیاید در شمار

مختصر گویم کہ ذاتِ پاکِ آں عالی گہر
مثل بدرٍ فی الدجیٰ والشمس فی نصف النہار

الغرض از راہِ لطف و مہر و اشفاق و داد
کالجِ ما را شرف بخشیدہ آں نصفت شعار

آمدہ از صیدگاہِ شرزہ شیراں بامراد
می کند اینک دلِ شیرانِ اسلامی شکار

اے فلک درگاہ۔ از نطقِ فصیحِ آں جناب
جملگی گشتیم خورم چوں گلستاں در بہار

اے کہ وقتِ ما ہمہ خوش کردی از لطفِ بیاں
بر تو و بر خاندانت رحمتِ پروردگار

گر اجازت باشد اے صدرِ جوادِ محترم
مطلعے خوانم بہ مدحِ قیصرِ عالی تبار

حضرت ایڈورڈ ہفتم بادشاہِ تاجدار
مالکِ تخت و نگیں آں شہریارِ نامدار

داورِ دارا مناقب خسروِ جم مرتبت
امپراطورِ معظم قیصرِ حشمت مدار

پیش او از چاکرے کمتر بود افراسیاب
نزد او از نوکرے احقر بود اسفندیار

یورپ و ہم ایشیا امریکہ و افریقیا
تابعِ فرمانِ ایشاں اند آرے ہر چہار

کیست مثل او بعالم کش بود ایں گونہ ملک
کیست چوں او کش بود بر ربعِ مسکوں اختیار

بود قہر بر عسکرِ خصم او — از ایزد بہ فوجش ترحم بود
چو جولاں کند اسپِ شہ در مصاف — سرِ خصم پامالِ ہر سم بود
بود خادمِ شاہِ ما عز و جاہ — غلامش نشاط و تنعم بود

مزمل مدیحش بگوید بسے
ز نظمش جہاں پُر ترنم بود

بسمہ تعالیٰ شانہ

(بموقع تشریف آوری ہز اکسیلنسی لارڈ کرزن ویسرائے و گورنر جنرل ہند در مدرستہ العلوم علی گڑھ)

(۱۲)

حبذا اے طالعِ بیدارِ قومِ حق گزار — مرحبا اے کوکبِ اسلامیانِ با وقار
اے خوشا وقتِ علی گڑھ اے مبارک مدرسہ — اے زہے قسمت کہ ما گشتیم زینساں کامگار
از چہ بر ما آسماں اینک درِ راحت کشود — از چہ مستِ شادی استیم از صغار و از کبار
چیست تا عیشِ ابد ما را نماید ہر طرف — چیست تا دارد دلِ ما شادمانی بے شمار
تا چہ باشد باعثِ ایں بہجت و وجد و سرور — از چہ ہر مردِ مسلمان ست با عشرت دوچار
ما کہ بودستیم یکسر در غمِ شہ خستہ حال — ما کہ بودستیم یکرہ سینہ کوب و دل فگار
ما کہ مے بودیم از دستِ زمانہ در تعب — ما کہ از جورِ فلک داریم رنجِ بے شمار
از وفاتِ خسروِ عالی گہر وکٹوریہ — ہر یکے را سینہ بریاں بود و چشماں اشکبار
درچنیں وقتے پئے تسکینِ خاطر ہائے ما — از فلک آمد ملک گویا بفضلِ کردگار
لاجرم باید شنیدن تا کہ ما چوناں ہمہ — سر بسر شادی شدہ استیم و ہمہ فرخندہ کار
در ہمہ تخییل بودم گفت ناگہ ہاتفے — پنبۂ غفلت ز گوشِ خویشتن آخر برآر

زفیضِ صانعِ قدرت نگر کہ در گلشن | سرِ غلام وشہنشاہِ تاجدار رسید
زمینِ صحبتِ پاکانِ بارگاہِ چمن | نسیم غالیہ افشان ومشکبار رسید
زبس ہجومِ ریاحین وکثرتِ گلہا | بساحتِ چمنستان خلفشار رسید
نہ قطرہا بجبینِ گل ست در گلزار | وُے سحابِ دُر افشان وُر نثار رسید
صدائے بربط وتنبور وچنگ وارگن ونے | فدائے نالۂ بلبل کہ در بہار رسید
برلباسِ مکلّف بسر کلاہِ شرف | ہزار طفلِ بہاراں بہ لالہ زار رسید
چو بادہ خوار زجوشِ بہار مست وبوجد | ہزار مرغِ غزل خواں لشاخسار رسید

مزمّل ایں ہمہ را منزلِ شباب شمرد
بخواب دید خزاں بر سرِ بہار رسید

(افسوس ایں نظم ناتمام ست مرتب) (از ۱۴ اکتوبر بہ بھیکم پور شروع کردہ شد)

حاشیہ: خادمان، گلشن، در، سیاں، ...

---

(۱۴)

مبارک باد بر سر ولیم میرس خطاب سر | زکے سی آئی ای بادشِ عالم رونقِ دیگر
بہ میدانِ ترقی اسپِ اقبالش کند جولاں | بہ شان وشوکت واجلال وجاہ واحتشام وفر
اگرچہ ذاتِ او از خواہشِ القاب مستغنی است | ولیکن قدرِ خدمت بادشاہاں را بود زیور
اگرچہ ذات ادراہست پروائے ثنائے کس | خصوصاً دعوئے مداحیِ او از من کم تر
ولیکن واجب آمد بر ہوا خواہانِ دیرینہ | بہ تبریکے دعا افشاندن از کلک وزباں گوہر
بہ مزمّل سروشِ غیب گفتہ از سرِ بہجت | سنہ ہجریش برخواں "میرسِ ذی جاہ ونام آور"

۱۳۳۵
ب
۲
۱۳۳۷ھ

(۳ر جنوری سنہ ۱۹۱۹ء)

شهرهٔ فوجِ ظفر موجش به افریقا و چین | قوّتِ بحریش باشد بر جهانے آشکار
شاعرِ ایشیا ہر چند بدنام ست لیک | حاش للّٰہ! من نمی گویم سخن نااستوار
مدحتِ ممدوحِ من ازاین ہمہ بالاتر ست | انچہ من گفتم کم از کم باشد و یک از ہزار
بہتر آں باشد منزمّل از ثنا دم درکشی | ختم سازی چامہ ات را بر دعائے شہریار
یا الٰہی یا کریمی یا مجیب السائلین | استجب دعواتنا لا تلقنا فی الانتظار
نیّرِ اقبالِ شاہنشاہِ ما تابندہ باد | دشمنش مخذول و منکوب و ذلیل و خوار و زار
نصرت و فتح و ظفر شبدیز او را ہمرکاب | صحّت و شادی و دولت باد بااو ہمکنار

شاہِ ما ایدورڈ ماند کرزنش باشد وزیر
در دعائے ہر دو نطقِ من بود گوہر نثار

---

(۱۳)

بناز بلبلِ شیدا کہ نو بہار رسید | صبا بہ تہنیت گل ز کوہسار رسید
ز بسکہ سبزہ دمیدہ ہست در نشیب و فراز | گمانِ کانِ زمرد بہ سبزہ زار رسید
قبائے سبز بر کردہ شاہدانِ چمن | ز حلّہ ہائے بہشتی کہ بے شمار رسید
بسانِ شاہد سرگرم رقص در محفل | غزال مست خرامش بمرغزار رسید
ز کثرتِ گل نسرین گماں برم کہ مگر | فلک بہ صحنِ گلستاں ستارہ بار رسید
زدا نہائے فراموش کردۂ دہقاں | ببیں بمزبلہا تا چہ کشت زار رسید

---

[1] خود ممدوح ہز اکسی لنسی فرمودند "I congratulate you on your successful poem, you are the poet of the day"

نظمہاے خوب گفتم کش بہا یک بحر و کاں | شعرہاے نغز گفتم کش صلہ شیراز و جام

چوں مہارت دست داد از فیضِ یزدانی مرا | فکر کردم تا چہ باشد خوشتر اسلوبِ کلام

با دلِ خود گفتم اے دل اے کہ جانِ من توئی | با توام صد غم حلال و بے تو یک شادی حرام

مشورہ کن با ضمیر و گیر فتوے از خرد | کاشہبِ طبعِ رسا را تا کجا رانم بگام

قصّہا از عشق گویم یا گلہ از بختِ بد | شکوہ از گردوں کنم یا از زمانہ انتقام

یا نویسم نوحۂ بر حالِ زارِ قومِ خویش | یا کہ از تحصیلِ علمِ معرفت رانم کلام

عقلِ دور اندیشِ من گفت اے ادیبِ نکتہ سنج | حیف باشد از تو بایں گونہ استفتاے خام

ہاں مگر نشنیدۂ ضرب المثل از باستاں | عاقلاں فرمودہ اند "اوّل طعام آخر کلام"

شکرِ احسانِ جہاں آخر غذاے روح ہست | ایں مہمِ سعد را بنماے اوّل انصرام

کوش اندر مدحتِ صدرے کہ اندر روزگار | نوشداروے ثنائش جوش آرد در مسام

مطلعے ترتیب کن شائستہ اندر مدحتش
دادگر صدرِ معظّم نامور فخرِ انام

انیٹونی پیٹرک میکڈانل ذی احتشام | جی سی ایس آئی عالی قدر میرِ نیک نام

را دلفٹنٹ گورنر قہرمانِ کامیاب | حضرتِ چیف کمشنر مہربانِ خاص و عام

فخرِ اسلافِ گرامی عزّتِ اخلافِ قوم | شمعِ بزمِ کامیابی شمسِ چرخِ انتظام

دادرِ جم مرتبت ماہِ سپہرِ مکرمت | آفتابِ داد و دولت آسمانِ افتخام

علم را سازد علم چوں حکم را باشد حَکَم | عقل را بندد عقال و حزم را بخشد حزام

ہمچو تدبیرش بود تقدیر منقاد و مطیع | در حضورش حشمت و اقبال کمتر از غلام

ملکِ متوسط بیادِ اوست خرسند و شکو | اہلِ بنگالہ ثنا گویش بایقاظ و منام

در زمانِ لارڈ ایلگن کونسل نازاں از و | ہسٹری جنگِ آفریدی زمنٹ او بوام

در شمالی مغربی و در اودھ زیں بیشتر | جز بہ او کے حاکم و محکوم بود ایں گونہ رام

در ستایش و نیایش حضرت امیر ذی جاہ و شیر شرزہ بارگاہ نواب جلالتمآب و
معلی القاب سر اینٹونی پیٹرک میکڈانل[له] جی سی ایس آئی، سی آئی ای، بی اے
سی ایس لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر ملک اودھ
دام مجدہٗ و اقبالہ العالی

گزرانیدۂ کمترین نیازمندان ارادت کیش حضرت موصوف محمد فضل اللہ خاں
رئیس بھیکم پور ضلع علی گڑھ
(از جون ۱۹۰۱ء شروع کردہ بہ اوّل ہفتہ جولائی سن مذکور تمام شد)

بنام یزداں بخشایندہ مہرباں

(۱۵) حبذا اے شاعر فرزانۂ شیریں کلام — مرحبا اے آسمان شعر را ماہ تمام

ع
بارک اللہ بر خیالات درست و نظم چیست — سعی تو مشکور شد اندر بہ پیش خاص و عام
خاص ازیں بہتر چہ خواہی نائب شاہ است ستود — عام ازیں اکثر چہ جوئی شہرہ ات در صحن و بام
جارج نیتھنل لارڈ کرزن بیرن آف کیڈلسٹن — ق وسیرائے انڈیا فرخندہ بخت و شاد کام
در علی گڑھ چوں بمدح داور عالی گہر — چامہ خواندی تا چیاں بستود و کردت احترام
"کانگریچولیٹ یو فار یور سکسیز فل پوئم" — "پوئٹ آف دی ڈے" ترا فرمود آں فخر کرام
جوش فخر انگند در جانم قبول آں جناب — در دل من ذوق و شوق شاعری را شد مقام

له در اواخر صدی مسیحی گزشتہ لفٹنٹ گورنر ممالک شمال و مغرب (حال صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ) بود۔ فتنۂ اُردو و ہندی و زمیندار و کاشتکار در عہد او خاست و غبار عناد در دل رعایا نشست و تخم فساد جا گرفت — مرتب

مثلِ من لائل سٹیزن حیف باشد گر کند — سرکشی از حکمِ حاکم گرم با غوغاۓ عام

لیک استدعاۓ من اینست اے بحرِ کرم — پارسی در کالج و اسکول ماند بالدّوام

بہرہٴ خود ہندواں بردند و تو دادی بدو — خوش بود بخشی بما گر نیز سہمے از سہام

داورا میرا جیرا خوب می دانی کہ خود — پارسی قندست و بخشد قند شیرینی بکام

حیف باشد گر بمیرد پارسی در ملکِ ہند — یادگارِ حضرتِ خیّام آں شیریں کلام

یک رزولیوشن کنی در صیغہٴ تعلیم پاس — فارسی ماند بہ یونیورسٹی با احترام

چوں بہ ملکِ خویش یابی بہرہ در از وقتِ خوش — پارسی در ہند ماند از تو با شکرِ تمام

تا کہ مثلِ من ہزاراں بذلہ سنج از خاکِ ہند — بر ثناۓ ذاتِ تو ورزند در گیتی قیام

منکہ افغانے سپاہی زادہ آزاد دم — در لیارِ من لگام ست و ہمینم با حسام

منّت ایزد را کہ عہدِ دولتِ برطانیہ — داد انگشت مرا زینت ز کلکِ مشک فام

آرزو دارم بنارِ تیغ و با آبِ قلم — دشمنت را غرق سازم خصم را سوزم عظام

پشت در پشتم سپاہی پیشگاں بس بود اند — در بعہدِ لودی و مغل و ز میرانِ فخام

جدِ اعلایم بہ ہژدہ صد و سہ سال از مسیح 1803 — یافت از حکّامِ انگریزی زمینداری بہ خام

شہرہٴ آفاق جدّم حضرتِ داؤد خاں — لارڈ بنٹنکش ہمی فرمود عزّ و احترام

در زمانِ غدر و غوغاۓ بغات نابکار — از دل و جاں کردہ خدمتہاۓ سرکار انصرام

ثابتش اسنادِ اسلاف ست خود باشد گواہ — ایں زمینداری کہ من دارم مصون از ضبط و خام

چونکہ جدِ من سپاہی بود مخلص بس غیور — خواہشِ انعام ناکرد او ز حکّامِ عظام

کس ندادش ہیچ او از ہیچکس چیزے نخواست — آرے آرے شیر نوشاند کجا بے گریہ مام

شکرِ ایزد آں را کہ در عہدِ تو بودم با فراغ — جاہ‌ہا دا افزودن و بر من پشیزے نیست وام

من نہ از کس شاکی و نے کس بود نالاں ز من — دوست راضی دشمن ایمن چاکرانم خوش مدام

دائما لطف و کرم می یابم از حکّامِ ضلع — ہم رئیسانِ معاصر را عنایت مستدام

کیست کو خائف نبودست از وبای پلیگ
کیست کو آگه نباشد تا چه کردی انتظام

کیست کو را دل نباشد ریش از آفاتِ قحط
کیست کز فیمن رلیفِ تو ندارد التیام

کیست کو بی علم باشد زانچه کردی اروگیر
بر به پولیس تا شود مخلوق فائز بالمرام

تا توجه سوی پبلک سروست شد بی دریغ
آن چنان نظم و نسق دادی که شد پاک از هوام

ایجوکیشن اریگیشن لیجس لیشن سیٹلمنٹ
در نظامِ جمله ذاتت کرد نیکو اهتمام

صیغهٔ مینونسپل را آن چنان آراستی
کاندر و از جبر و رشوت نیست تا نا هیچ نام

از برای یادگارِ خسروِ غفران پناه
جهدها کردی که ماند یادگار او مدام

با وجودِ این همه اشغال و افکارِ کثیر
اِن ایڈیشن تو اَدَر ڈیوٹی نهادی چندگام

دورها کردی پیٔ فیمن کمیشن هر طرف
شش جهت تسخیر کردی بهرِ خرق و التیام

مختصر در عهدِ دولت مهد کردی کارها
بهرِ تالیفِ خواص و بهرِ تسکینِ عوام

ملکِ آئرلینڈ را بر سلطنت احسانهاست ق
از پیٔ اسٹیٹسمین و جنرلانِ نیک نام

تو از آن دریای فیض آما گرامی گوهری
ای که دستت بحرِ عمّان را بود قائم مقام

تو به ملکِ خویش داری فخر و ملکِ ما بتو
فخر دارد ناز دارد شکر دارد والسّلام

بر رعایای مسلمان فیضِ تو پوشیده نیست
کالجِ قومی ما رهونِ احسانت مدام

مستحقّان را باستحقاق دادی بلکه بیش
کو نعمت باشد آن کس کو نماید اتّهام

هر کرا انصاف در جان ست گوید مثلِ من
خانهٔ اسلام در عهدِ تو شد دار السّلام

لطف بر هندو رعایا کردهٔ از عدل و داد
جان بهندی در دمیدی ای مسیحایت امام

آشتی و صلح و شفقت شیوهٔ آئینِ تست
با مسلمانان سلام و با هنودان رام رام

ای هنرپرور خرد آگه امیرِ نکته سنج
ای که چون خورشید تابد فیضِ تو بر هر کدام

حکم فرمودی که آموزند هندی اهلکار
نقشِ حکمت جبت اندر سینهٔ من ارتسام

عزم کردم هندی آموزم بسانِ پارسی
تا شود چون شیتود انگریزی و تازیم رام

از خدا خواہد بقایت را مزمّل کز ادب	بر خدا و بر خداوند ست او را اعتصام
بار الٰہا ذاتِ ممدوح مرا خوش وقت دار	تو از و خورسند باش و ما از و جوئیم کام
تا بدنیا کامیاب و کام بخش و کامگار	چوں بہ عقبیٰ فیض یاب و شاد و فائز بالمرام

از دمِ عیسیٰ بکامش چاشنیِ ارتضا
لیڈی میکڈانل بود با مریمِ عالی مقام

این قصیده را [illegible] شروع کرده [illegible] جون [illegible] تمام [illegible] جولائی [illegible] نظم [illegible]

قد تمّ الکلام

---

(۱۶)

اے صنم سیم ساق ساقیِ گل پیرہن	خیز و بیاور شراب یک دو سہ جامِ کہن
بادِ بہاراں وزید مژدہ بیاراں رسید	بادہ خورید آشکار تا کہ توان ست و تن
موسمِ عیش و نشاط مایۂ صد انبساط	جاء لتشویقنا سوّد وجہ الحزن
شغل شراب و کباب نغمۂ چنگ و رباب	خوش بود اندر شباب ویژہ بطرفِ چمن
خاصہ بوقت بہار با صنمے گلعذار	خاصہ پس از انتظار ویژہ بیادِ وطن
عیش فراواں بود رحمتِ یزداں بود	قائلِ کفراں بود ہر کہ کند لا و لن
بادہ خورم ناصبور خیرہ بعفوِ غفور	کامدہ گاہِ سرور توبہ کنم در خزن
ترک کنم شغلِ مے رہن کنم چنگ و نے	تا کہ فراہم شود بہرِ کتابے ثمن
ہدیۂ قرآں کنم جدتِ ایماں کنم	ق رودے بمکتب نہم درس دہد تا بمن
مولوی عبد الحمید[1] مرد جوانِ سعید	ابنِ وحیدِ زماں پورِ فریدِ زمن

[1] فرزندِ مہین و بعین حضرت مولانا عبد الغنی خاں مرحوم و برادرِ کہین و دل نشین جناب نفیس دلہن صاحبہ حال پروفیسر فارسی عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد (دکن)۔ ہنگامِ انشاءِ ایں اشعار پدرِ بزرگوار ممدوح آسودۂ وطن لسانیۂ پدرو مادرِ خویشتن بود۔ اگر امیدالزماں متوطن دکن بودے ظاہر کہ قافیہ "دکن" ہم برائے مدحِ ممدوح مرحوم تنگ نہ بود۔ شاید کہ چیزے ازیں قبیل گفتے

واقفِ صد علم و فن - پاک بسترِ وطن
طالعِ اوجِ پرن - جوہرِ کانِ دکن

مرتّب

قوم من جملہ مسلماں خیر خواہِ سلطنت
آں چناں قومے کہ تخت و بخت شاں بودے غلام

عزتم دادند و در کالج شدم سکریٹری
من بخدمت شاں بکوشم گاہ و بے گہ صبح و شام

آنریری مجسٹریٹی دارم از الطافِ تو
نیز و ایس چیرمینم از جانبِ خلق و عوام

بر زمیندارانِ ملکِ خویش خدمت کردہ ام
در حضورت عرضہا کردم بایشاں افہام

ہندوان و ہم مسلماناں ز تو درخواستند
ممبری کونسلم بخشی باعزازِ تمام

آرے آرے من نبودم قابلِ ایں دار و گیر
داور را انصاف شد آزاد کردی یک غلام

من بہ خاموشی توانم خدمت سرکارِ ملک
گرچہ بر خاموشیم کردند مردم اتہام

ہیچ پروایم نباشد ز اتہامِ این و آں
زانکہ می دانی کہ چوناں کردہ ام با تو کلام

یک خطا بزعمِ مردم آرے از من رفتہ است
اینکہ در شورش ملامت کردہ ام با خاص و عام

گر ازیں رنجد کسے افسوس بر حرمانِ من
قسمتِ من نارسا بود آہ از ایں اقتسام

من ز تو انصاف خواہم تا کہ از انصافِ تو
کس نیفتد از زمیندار و رعیت در بدام

چوں بعہدِ معدلت مہدت ز فیضِ لم یزل
یافتم تعلیمِ نظم و نثر و تنسیقِ کلام

حسرتِ مدحت سرایِ تو در دل داشتم
زانکہ بے مدحت بہ نظمِ من نمی آید نظام

بس ہمیں حسرت بجانم شورش و جوئے فگند
تا کہ جرأت کردم و آوردمت ایں نظمِ خام

اے جہاں داور جہاں پرور جہاں دارِ وجود
بسکہ جاں کاوی نمودستم دریں طولِ کلام

آنچہ من کردستم از آئینِ نو نظمِ سخن
کم کسے را بودہ باشد پیش ازیں ایں اہتمام

از تماشاہا چو تو بیزار و ز اغراق دور
ضیغمِ فکرِ مرا از راستی باشد کنام

جامۂ خود را بہ نقشِ تازۂ پیراستم
مخمل کاشانِ انگلش گولڈ کردم ارتسام

گلشنِ ایراں را با گلِ فرنگ آراستم
بلبلِ شیراز را آموختم انگلش کلام

اے جہانِ مرحمت وے آسمانِ معدلت
گر قبول افتد ز رحمت گیتیم گردد بکام

قافیہ در جامہ ام چوں عیشِ خصمت گشت تنگ
بہتر آں باشد کہ آرم بر دعایت اختتام

[illegible]

به آن که در دکن او شمع بزم اقبال ست / زمن بگو که چو پروانه ام ترا مفتون

توئی به گلشن علم و ادب گل خندان / منم چو بلبل شیدات واله و مجنون

به بوستان سخن طوطی شکر خائی / مرا به آئینه افسانهاست پر افسون

به رغم انف عزیزان خدای را مپسند / ز جوش آتش هجران بسینه با کانون

سوار و پیاده و دهقان و اهل کار قدیم / همه بغیر تو بے صبر و بے قرار و سکون

مرا که شغل مهمات بیش از بیش ست / ز بے تو لطف ریاست نه ذوق علم و فنون

نه شوق صید و شکار و نه سیر باغ و بهار / نه مشورت نه صلاح و نه شرح راز درون

نه اهتمام امور و نه انصرام مهام / نه حل عقدهٔ لاینحل از زبن ناخون

نه اعتدال مزاج و نه رغبتے به مزاح / نه بزم ذکر ارسطو و شیخ و افلاطون

کدام کس که کند شکوه از شکر رنجی / کدام کس که کنم از تلافیش ممنون

عزیز و قوت بازو کهیں برادر من / الا که بے تو دل من غمین و حال زبون

ز سیل اشک من اندر فراق روئے خوشت / به نیم رود[1] تلاطم فتاد چون جیحون

بروے تو همه خورم فضاے بھیکم پور / بغیر دوست وطن بدتر ست از هامون

عنان صبر ز دستم رها شده ست و دگر / هزار موعظه بے حاصل ست و صد مضمون

چه حاصل ست که گویم هزار شعر بلیغ / چه حاصل ست که گوئی تو عذر گوناگون

غم فراق نه داند مصالح ملکی / سر وصال نه داند قواعد و قانون

دواے درد دل ما اگر بخاطر تست / بیا و زود بیا بے چرا و چون و چگون

ز بارگاه فلک پایگاه شاه دکن / تفقدست بحال تو از شمار فزون

ز پیشگاه شهنشاه ذوالجلال و منن / بحال شاه بود فضل از قیاس برون

---

[1] رودے که موسوم به نیم ری است. بھیکم پور بر کنار آں رود واقع ست

مرتب

حضرتِ عبدالغنی فاضلِ عالی مقام — شاعرِ شیوا بیان بلبلِ شیریں سخن

علم و خرد مایہ اش بیش ازیں پایہ اش — فیضِ ازل دایہ اش صاحبِ علم و فطن

شاعرِ شیوا بیاں مفخرِ ہندوستاں — اے کہ صفاتت عیاں اے کہ ثنایت علن

خطِ تو مرغوب تر خلقِ تو محبوب تر — زیں ہمہ بس خوب تر نظم طرازِ سخن

جوہرِ ذاتی تو بہ ز صفاتی تست — کاملِ بے اکتساب شایقِ ہر علم و فن

وقتِ شبابے تو با پاک دل و پارسا — اے بجوانی چو پیر پیرہ اے رزینت کہن

شخصِ تو فخرِ زمیں خطِ تو ارژنگِ چیں — امرِ حقیقی است ایں ہا نہ گمان است و ظن

وصفِ تو کم گفتہ ام ہجری دنم گفتہ ام — مردِ قلم گفتہ ام خیز مرا تیغ زن

اے کہ پدر بر پدر با منش و ناموَر — داورِ دشمن فگن صفدرِ لشکر شکن

سیف بود بابِ تو کانِ گہر کلکِ تو — نظمِ سخن سلکِ تو غیرتِ عقدِ پرن

وصفِ تو لا انتہا فکرتِ من نارسا — ختم کند بر دعا بندہ مزمل سخن

بر تو عطاے خدا شافعِ تو مصطفیٰ — یاورِ تو چار یار حامیِ تو پنجتن

وقتِ تو مسعود باد بختِ تو محسود باد
ذاتِ تو محمود باد از کرمِ ذوالمنن

بسمہٖ تعالیٰ سبحانہٗ

(۱۷)

صبا رساں بہ حبیبم[1] تحیتِ مسنون — بہ آں طریق کہ باشد مناسب و موزوں

بہ بارِ عامِ مجالِ سخن اگر یابی — بعزّ عرض رساں اشتیاقِ ایں محزوں

---

[1] مراد از مولانا الحاج محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی رئیس بھیکم پور المخاطب بہ نواب صدر یار جنگ صدر الصدور امور مذہبی سرکارِ عالی حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ — مرتب

بسمہ تعالیٰ سبحانہ

(۱۹)

متیں میرزائے عطائے حسین | قزلباش مرد شجاعت قریں
خردمند و خوش فکر و نازک خیال | سخن دان و شیریں بیاں بالیقیں
ادیب و اریب و لبیب و حبیب | گزین و بہین و مہین و ذہیں
سخن ملک را و باشد از چار پشت | کند کسب معنی ز روح الامیں
بہ تبریک خلعت تواریخ چند | بہ من کردہ ارسال خوب و گزیں
مزمّل سنہ عیسویش بگفت | تواریخ رائج عطائے متیں

۱۹ ۱۹ ۶

سنہ ہجریش نیز گفتہ دلم
جلیل المراتب عطائے متیں

۱۳۲۷ ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ ایست کہ بکمال اخلاص بشان جناب مولوی حبیب الرحمٰن خاں صاحب رئیس حبیب گنج
د حضرت قبلہ مولانا محمد عبدالغنی خاں صاحب مدظلہم حقیر فقیر سراپا تقصیر بتاریخ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۰۱ء گفتہ و
عرض کردہ

باں در آمد بہ نشست ماہ سیمائے (۲۰) ز عشق او بسرم صد ہزار سودائے
بہ بہار مروّت چو کبک طناز ی | بمرغزار محبت غزال رعنائے
شاخسار حیا یاسمین نازک بوے | بآبشار وفا گوہر مصفّائے

ی

محیِ ملّت و دیں ماحیِ ضلالت و ظلم　　ہمیشہ حامیِ او باد قادرِ بیچوں
بہ جان و مالِ عزیزاں و خیل و سلطنتش　　بود عنایتِ پروردگار روز افزوں
بہ التماسِ تو شد حکمِ احترامِ صیام　　وقارِ شہ بفزاید بہ امرِ کن فیکوں
دعاے شاہ بگفتم ثناے ذاتِ توام　　ق　نہ ماندہ است مگر ایں کہ گوئیت اکنوں
شوی ز قدرِ مزمّل بہ آں زماں آگاہ
کہ شادماں بردد زیں سراے بوقلموں

آمین

(نظم سال گرہ)

شاہِ ما ایڈورڈ ہفتم مالکِ تاج و نگیں　(۱۸)　آنکہ بگزشت اوجِ اقبالش ز چرخِ ہفتمیں
صاحبِ تدبیر و راے و باعثِ اکرامِ خلق　　قابلِ تعظیم و تکریم و ہزاراں آفریں
حامیِ انصاف و جود و قاطعِ جور و جفا　　ناشرِ امن و امان و ماحیِ بنیادِ کیں
علم و حکمت در ضمیرش ہمچو ضوء آفتاب　　جود و رافت در نہادش ہمچو بو در یاسمیں
شہریارِ نامدار و تاجدارِ کامگار　　بادشاہِ ملک پرور داورِ نصفت قریں
ہیبتِ فوجِ ظفر موجش بہ قلبِ بحر و بر　　صولتِ حکمِ جہانگیرش بہ مصر و ہند و چیں
اے مزمّل بر دعاے شاہ کن ختمِ سخن　　شکرِ نعمت واجب آمد بر گروہِ مسلمیں
ملکِ شہ آباد باشد خاندانش شادماں
ذاتِ او تا دیر ماند یا الٰہ العٰلمیں

چو شعله از بغلم جست و گفت کای بی‌صبر نمای صبر که دارم ز تو تقاضائے
نثارِ او شدم و گفتمش که بسم الله بجز اطاعتِ حکمت نیم تمنائے
بسان غنچه بخندید و گفت شاعر کم ق مگر تو یاد نداری که دوش در جائے
دو مردِ زیرک و دانا و فرد و کاملِ فن ز شعر خود چو منت کرده اند شیدائے
بیا به مدحتِ شان گوش جامه بنگار که تا دهانِ تو بوسم ز لعلِ همزائے
بوجد آمدم و ز دست گشتم از شادی به من ز فیضِ ازل گشت مطلع القائے

مرا ستوده باشعارِ دوش یکتائے
که هست در سخن او طوطیِ شکر خائے

زبان کشوده بتائید او خردمندے بعلم و فضل مرا مفخری و مولائے
یکے جوان بفطانت چو پیرِ دانشمند دگر چو پیرِ طریقت بعقل برنائے
یکے به شعر بود در مذاقِ جان شکر دگر به نطق حدیثش بود چو حلوائے
یکے چو کانِ بدخشان لبان او پر لعل دگر ز گوهرِ معنیش طبع دریائے
یکے امیر به فنِ معانی و منطق دگر به ملکِ فصاحت بود چو پاشائے
یکے به بزم سخن کامگار جمشیدے دگر به بزم بیان کام بخش دارائے
یکے بلند نشینے به اوجِ فضل و کمال دگر علوّ گزینے سپهر فرسائے
یکے به بزم زبان آوری چو فردوسی دگر به بزم نظامیِ معنی آرائے
یکے به مرتبه چون بو قبیس و ز اعلیٰ تر دگر به رتبه بود همچو طور سینائے
یکے شکار مضامین کند ز طائرِ قدس دگر اسیر سخن آورد ز عنقائے
یکے به شعر بود رشکِ انوری و ظهیر دگر به عقل ندارد نظیر و همتائے
یکے همی کندم قدر در سخن سنجی دگر ز لطف بیان ست قدر افزائے
یکے حبیبِ لبیب ست و مایهٔ فخرم دگر غنی ست که باشد فصیح گویائے

به قد کشیده الف یا چو مدِّ نستعلیق | چو بادِ دوا بروی او خوب چهره آرای

دو چشمِ نرگسِ او بر فرازِ عارضِ او | چو نقطه ها که گزارند بر سرِ تای

نکو

دو قعرِ بینی و یک کمترک نشانِ دهن | فراز آن لبِ نوشین نقاط بر تای

چو جیمِ جعدِ مجعّد، چو حای رخش ساده | به سر کلاهِ مکلّل چو نقطه بر خای

زمانه چون کمرِ دال خم به تعظیمش | چو ذال نقطه بسر از عصا به خضرای

هلالِ ناخنِ او رای خطِ خوب نگار | بدست ناتم و خنصر چو نقطه بر زای

دهن پر از درِ دندان چو سینِ دندان آ | چو شین کشاده به بازو و سینه پهنای

بود ز صاد و بوصفِ جمالِ او صد صاد | چو ضاد مختلف القوت نغمه پیرای

ز مهرِ او به سرِ سینه ام خطی زازل | چنان الف که نگارند بر سرِ طای

برای دفعِ نظر خالِ سرمه بر عارض | بسانِ نقطهٔ موزون فرازِ یک ظای

چه چشم عینِ عفاف و علای نور العین | ز غین گیسوی او ماه رخ به بالای

سرش لبانِ سرِ فا مناسب و موزون | بقافِ شهرهٔ حسنش پرش شیدای

فلک خمیده به حکمش چنان که مرکزِ کاف | چو لامِ زلفِ معنبر مگر چلیپای

ز میمِ مهر و محبت مرا کرم بخشی | به لاغری کمرش همچو موی نو یای

تنکم چو نونِ مدوّر ز نافِ نقطه برد | مگر چو نکتهٔ پنهانِ مردِ دانای

بسانِ واو نکو گوشوار اشنو گوش | چو ها دو گوش مذهب بهای هوش زای

منش مطیع که تا هرچه او بفرماید | رکوع کرده اطاعت کنم چو همزای

به مجلسش گذرِ من مگر بصفتِ نعال | چو یا که درج شود در پیِ الف بای

ز مهرِ او بودم فتح و قهرِ او کسرم | گر به پیشِ رهنمایش نمی زنیا رای

گهی ز غصه چو تشدید سینه بشگافد | گهی به الف سکون بخشدم به پای

چو دیدمش که قدم رنجه کرد و لطف نمود | بر کشیدمش و خم شدم بمنشای

بود سلیم و حلیم و متین و دور اندیش
خلیق و برّ و تقی و فرشته سیمائے

سخن رس عربی فارسی و انگریزی
برائے کسب علوم و فنون شیدائے

چو من که عاریم از خیر او ز شر عاری است
چو من که بد کنم او نیک کار فرمائے

اگر منم بجهان زنده و نفس نه هلم
فقط جزاین که ز جنبش کنم مداوائے

درین دیار که کس از کسے خبر نه بود
برائے من بود او غمگسار مولائے

مگر نه بحر تفتیش کشم به جانب خویش
بکام تشنه لبم لطف او دهد مائے

زمین مقدم او من چو فکر شعر کنم
ز مطلع دگر آرم بدست یغمائے

طلوع مطلع من مدح مسند آرائے
خجسته حضرت عبد الغنی دانائے

عروج داوج کمالش برون ز اندازه
بوصف او نه رسد خود گمان را پائے

بکام علم و فراست بود چو آب حیات
بجان شعر و سخن تازه کن چو صهبائے

به تشنگان هنر فیض او رساند آب
کند تواضع معنی بمنّ و سلوائے

سحاب فضل و عطا آفتاب حلم و حیا
بآب صدق و صفا خوش بیان و شیوائے

به علم و فضل بود فخر رازی و طوسی
به صرف همچو خلیل و به نحو فرّائے

کمال او به عروج و عروج او بکمال
خداش داده کمالے فزون ز احصائے

شگفت نیست گر از یمن صحبتش چو منے
درین قصیده کند فخر شعر غرّائے

خوشا که بهر نثار سر مبارک او
متاع کاسد خود آوریم و کالائے

غرضکه انچه توانم به مدح او کوشم
اگرچه هیچ نخیزد ز من گل اندائے

مزن قلا مگذر از حد و ادب بشناس
که آخرش کند آرام راه پیمائے

دعا کن و ز جلیسان خویش آمین خواه
که هر جلیس بود محو صد تماشائے

دعاء شان چو ثنا شان گزار یکجائی
که رب یکے ست علیم و خبیر و دانائے

یعنی در نظم فارسی دستی دارد ٦

یکے کہ جانِ من از لطف او بود مختوم   دگر بہ قلبِ من از مہر او دست طغرائے

صفات ہر دو ز توصیفِ من بود ارفع   کہ یافتند ز یزداں مقامِ اعلائے

کجا زبانِ من و کو بیانِ شانِ حبیب   کجاست کعبۂ اطہر کجا کلیسائے

کجا صدائے گدائے کجا ثنائے غنی   کجا صنم کدہ و کو مقام بطحائے

ندا

کجا بیانِ صفاتِ جنابِ لم یزلی   کجا زبان یکے گنگ و ہرزہ پیمائے

بہ مدحِ شاں چو منِ بے ہنر سخن گر گفت   جنابِ حضرتِ شاں را بود نہ پروائے

ہم از محبّتِ شان ست کہ بہذلِ فقیر   ز لطف و جود نمایند سمع اصغائے

مرا مجال کہ دم از سخنوری رانم   عجب کہ دعوئے لینت ز سنگِ خارائے

مثالِ نظمِ من و شبہہِ جامۂ ممدوح   چناں کہ در طبقِ گل نہی تو خزفائے

بہ پیشِ سحر بیاناں زنم از فسوں سازی   مرا بجل نرسد ایں چنیں معمّائے

فقط اطاعتِ حکمِ حبیب ہست کہ من   ز سلکِ نظم شدم دُر فشاں چو دریائے

بہ تنکرِ لطف خزف پارہ چند آوردم   ازاں کہ وزن شود سیم و زر بہ خارائے

و یا کہ غرّہ شدم ز التفاتِ حضرتِ شاں   کہ ہر یکے ست مرا جاں فزا مسیحائے

بحسنِ علم و عمل ہر دو وامق و یوسف   خلوص من کند عذرائے و زلیخائے

سزد چو ناز کنم بر نیازمندیِ خود   کہ ہمچو من بدرِ شاں ہزار مولائے

ازیں تفاخرِ جائز بجاں مرا ہوس ست   کہ مطلعِ دگر آرم بمدحِ یکتائے

خوش ست کز پئے تعمیم سر کنم تخصیص   جدائیگانہ نہم نکتۂ بہر جائے

حبیبِ من نہ غلط - بل حبیبِ مولائے
کہ حبّ و رحم بود اسم را مسمّائے

مماثل ست بنام و سخن بہ قاآنی   مقابل ست بہ لقمان مرد دانائے

امیر و عالم و صالح فہیم و دانشمند   کریم ابنِ کریم و جوان رعنائے

فکر کردم تا چگونه خیرِ مقدم گویمش　　　در همیں حیرت که خوابِ خوش گوارا آید همی

قلعهٔ ملکِ تنم را خواب چوں تسخیر کرد　　　صیحهٔ هاتف بگوشِ اعتبار آید همی

دستِ تسکیں بر دلم بنهاد از روے کرم　　　وز زبانش چند شعرِ آبدار آید همی

گفت ایں اشعار را اندر خاطر فاطر گرای　　　خیرِ مقدم خوشتر از ایں نه نهار آید همی

دل ز غماں چوں خفته بودم شاد دل برخاستم　　　بر زبانم شکرِ ذاتِ کردگار آید همی

شعرها را درج کردم با کمالِ عقل و هوش　　　تا بخوانم پیشِ آں کو هوشیار آید همی

باز گویم آفریں اُستاد کارے کردهٔ　　　کز خیالش مر مرا صد شرم و عار آید همی

خانهٔ من خانهٔ خود دان و فارغ دل نشیں　　　خانهٔ یاراں همیشه وقفِ یار آید همی

همچو تو اُستادِ یکتا مثلِ من شاگردِ فرد　　　می توانم گفت کے در روزگار آید همی

گر به شاگردی پذیری منت بر جانِ من　　　ورنه خود از صحبتِ تو افتخار آید همی

مختصر مضمونِ ماضی سزاے مهر تست
کم چو او در ایں زمانه مردِ کار آید همی

بسم الله خیر الاسماء

(۲۲)

اے صنادیدِ قومِ شروانی[1]　　　وے مفتخر به نسلِ افغانی

اے بزرگانِ خانوادهٔ ما　　　وے جوانانِ اهلهٔ خانی

از قدومِ شریفِ تاں امروز　　　فخر دارم ز فضلِ یزدانی

وز قدم رنجه کردنِ احباب　　　شد دلم شاد و چشم نورانی

شکر واجب بود بذمّهٔ من　　　که چنیں ست حکمِ قرآنی

بعد اظهارِ منت و احساں　　　عرضِ مطلب کنم بآسانی

---

[1] بموقع جلسهٔ شروانی اسکول چهره ضلع علی گڑھ که ۸ اگست ۱۸۹۶ء افتتاح پذیرفت　　　مرتّب

غنی ز خلق بود بے نیاز و مستغنی　　حبیب مایۂ نازش عزیزِ دلہائے
برائے قاضی و دانی جنابِ شاں ملجا　　برائے حلِ معانی بوند ماوائے

مرا معاینہ حبِّ حبیب ایماں باد
نہ دیگرے بسرم باد شور و سودائے

بسمہ تعالیٰ سبحانہ

(۲۱)

مژدہ اے دل سنجرِ عالی تبار آید ہمی　　آنکہ اقلیمِ سخن را شہریار آید ہمی
قاصدِ فرخندہ خو یعنی بشارت را بشیر　　بر درِ من بے غبار و پرغبار آید ہمی
مژدہ آرد کہ از تاثیرِ پرتنویرِ آں　　دل درونِ سینۂ من نو بہار آید ہمی
یعنی آں صدرِ فصیحاں بازبانِ بذلہ سنج　　باز در بزمِ احبا دُر نثار آید ہمی
دوش در بزمِ حریفاں بادہ خوردہ شب گذشت　　تا چہ کردہ ستم گر با دل فگار آید ہمی
مضطرب گشتم ز جا برخاستم آسیمہ سر　　دل درونِ سینۂ من بے قرار آید ہمی
منکہ بودم در فراقش از زمانے سینہ ریش　　تا چہ شد کاینک دلِ من داغدار آید ہمی
آمد و جا در دگر بگشود او بارِ سفر　　ایں چہ رسمِ تازہ از آں نامدار آید ہمی
بر جگر دنداں فشردم قاصدے کردم گسل　　تا بداند زچہ رو اینش شعار آید ہمی
گفتمش از من بگو بعد از سلام و صد نیاز　　کار با جاں او فتاد و جاں بکار آید ہمی
تا چرا رو تافتی مارا پریشاں ساختی　　شکوہ از تو بر لبم بے اختیار آید ہمی
صورتت در منزلِ دل انتظارت می کشد　　نامہ ات اندر فراقت اشکبار آید ہمی
قاصدم رفت و بگفتش آنچہ بودش گفتنی　　باز آمد داد پاسخ وقتِ چار آید ہمی
چار را باقی ست شش ساعت کجا صبر و شکیب　　سخت تر از موت گویند انتظار آید ہمی

بود چوں شیرِ شرزه در میداں — جانِ ایمان درِ مسلمانی
یافت عزّت زِ نیشنِ انگلش — گشت اقبالِ قوم را بانی
کرد جنگِ عظیم در دادوں — به تفنگ و به تیرِ ترکانی
زخم ها خورد در صفِ هیجا — آخرش یافت فتحِ تابانی
یادِ داؤد خاں نیاک اختر — صدر را اعلاے بزمِ انسانی
یادِ اوج و عروج و اقبالش — همچو خورشید در درخشانی
یادِ حج و زکوٰة و صوم صلوٰة — یادِ حبّ و ودادِ ایمانی
هر یکے در محبّتش کوشاں — هندو و هم یهود و نصرانی
گرد بر گردِ خوانِ انعامش — عربی، کابلی و ایرانی
خوش بیاں، خوش مذاق، خوش تدبیر — ماهرِ فنِّ طبِّ یونانی
در سخاوت چو حاتمِ طائی — در محبّت چو پیرِ کنعانی
صاف گو، راست باز، صدق بیاں — متوکّل بفضلِ رحمانی
ربط ضبطش بجا کمانِ زماں — عزّتش در عیان و پنهانی
خیر خواهیش در زمانۂ غدر — واں خلوصش به تاجِ برطانی
کوششش از براے امن و اماں — همه با صرفِ مالی و جانی
ربّ اغفرله وارحمه — انت باقٍ و کلّنا فانی
تا کجا قصّۂ سلف خوانم — از خلف بایدم سخن رانی
آں سلف صالح و خدا آگاه — ایں خلف غرقِ بحرِ عصیانی
آه از جهل و از تجاهلِ ما — آه از خودسری و خود دانی
آه از کینه و نفاق و حسد — آه از ابتری و ویرانی
آه از معصیت پناهیِ ما — آه از جذبهاے شیطانی

خوانم این شعرہائے نغز و لطیف — گر توجہ کنید ارزانی

چہ حکایت کنم ز قصۂ خویش — اے بسا دردہائے پنہانی

دلِ من پُر ز دردمندیِ قوم — جاں بود مبتلائے حیرانی

جگرِ من کبابِ سیخِ الم — تنِ من پیکرِ پشیمانی

ہمہ روزم بہ فکر می گزرد — ہمہ شب این من و پریشانی

در خیالِ عروج و پستیِ قوم — منم و صد ہزار حیرانی

یادِ ایامِ شہریاریِ غور — یادِ آں صولتِ خراسانی

یادِ آں جدِّ پاک شاہ حسین — کہ بعز غشت کرد مہمانی

یادِ ابنائے عمّ لودی ہا — یادِ آں طمطراقِ سلطانی

یادِ اقبال و شوکتِ سوری — یادِ فرّ و شکوہِ شاہانی

یادِ اوجِ زمانِ شاہجہاں — مرحمت ہائے ظلِ سبحانی

یادِ آں ثروتِ شجاعت خاں — واں سپہداریِ عمر خانی

یادِ شان و شکوہِ راجِ مئو — یادِ آں مردِ یوسفِ ثانی

یادِ ہنگامہائے مرہٹہ ہا — حملۂ شیر مردِ درانی

یادِ جنگ و جدال باجاٹاں — یادِ زخمِ سنان و پیکانی

یادِ انعامِ انگشتائیں ہا — کاں و بنگر امیرِ لاثانی

بر بہ اجدادِ ما کرامت کرد — آنچہ بودش بجدّ امکانی

یادِ ہژدہ صد و سہ سالِ مسیح (١٨٠٣ء) — یادِ فتحِ عظیمِ برطانی

یادِ تسخیرِ قلعۂ کوئل — یادِ تخلیص از پریشانی

یادِ آں افسرانِ انگریزی — یادِ بخشش وسیلۂ نانی

یادِ آں بازخانِ با اقبال — بر روانش درودِ یزدانی

مگر از آسماں ببارد علم — این نه آید ز مشقِ دهقانی

علم خواهد که جاں به من بازید — تا دهم اجر لعلِ رُمّانی

علم گوید که صرف زر بکنید — تا کنم بر شما دُر افشانی

پس عزیزاں ز نوشدار وے علم — دردِ خود را کنید درمانی

بس مزخرف زباں بکام گزار — تا کجا این همه غزل خوانی

تا کجا وعظ هاے نغز و شگرف — تا کجا پند هاے لقمانی

تا کجا رزم گو چو فردوسی — تا کجا بزم خواں چو خاقانی

تا کجا فیض خواه از سنجر — تا کجا راز جو ز قاآنی

هاں به شغلِ دعاے قوم بکوش — در گزر از فلان و بهمانی

رب ارحم علی جماعتنا — حالِ ما ایزدا تو می دانی

به طفیلِ نبی و آلِ نبی — رحمتِ خویش دار ارزانی

شوقِ علمی به بخش و ذوقِ عمل — حلِّ مشکل نما بآسانی

دولتِ حُبِّ دین و دنیا بخش — دور دار از خراب و ویرانی

دوستاں شاد دشمناں پامال — جانِ حُسّاد در پریشانی

سعی هاے حبیب رحمن خاں — جمله مشکور کن که منّانی

درس گاهِ علومِ مدرسه را — ذاتِ او باد سیدِ ثانی

من و سوداے خیر خواهیِ قوم — قوم و دریاے جودِ ربانی

شکر گویانِ فضلِ تو باشم
تا بآں دم که جان بستانی

بخط سید [illegible]

آه از غفلت و تغافلِ ما | آه از بے سری و سامانی

آه از کرده ہائے ناکرد | سہل انکاری و شعف رانی

آه ازین زمانِ شہر آشوب | آه ازین زمانِ طوفانی

شرم از فخر ہائے بیہوده | شرم بر غمزہائے شترانی

آوخ از کرده ہائے ناہموار | آوخ از سلبِ ننگِ افغانی

حیف بر ما و بر شرافتِ ما | حیف بر غلبہائے شہوانی

قوم من مستِ خوابِ ناز و غرور | وقت خواہانِ سعیِ مردانی

تا کجا کاہلی و سستی و جہل | تا کجا دستِ غم بہ پیشانی

از برائے خدا و بہرِ رسول | واگزارید راہِ نادانی

ہمہ بالاتفاق برخیزید | ہمہ با یک دل و یک جانی

ہر یکے باکمالِ صدق و صفا | ہر یکے در رضائے یزدانی

جملہ کوشید در ترقی قوم | اے بزرگان اقاصی و دانی

اُطلبِ العلم بر زبان آرید | ہمہ از دولتِ مسلمانی

دین و دنیا تلاشِ افغان ست | علم و دولت معاشِ شروانی

نیزه شان شد قلم زبان شمشیر | کاغذ آماجگاهِ چوگانی

گر زمانے برین روش باشید | حق دہد خاتمِ سلیمانی

گوئمت خاتمِ سلیمان چیست | علم دنیا و علم عرفانی

علم باشد عصائے ہر موسیٰ | علم شہ را کند نگہبانی

علم جان بخش چون دمِ عیسیٰ ست | ہم جہان بخش و ہم جہانبانی

علم در ہر زبان کہ بود نکوست | عربی یا زبانِ سریانی

مختصر در زمانۂ امروز | علم حاجت بود بجز رانی

[illegible] انا لله و انا الیه راجعون

حکایت و شکایت

حبیبِ[1] ما کہ مہیّاست صیدِ دلہا را — (۱) بباک ارادہ کند خونِ صد تمنّا را

گہے بمہر کند رام مرغِ وحشی را — گہے بقہر براند ادیبِ یکتا را

گہے بہ غمزہ برد ہوش از سرِ زاہد — گہے بعشوہ فریبد ہزار دانا را

گہے حلال کند خونِ عاشقِ مسکیں — گہے حرام کند بادۂ مصفّا را

گہے بمصطبۂ شعر درسِ عشق دہد — گہے فروغ دہد منبر و مصلّا را

گہے بمنزلِ من آمدن کند وعدہ — وفا بغیر کند گاہ عہدِ فردا را

غرض کہ دوشِ مرا منتظر گذاشت گذشت — بہانہ کرد تماشاے کوہ و صحرا را

براے سیرِ حریفِ دگر بہمرہ برد — خبر نہ کرد عزیزانِ ناشکیبا را

سفر مبارک و عمرش دراز و بخت بکام — خدا کند نہ پسندد دگر جدا ما را

قیام گاہ چو معلوم نیست نامہ گسیل — چساں کنم کہ ندانم مقامِ عنقا را

صبا پیامِ من ایں شعرِ بلبلِ شیراز — ق — رساں حلبیں و انیسِ نگارِ رعنا را

"چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی — بیاد آر حریفانِ بادہ پیما را"

منِ غریبِ تمنّاے وصلِ تو ہیہات — بہر حریص نبخشند منّ و سلویٰ را

غلامِ سیرتِ خوبیم و جاں ہمی بازیم — براہِ دوست اگر خو کند تولّا را

من و خدا کہ مذلّل نیازمندِ شماست
سواے مہر نخواندہ است ہیچ الف با را

---

[1] نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی — مرتب

مثنوی

شعر لا اعلم[1]

رسم ست کہ مالکانِ تحریر
آزاد کنند بندۂ پیر

عرض کردہ ام

مزّمّلِ خستہ دل کہ پیر ست (۱) در مجلسِ قوم ہنوز اسیر ست
نے پاے فرار در رستگاری نے جاے قرار و استواری
نے تابِ فغان و شیون و آہ نے طاقتِ صبر۔ قصہ کوتاہ
نے کیسۂ زر بقدرِ ہمّت نے کار بمقتضاے فرصت
نے سنگ دلم نہ آہنی دل از دستِ دلم بہ سخت مشکل
دل گرچہ فراخ۔ جیب تنگ ست انکارِ سوال عار و ننگ ست
در خدمتِ خلق استوارم ہر چند ضعیف و خاکسارم
مقسوم نمی تواں خریدن برباد نمی تواں پریدن
کشتِ اُمّید رفت برباد
فریاد۔ خداے پاک فریاد

(بوقت صبح بمقام کوٹھی ندری موزوں کردہ و بموقع جواب ایڈریس مارہرہ اسلامیہ اسکول خواندہ شد۔ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۲۲ء)

---

[1] سعدیؒ در گلستاں مرتب

اللہ الصمد

(۴)

سرگرمِ کلام آمدہ ام مدح رسا را — کلکم ہمہ آمادہ شد مدح و دعا را

حاکم آمدہ در مہلکہ ہر کلمہ درآیم — شد آمدہ در راہ سرِ مدح سرا را

ممدوحِ مرا علم و عمل حاصلِ طالع — دادار بہ کرم دادہ کرام الامرا را

مزملِ علامہ دعا کردہ اعادہ

در درگہِ اللہ سحرگاہ رسا را

(حسب فرمائش مسٹر ہملٹن صاحب بہادر رجسٹرار علی گڑھ
بتاریخ ۵ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء)

ھوالقدیر

طرفہ تر جائیست بھیکم پور[1] ما (۵) نیست کس تا بہ کند ناسور ما

از بلائے تیرگیِ اختلاف — شد سرِ ما یہ سیہ کافورِ ما

(شب مابین ۳ و ۴ ستمبر ۳۳ء بھیکم پور)

ھوالمستعان

رحم کن یارب بہ بھیکم پورِ ما (۶) فضل کن بر قریۂ رنجورِ ما

دور کن از ما نفاق و اختلاف — صدقۂ جد و ابِ مغفورِ ما

(۴ ستمبر ۳۳ء قبل دوپہر۔ بھیکم پور)

---

[1] مولد و مستقر ریاست نواب صاحب مرحوم — مرتب

قطعات

قطعۂ تاریخ

تیغِ فولاد و قبضۂ زرّیں (۱) کمر و فرقد و قبا و عبا
سندِ خدمت در زمنۂ ہندی بمن از وائسرائے شد چو عطا
سنہ ہجریش داں فروغِ دوام
بہرِ قتلِ سرِ دشمن گردد ندا

(۲۴ دسمبر ۱۹۱۹ء)

لیس للانسان الا ما سعیٰ

سعی کن در کار اے مردِ خدا (۲) کار در دنیا و در عقبیٰ جزا
کارِ دنیا ہم بغیر از جہد نیست "لیس للانسان الا ما سعیٰ"

(بوقت سہ پہر ۳ ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء بھیکم پور)

ھو الغفور الرحیم

عمرم بہ شصت و ہفت رسید است اے خدا (۳) از صد ہزار طاعتِ تو یک نشد ادا
قد جئت عند بابك یا غافر الذنوب الملتجی بعفوك یا من له البقا

(شب مابین ۱۷ و ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء)

---

(۱) اجزائے خلعت بہ سلسلۂ صلۂ خدمات جنگِ عظیم — مرتب

(۱۱)

سالِ نو بادا مبارک با طرب ‏ ‏ بر عبید اللہ خاں از فضلِ رب

ایں رباعی را مزمّل عرض کرد ‏ ‏ فی البدیہہ با خلوص و با ادب

(بجواب مبارک باد سالِ نو ایں رباعی[1] گفتہ بخدمت کنور محمد عبید اللہ خاں صاحب رئیس دھرم پور ضلع مانند تھرا ارسال کردہ شد - ۵ر جنوری ۱۹۰۸ء یوم یک شنبہ بمقام بھیکم پور وقت ۹½ نہ و نیم ساعت صبح نوشتم)

(۱۲)

مزمّل رحمتِ حق بے حساب ست ‏ ‏ کسے را کے مجالِ احتساب ست

بجائے چار بارش پنج مہ شد ‏ ‏ ہمہ روئے زمیں دریائے آب ست

(سہ پہر ۲۰ر اکتوبر ۱۹۳۳ء اثنائے راہِ دہلی)

(۱۳)

خیام بگوید کہ جہاں جملہ سراب ست ‏ ‏ سرمایۂ گیتی ہمہ عیش ست و شراب ست

من نیز جہاں را گزراں دانم و لاشے ‏ ‏ در مشربِ من حاصلِ آں کارِ صواب ست

(شب مابین ۲۰ و ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴)

بر زمینداران یوپی[2] - عرصہ تنگ افتادہ است ‏ ‏ ناخدا بیچارہ در کامِ نہنگ افتادہ است

نیست چوں سرکار را اصلا سر و کارے زما ‏ ‏ کاشتکار اغوا شدہ از ما بجنگ افتادہ است

(در اثنائے سفر الہ آباد - در ریل ۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] مراد از چار مصرعۂ تعدد - مرتب [2] اشارہ بمعاملات فی مابین حکومت کانگریسی و طبقۂ زمینداراں - مرتب

بسم اللہ سبحانہ

در رسیدِ زر رسیدہ نظمِ تابانِ شما[ا] (۷) شادماں گشتم ز شعرِ شکر افشانِ شما
زر کہ در ملکِ من ست البتہ انعامِ خداست ہدیۂ نظم ست بر منّت حملِ احسانِ شما

(۲۷ ستمبر ۱۹۳۱ء)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

حول و قوّت نیست کس را غیرِ ذاتِ کبریا (۸) با علوّ و عظمتِ او کارہا گردد روا
ایں عقیدہ پیش گیر و در عمل مردانہ کوش ہمّت از مرداں بود امداد باشد از خدا

(شب ۱۸ و ۱۹ اگست ۱۹۳۳ء)

ب

شعر گفتن چیست؟ گویم با تو اے عالی جناب (۹) گنجِ پنہاں را عیاں کردن برائے انتساب
خونِ دل خوردن جگر کاویدن و جاں سوختن چیدنِ گلہائے معنی در امیدِ انتخاب

(شب ۷ جولائی ۱۹۳۳ء)

شبِ ماہتاب ست و غافل بخواب (۱۰) نداند بہائے شبِ ماہتاب
شبِ ماہتاب اے کہ جانِ پدر نباید کہ ضائع کنم جاں بخواب

(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

[ا] شاعر و سید و سجادہ نشینے را نی ساعۃ العسرۃ دست گرفتہ بودند — مرتب

هو القاهر فوق عباده

(۱۹)

هر مکینے را مکانے دیگرست — هر زبانے را بیانے دیگرست
حکمراں در هند بسیارند لیک — مالکم هیلی[۱] شانے دیگرست

(۱۱ ستمبر ۱۹۳۳ء در پنج دقیقه موزوں کردم)

(۲۰)

هرگز گماں مدار که شیطاں قوی ترست — متاعِ خیر هست و ز انساں قوی ترست
در جهدِ کارِ خیر بماں - وسوسه گزار — "دشمن اگر قوی ست نگهباں قوی ترست"

دشمن

(۲۱)

شاعری در موسمِ باراں خوش ست — سیرِ جوئے نیم[۲] با یاراں خوش ست
موسمِ سرما شد و خوں سرد گشت — مشق با چوگان و اسواراں خوش ست

(شب مابین ۲۱ و ۲۲ نومبر ۳۳ء)

(۲۲)

پست جسٹس سر سلیماں[۳] آنکه فخرِ قومِ ماست — بنده را ممنون کرد و حاضریِ من بخواست
حاضرم چوں مور در پیشِ سلیمانِ نبی — خواه کُش یا دانه ده قربانِ تو. فرمان تراست

(با ثنائے سفر الٰه آباد در ریل ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

۱ سر میلکام هیلی (حال لارڈ هیلی) سابق گورنر صوبهٔ هذا مرتب

۲ نیم ندی که بھیکم پور قدیم عین بر لب آں واقع ست مرتب

۳ آنریبل ڈاکٹر سر شاه محمد سلیمان نائٹ ایم اے، ایل ایل ڈی، بیرسٹر ایٹ لا۔ سابق چیف جسٹس الٰه آباد هائی کورٹ، حال جج فیڈرل کورٹ انڈیا و وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی مرتب

بسم اللہ تعالیٰ شانہ

در میانِ مذہب و سائنس جنگ افتادہ است (۱۵) بر گروہِ حق پرستاں عرصہ تنگ افتادہ است
دورِ تیر و نیزہ و شمشیر و خنجر درگزشت / حالیا ہنگامہ با توپ و تفنگ افتادہ است

(شب ما بین ۱۱ و ۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء)

طرفہ شغلِ شاعرم اختیار افتادہ است (۱۶) کارہا بسیار و دل در انتشار افتادہ است
شب تخیلہائے مضموں روزہا موزوں کنم / جانِ مزمّل رہینِ خلفشار افتادہ است

(شب ما بین ۱۱ و ۱۲ اگست ۱۹۳۳ء)

ضیاء الدین احمد ڈاکٹر در علمِ اعداد است (۱۷) ضیاءِ دین و دانش از برائے او خدا داد است
بہر کس و ادمی بخشد ز ہر یک داد می گیرد / فقط بر بندہ مزمّل ز بے مہریش[1] بیداد است

(شب ما بین ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ما دیانے کہ ز لندن بجہاز آمدہ است (۱۸) دورِ دم ہست کہ از راہ دراز آمدہ است
رنگ مشکل است چو گیسوے بتانِ طناز / در تگاپو ہمہ رہ شعبدہ باز آمدہ است

(شب ما بین ۲۰ و ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] تلمیح لطیف و ملیح بقول من عزّ و جلّ "لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطٰن" (من اولہا الیٰ آخرہا)
مرتب

(۲۸)

سنہ ۱۹۲۷ء

در سالِ نوزدہ صد و بالائش بست و ہفت   این[1] خانۂ خدا کہ بہ اتمام نقش بست

یا رب قبول کن ز من این ہدیۂ حقیر   مزمّلِ غریب گنہ گار و بیکس ست

(شب مابین ۲۴ و ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء)

(۲۹)

بعلم و فضلِ خود نازش ذمیم ست   تفاخر بر ہمہ دانی سقیم ست

مگر آگہ نہ از نصِ قرآں   کہ "فَوقَ کُلِّ ذِی عِلمٍ عَلِیم" ست

(۶ ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء)

(۳۰)

مفتیِ شہرِ ما با جملہ شکوہ و شان ست   اے خوشا وقت کہ در خانۂ من مہمان ست

شکوہ ہا از طرفِ ماست خودش ہست بہ لب   بندہ از غفلتِ یارانِ وطن حیران ست

(۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء)

(۳۱)

حاصلِ دنیا فقط کارِ نکو ست   کارِ نیکو مغز و باقی جملہ پوست

مردِ صالح باش و از طالح گریز   از ہمہ بگسل سوائے ذاتِ دوست

(شبِ مابین ۲۹ و ۳۰ اگست سنہ ۳۳ء)

هو العلی العلیم

(۳۲)

کشتیِ قوم در تلاطم ہست   اتفاق از میانِ ما گم ہست

بر نفاق ست انحصارِ عمل   اے خدا جاے صد ترحم ہست

(۱۱ جون سنہ ۱۹۳۳ء شب)

---

[1] مسجد قلعۂ ظفر منزل

حبّ الوطن من الایمان

(۲۳)

اگر وطن چمن ست از سیاستِ مدن ست — وگرنه فربلها جای زاغ و هم زغن ست
باتفاق بکوش از برای خوبیِ ملک — که اتفاق سبیلِ ترقیِ وطن ست

(شب مابین ۳۰ ستمبر و یکم اکتوبر سنه ۳۳ء)

(۲۴)

فضای عالمِ خاکی همه برباد و ویران ست — هزاران فتنها در دامنِ این زال نهان ست
مشو نومید چون شرّی درین عالم پدید آید — "عسی ان تکرهوا شیئا لکم خیرا" بقرآن ست

(شب مابین ۳ و ۴ اکتوبر سنه ۱۹۳۳ء)

(۲۵)

محمّد رحمة للعالمین ست — سزاوارِ هزاران آفرین ست
حدیثِ اوست شرحِ سرّ عرفان — هدایت نامهٔ دنیا و دین ست

(شب مابین ۱۹ و ۲۰ اگست سنه ۳۳ء در وقفه های خواب و بیداری نوشته شد)

هو الله السمیع العلیم

(۲۶)

زبان یک مضغهٔ بی استخوان ست — ولیکن زیرِ فرمانش جهان ست
به لا گفتن بلا ها بر سر آرد — بلی گفتن برات عاشقان ست

(شب مابین ۲۰ و ۲۱ اگست سنه ۳۳ء)

الله باقی من کلّ فانی

(۲۷)

ریاض الحسن آن امینِ ریاست[۱] — که بد صاحبِ عقل و هوش و فراست
"نفر منزل" این قلعه را نام کرده — روانه شده زین جهان سوی جنّت[۲]

(شب مابین ۲۳ و ۲۴ ستمبر سنه ۱۹۳۳ء)

---

۱ ریاست خود   ۲ مادهٔ تاریخ سنه ۱۳۰۷ھ هم دارد - مراد از قلعهٔ نوکر باسم "نی گرامی" هم موسوم ست
مرتب

(۳۷)

حسن عملا ز خیر به فردِ تو نام نیست — اندیشه ات ز فرقِ حلال و حرام نیست

"لا تقنطوا" بیا دم و بخشا یدم خدا — "در عفو لذتے ست کہ در انتقام نیست"

(۷ جون ۱۹۳۰ء در اثنائے راہ علی گڑھ)

هوالله الولی

(۳۸)

دوستا نند کہ با تو ہمہ شاں خندہ لبی ست — دشمناں را ہمہ آزردگی بے سببی ست

تو بشغلِ عملِ خویش بمان و خوش باش — ایں ہمہ دوستی و دشمنی حرماں طلبی ست

(شب ما بین ۹ و ۱۰ ستمبر ۱۹۳۳ء و بقیہ بوقت صبح ۱۰ ستمبر)

(۳۹)

اے آنکہ بجز ذاتِ تو فریاد رسے نیست — غیر از تو مرا در دو جہاں دادرسے نیست

بکشائے درِ رحمتِ خود بر منِ مسکیں — جز حج و زیارت بدلِ من ہوسے نیست

(شب ما بین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۴۰)

مولوی گر بد کند ہم مولوی است — من اگر نیکی کنم عینِ بدی است

درسِ قرآں خوانم و درسِ حدیث — مدعی گوید کہ ایں ہم جاہلی است

(شب یکم اگست ۱۹۳۳ء)

(۴۱)

الغیاث از بارِ عصیاں الغیاث — الغیاث از جہل و نسیاں الغیاث

المدد اے مالک الملک المدد — الغیاث اللہ رحمٰن الغیاث

(شب ما بین ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۳)

مسلم و اسراف هر دو لازم و ملزوم هست | هر که مسلم نیست اندر این زمانه شوم هست
برکتِ اسراف بین در خانهٔ اعیانِ قوم | خانه ویران ست بر سقفش صدای بوم هست

(۸ جولائی ۱۹۳۳ء)

قطعهٔ تاریخِ باغِ دادوں

(۳۴)

جنابِ اقدسِ احمد سعید خاں مرحوم | چو روی پاک ز چشمِ جهانیاں بنهفت
دلِ عزیز ابوبکر خاں به ماتمِ او | همیشه رنجه بماند و به هیچ گه نشگفت
به یادگارِ پدر از سعادتِ ازلی | "سعید باغ" نصب کرد و دُرِ نیکی سفت

مزمل از سرِ جودت برائے تاریخش
"بنام والدِ ماجد سعید باغ" بگفت

۱۳۲۹
ج ۳
۱۳۳۲ھ

(۳۰ جولائی ۱۹۱۹ء)

(۳۵)

ای مزمل هیچ میدانی دلت در بندِ کیست | جلوهٔ بی حاصلِ معشوقهٔ دنیاست چیست
حیله و مکر و فریب و بی وفائی و نفاق | بر چنین محتاله دل بستن کمالِ ابلهی ست

(شب بین ۲۲ و ۲۳ نومبر ۱۹۳۲ء)

(۳۶)

عجب مدار چو شعرم ز عشق و باده تهی است | نه ذکرِ مطرب و ساقی نه گل نه سروِ سهی است
سخن درست بگویم اگر کنی باور | که نه باده کشیدم نه عشق و بوالهوسی است

(شب مابین ۲۹ و ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بسمہ تعالیٰ شانہ

(۴۷)

چہ نسبت ست بہ اقبالؔ بندۂ ناشاد بغیر ایں کہ بود داغؔ ہر دو را استاد
دگر ہمیں کہ ز درد و غمِ تباہیِ قوم یک از لاہور و یک از علی گڑھ می کند فریاد

(شب ما بین ۳ و ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۴۸)

دلم ہر لحظہ بر جانم ز ہر سو انتشار آرد بکارِ دیگراں مصروفیش صد خلفشار آرد
ہزاراں بار گفتم صد ہزاراں بار می گویم کہ اے شوریدہ سر ایں قصہ رنجِ بیشمار آرد

(شب ما بین ۲۵ و ۲۶ نومبر ۳۳ء)

ھوالعلیم

(۴۹)

شاعرک طرفہ ماجرا دارد گہ بیک لحظہ شعرہا آرد
گہ پئے مصرعے و قافیئے مدّتے سر ز فکر می خارد

(شب ما بین ۲۴ و ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۵۰)

یارِ ما طرفہ خصلتے دارد مخلصِ خویش را بیازارد
ہر کہ پروائے او ندارد ہیچ پیشِ او لابہا ہمی آرد

(۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۵۱)

سنجر آہنگِ الاماں دارد گلہ از جورِ آسماں دارد
اے مزمّل بہ دادِ آدمی رس قولِ مردانِ دہر جاں دارد

(۴ جون ۱۹۰۱ء ساعت دہ و نیم شب)

(۴۲)

ج رواج ہست کہ بر ہر سرے کہ باشد تاج — بہر طریق کہ آساں بود بگیرد باج
بہ ہند طرزِ نوی در خیالہا باشد — نہ تاج باشد و نے باج در کفِ سوراج[1]

(شب ما بین ۲۲ و ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۴۳)

بسالِ نوزدہ صد سی و ہم پنج[۱۹۳۵ء] — شدم فارغ ز افکار و غم و رنج
مشرّف گشتم از حج و زیارت — ربودم از سعادت گنج در گنج

(۴۴)

ح ز خوابگاہ چو خورشید بر دمد بہ صباح — صلاد ہد کہ بود خونِ بے گناہ مباح
چو سر بہ تکیۂ خواب آورد بوقتِ غروب — بہ بسترِ عاشق شب می دہد بظلم صلاح

(شب ما بین ۴ و ۵ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۴۵)

خطبۂ صدرِ عبیدی[2] کہ بیانے ست فصیح — بہ عبارات بلیغ و بہ اشاراتِ ملیح
پند ہائے کہ درو بہرِ مسلمانان ست — جانِ تعلیم و عمل راست چو اعجازِ مسیح

(شام و شب ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۴۶)

د در الہ آباد کہ آباد باد — حضرتِ سپرو[3] کمالِ وداد
گفت کہ آیم بحضورش ضرور — چاے خورم غم نخورم از فساد

(با ثنائے سفر الہ آباد در ریل ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

[1] اشارۂ فصیح و صریح بتدلیس و تلبیس کانگریس مرتب [2] مولانا عبید اللہ سندھی عالم مشہور۔ مذہب سکھ را ترک گفتہ در آغوشِ اسلام آمدہ۔ بخوفِ حکومت انگلیسی در سنہ ۱۹۱۵ء از ہند بیروں رفتہ بود در اواسط سنہ ۱۹۳۸ء باجازت حکومت کانگریسی واپس آمدہ در کلکتہ صدر "جمعیت علمائے ہند" شدہ خطبہ سیاسی داد مرتب [3] ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو متقن و ادیب سیاسی شہیر و دانشمند

هُوَ الباقی

هستیِ دہر مپندار کہ یکساں آمد (۵۷) شادی و غم ضرر و نفع بہر آں آمد
صبح ہر روز بہ سامانِ دگر جلوہ کند "کل یوم ھو فی شان" بہ قرآں آمد

(۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

خدائے ما احدست و خدائے ماست صمد (۵۸) نہ ہیچ کس بودش والد و نہ ہیچ ولد
نرشتہ اش بہ کسے و نہ کفو ادست کسے نہ از کسے بودش احتیاجِ نصر و مدد

(متعلق مضمون رسالہ معارف گفتہ شد) (۱۷ و ۱۸ راگست ۱۹۳۳ء)

غفلاں بر ریشِ پیر نمایند ریش خند (۵۹) غافل ازیں کہ ایں ہمہ طفلی ست تا بچند
گردان گیتی بر گردانِ سال خورد از شوخی آورند بہ اُمیدِ قید و بند

(خطاب بجواب جناب نواب محمد علی اکبر خاں صاحب حسن پوری المتخلص بہ رین بسیرا) (۲۷ جون ۱۹۳۳ء بوقت ۱ بجے دن در دو دقیقہ)

خداوندانِ یونیورسٹی آخر اماں دادند (۶۰) بمزد رنج و چل سالم نوید شائگاں دادند
چو کردم خویش را از کارِ وائس چانسلری ڈسمس بمن از ڈگریِ ایل ایل ڈی نام و نشاں دادند

(شب مابین ۲۳ و ۲۴ نومبر ۳۳ء)

مرا بغیرِ طلب ہوم ممبری دادند (۶۱) بکمترین جہاں اوجِ برتری دادند
ز قدردانیِ سر مالکم جزائے عمل نواب بودم و حالا بہادری دادند

(بوقت صبح گورنمنٹ ہاؤس الہ آباد - ۱۰ نومبر ۱۹۳۳ء
بعہد گورنری سر نواب صاحب چھتاری)

(۵۲)

سخن ہا ہست در عالم کہ بر خاطر گراں باشد　　ہزاراں فتنہ در دنیاست کز آں خوفِ جاں باشد
مشو دل تنگ از شر و شرارت ہائے ایں دنیا　　خدا شرّے برانگیزد کہ خیرِ ما در آں باشد

(شب مابین ۲ و ۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۳)

دلِ من ہیچ نداند کہ چہ آساں باشد　　گاہ حیراں بود و گاہ پریشاں باشد
ہیچ از من نپذیرد - نہ کند گوش بمن　　پس ہر عمل صلح از من بچہ عنواں باشد

(شب مابین ۳ و ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۴)

نوازش ہائے سیّد[۱] بہرِ ہر خرد و کلاں باشد　　بسانِ ابرِ فیضانش بکشت و بوستاں باشد
دو سہ روز است تا شد ویسرائے ہند مہمانش　　ببیں امروز ہر عمل غریبے میہماں باشد

(بہ اثنائے سفرِ الہ آباد - ریل ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۵)

میجرِ ماکر ڈاکٹر باشد　　نام رنجیتِ با ظفر باشد
حکم فرمود تا شوم حاضر　　آرڈر ہست و کے مفر باشد

(الہ آباد - شب مابین ۱۴ و ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۶)

دریں دنیا بغیر از غم نباشد　　گر بسیار باشد - کم نباشد
زخاکِ افتادگاں گرچے نشنوید　　بخوں غلطیدگاں ماتم نباشد

(۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء بمقام بھیکم پور بہ چند دقیقہ وقت
سے پیوست کردہ شد)

۱؎ نیز ملاحظہ باشد شمارہ ۴۶ مرتب

(۶۷)

حسد عذابِ الیم ست و غصۂ بے سود ‏ ‏ حسود رنج کند شکر می کند محسود
مکن ستیزہ ز تقدیر و حکمِ ربِّ قدیر ‏ ‏ بدستِ تو نہ دہند اختیارِ بود و نبود

(۲ اگست ۱۹۳۳ء)

(۶۸)

بسالِ بست و پنج و نوزدہ صد (۱۹۲۵ء) ‏ ‏ شدہ اتمام ایں قصر مشیّد
مُزمّل منزلش موسوم کردم ‏ ‏ بہ یک گوشہ شدہ تعمیر معبد (مسجد)

(کوٹھی علی گڑھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۶۹)

زما شوریدگاں شیون نیاید ‏ ‏ کہ جوے آب از گلخن نیاید
اگر سوزانیم خاموش سوزیم ‏ ‏ کہ دود و شعلہ از آہن نیاید

(۸ نومبر ۱۹۰۲ء مقام بھیکم پور بعد مغرب در جلسۂ احباب بہ دو دقیقہ فی البدیہہ گفتہ و قلم برداشتہ نوشتہ شد)

(۷۰)

دوش از دست بمن شکوہ و پیغام رسید ‏ ‏ کز توام عہدِ وفا ناقص و ناکام رسید
گفتم از شکوہ چہ حاصل چو بہ قربانِ توام ‏ ‏ گفت از لابہ چہ سود ست چو انجام رسید

(از یکم تا پنجم مئی ۱۹۲۲ء برائے آغا محمد اصفہانی تاجر نیل کلکتہ بجواب شکایت افزایش گفتہ)

قطعۂ تاریخی

(۷۱)

خطابِ تازہ کے سی آئی ای ام جو بکار آمد ‏ ‏ بہ سالِ یک ہزار و نہ صد و بست و چہار آمد (۱۹۲۴ء)
عطائے جارج پنجم امپراطور معظم را ‏ ‏ متاعِ جانِ مزمّل بہ صدقِ دل نثار آمد

(بتاریخ ۵ جون ۱۹۲۴ء)

هوالعلی العلیم

(۶۲)

دوستاں کینہ ورزیدند خرد باختہ اند بہر آزردنِ من انجمنے ساختہ اند
دوستی ہست بہ پیدا و بہ پنہاں خفگی تیغِ بیداد و جفا بر سرِ من آختہ اند

(۳ و ۴ اگست ۱۹۳۳ء)

(۶۳)

بہ سالِ یک ہزار و نہ صد و دہ (۱۹۱۰ء) بہ نوّابی مرا ممتاز کردند
مزمّل گفت در تحسینِ ایں کار درِ انصاف بر ما باز کردند

(بر بسترِ خواب شب مابین یازدہ و دوازدہ بمقام بھیکم پور۔
بتاریخ ۱۲ جون ۱۹۲۴ء گفتہ شد)

(۶۴)

اگر تو سست و ضعیفی دلت فگار کنند وگر تو چست و قوی از تو اعتذار کنند
زگاؤ شیر بدوزند و رم ز شیر کنند گیہ ز ہیچ کنند و حذر ز خار کنند

(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۶۵)

صحت و دولت گرت حاصل بود عقلِ استعمالِ ایں کامل بود
بہرہا یابی ز آرام و خوشی بہرِ یاراں فیضِ تو شامل بود

(شب مابین ۲۰ و ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۶۶)

بادیہ پیمائے غربت بادہ پیمائی چہ سود مُردہ کے مردی کند گر کے شنیدا آواز عود
بے عمل ہرگز نیابد دولتِ دنیا و دیں در عمل می کوش مزمّل پئے مقصود بود

(۹ جولائی ۱۹۳۳ء)

بدشتِ نارتھ تھیری[۵] جنتِ گلزار (۶۶) بیک ساعت شدہ از مرگ دو چار
بپارانِ سنگھائی بالطاف ضیافت کرد با تکریم بسیار

(۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

رفتم برائے صید بہ پائین کوہسار (۶۷) یک شیرِ نر بہ لال کنواں[۶] کردہ شد شکار
گلدار نیز سہ چو ہلاکِ تفنگ شد واپس شدم بخانہ ثنا خوانِ کردگار

(۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

باسمہٖ تعالیٰ شانہ

آمدیم از بہر تبدیلِ ہوا در کوہسار[۷] (۶۸) یک جہاں دیدیم پُر از صنعتِ پروردگار
پشتہ ہا بر پشتہ ہا استادہ از سنگِ سطبر ہمچو عزمِ شہر یار ما متین و استوار
سبزہ ہا بر سبزہ ہا روئیدہ بر اندامِ کوہ چشمہ ہا از چشمہ ہا جاری بسوئے جوئبار
سنگ ہائے رنگ رنگ افتادہ در دامانِ کوہ تودہ ہا بر تودہ ہا بین و قطار اندر قطار
تختہ ہا بر تختہ ہا روئیدہ گلہائے عجیب ہر یکے خنداں لبانِ ماہ روئے گلعذار
دربیانِ لطف تالابش زبانم قاصر ست کز صفائش تختۂ بلور باشد شرمسار
سطحِ آبِ نیلگونش ہمچو سقفِ آسماں زورقِ سیمیں درو ہمچوں ہلالِ آبدار
لعبتِ افرنج در کشتی بر آبِ نیل گوں مشتری گویا بہ کشتیِ ہلالِ آمد سوار
حال اشجارِ سرِ کہسار چوں گوید کسے سر بلند و بے نظیر و بے مثال و بے شمار
آب آں آبِ حیات ست و ہوائش جاں فزا منظر او تازگی بخشِ نگاہ و جانِ زار

---

[۷] علاقہ کوہستانی در سلسلۂ کوہ ہمالیہ متصل سرحد تبت مرتب[۸] نینی تال ۱۲

خطابِ تازۂ "نوابِ بہادر" چو رسید (۴۲) ز دوستانِ من آمد پیامہاے نوید

بہ سنِ نوزدہ صد و سی و سہ زسالِ مسیح (۱۹۳۳ء) ز پیشگاہِ حکومت رسید لطفِ مزید

قطعۂ تاریخِ باغِ دادوں

پدر شجاع و خردمند و عابد و زاہد (۴۳) پسر خلیق و لئیق و سخی و نیک و رشید

پدر محمد احمد سعید خاں مرحوم پسر محمد ابوبکر خاں جوانِ فرید

پدر بہ رحمتِ پروردگار شد واصل پسر ز فضلِ خدا رونقِ قریب و بعید

پسر بنامِ پدر از سعادتِ ازلی "سعید باغ" نصب کرد خوب و نغز و جدید

مزمّل از سرِ جودت براے تاریخش

بگفت در سنہ ہجری "وقوعِ باغِ سعید"

۱۳۲۹
۳=ج
۱۳۳۲ھ

(۳۰ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء)

ہو العزیز

بماہِ جونِ سنِ یک ہزار و نہ صد و چار (۱۹۰۴ء) (۴۴) "خطابِ خان بہادر" عطا شد از سرکار

بود مبارک و میموں بہ قومِ شروانی کہ تا بحال زمایاں کسے نکرد ایں کار

(۳۰ اگست سنہ ۱۹۳۳ء)

دوش واعظ رفت بر منبر بشانِ افتخار (۴۵) گفتنی ہا گفت تلخ و ترش و تند و جاں فگار

منعِ من فرمود از دعواے عشقِ مصطفٰے چیست مزمّل بگو زیں پس مرا تدبیرِ کار

(۹ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء)

۱؎ زیر ملاحظہ باشد شمارہ (۹۰) مرتب

(۸۹)

ای که شانِ عزّ و نعت از کمالت آشکار — نثرِ تو مرغوب و نظمت خوب و قولت با وقار

آنچه بنوشتی به من در بارهٔ القابِ خود — بنده را هرگز نباشد در قبولش اعتذار

لیک حیرانم چه گویم تا بود شایانِ تو — نیز دهقانانِ اینجا را نباشد زو فرار

نام تو خوانیم یا فرخنده ات گوئیم اگر — این نباشد خالی از تصغیرِ محض و احتقار

"حضرت" ار خوانیم آری تو سزاواری مگر — بر رواج و بر قبول او ندارم اختیار

الغرض هستم بفکر اینکه تا پیدا کنم — یک خطابِ نغز و خوب و دل پسند و خوش گوار

و آنچه بنوشتی به من در باب اکل و شرب خود — انتظامش هیچ مشکل نیست بر من زینهار

در دو سه روز دگر بنویسمت تفصیلِ حال — تا چگونه بوده باشی فارغ از این اضطرار

خشک شکل گر شماری ترا زان آسان تر است — می توانم کرد در این باب هم قول و قرار

گر جوابِ نامه خواهی هیچ تعجیلی مکن

وقتِ من محدود و کارِ من بهر ساعت هزار

هوالمعزّ

سنه ۱۸۹۰ء

زسال سیزده صد هم نود و هفت شمار (۹۰) مجسٹریٹ به اعزاز گشتم از سرکار

به هفت سالِ دگر رتبهٔ دوم دادند — زسالِ هفت دگر رتبه اول ست بکار

(شب بین ۳۱ اکتوبر و یکم نومبر سنه ۱۹۳۳ء)

هوالغفور الرحیم

هر چند گنه گارم و ناشکر و خطا دار (۹۱) رزّاق دهد رزق و کند رحمتِ بسیار

با دوست وفادارم و فرمان بپذیرم — یک ره بغلط هم نکند شفقت و ایثار

۱۰ لیکن به من نکند شفقت و ایثار

---

۱ نیز ملاحظه باشد شماره ۱۰۰ مرتب

میوه هائے او لطیف و چاشنی دار و حسین — نازک و خوش بو و خوش صورت لذیذ و خوش گوار

از زمینِ او چه گویم آسمانِ رفعت ست — خاکِ آں را نامیه شد چاکر و خدمت گزار

خاکِ تخمِ سوخته گر افگنی بالائے آں — اندکے آید که تا بالد درختِ شاندار

آفریں بر ساکنانش صد ہزاراں آفریں — ہر یکے مہماں نواز و نیک خو و نامدار

فی المثل گر کوه بینی تاں ملکِ جنت ست — بیگماں حور و ملائک ساکنانش را شمار

سوخته جان و پریشاں وار اینجا آمدم — از ہجومِ کارِ خویش و فکرِ کالج زیر بار

آنریبل برن و لیڈی برن خاتونِ گزیں — مہر پرور، مہر گستر، مہربان و مہربار

از عنایت ہائے بے پایاں مرا بنواختند — بنده ام ممنون ایشاں و محب و جاں نثار

لارڈ مسٹن[1] حاکمِ ذی ہوش و راد و نامور — لطفہا فرمود بر من بیکران و بے شمار

اندریں حالت فقط آسوده بودم پنج روز — ناگہاں[2] آمد خیالِ کار و افکارِ ہزار

از پلنگ بر جستم و ناگه زجا بر خاستم — وانز فرازِ کوه بس دیوانه وش کردم فرار

آمدم چوں در علی گڑھ خسته و تفته چه پا — سر بزانوئے تفکر بود جاں در خلفشار

کالج و مزمّل و مزمّل و افکارِ قوم

طول اللیل مغتم[3] طول التجلی الہم

جائے ایں مصرعه خالی بود ـ من ہمیده سا تر کرده ام (۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

مرتب

---

[1] زمان ایں سیر موسم گرما در سالے مابین ۱۹۱۰ـ۱۴ء باشد که سر جمیں مسٹن (حال لارڈ مسٹن) ہم درآں زماں حاکم (لفٹنٹ گورنر) ایں صوبجات بود   مرتب

[2] نواب صاحب مرحوم از کار و بار مستقر خود دور ماندن ہیچ گاه پسند نمی فرمود و تمامی راحت و آسائش خود در مصروفی و کار ہائے خود می دانست ـ نیز آب و ہوائے سرد با مزاج او نمی ساخت   مرتب

هوالوالی

چو زیرکی۔ ز غرض مند دوستی کم گیر (۹۵) ز بے غرض اگرت ممکن است۔ محکم گیر
ز سفلہ ہیچ نیابی فلاح و بہبودی ز قطرہ ہیچ نہ خیزد۔ قرابہ از یم گیر

(شب ما بین ۱۹ و ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

ز

نگاہ دار خدایا مرا تو از غماز (۹۶) بہر کجا کہ رود فتنہ ہا کند آغاز
نعوذ باللہ ازیں دشمنانِ دوست نما ز گرمی بر ند از دوستاں بدشمن راز

(شب ما بین ۲۸، ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

دلا ہمیشہ بہ اصلاحِ حالِ خود پرداز (۹۷) ستیزہ با ستمِ دشمناں مکن آغاز
بہ خلق و رفق و مدارات زی بدشمن و دوست "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز"

(شب ما بین ۱۱ و ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

سخنے گویمت بصیغۂ راز (۹۸) مکن از حدِّ خود بروں پرواز
ورنہ گویم بطورِ استہزاء "دست کوتاہ و آستین دراز"

(شب ما بین ۲۲ و ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

پیر گشتی مگرت حرص جوان است ہنوز (۹۹) دلِ تو در پئے آمال دوان است ہنوز
یک دو ساعت چو من اندیشۂ فردا مکن فرصتت باد کہ در جسمِ تو جان است ہنوز

(شب ما بین ۱۱ و ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۹۲)

بعہدِ حضرتِ جی ایچ ہریسن ‌ ‌ ‌ کہ بود اندر علی گڑھ او کلکٹر
رئیسانِ ضلع (ہندو و مسلم) ‌ ‌ ‌ بنا کردند ایں فرخندہ ٹاور[1]
"ہریسن ٹاورش" موسوم کردند ‌ ‌ ‌ زراہِ شکر از اخلاص بے مر
پس از مرگش برائے یادگارش ‌ ‌ ‌ نصب کردند ایں لوحِ منور
بروح ہریسن بخشد خداوند
تعالیٰ شانہ اللہ اکبر

(۹۳)

بر شاہ راہ دادوں جی حافظِ مظفر[2] ‌ ‌ ‌ کردہ بناء چاہ و باغِ لطیف منظر
تاریخ فی البدیہہ مزمّلِ سخندان ‌ ‌ ‌ گفتہ بہ سالِ ہجری باغیچۂ منوّر
۱۳۱۶ھ

(منور نام برادر حافظ مظفر ست۔ بمقام بھیکم پور قلعہ جدید ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء بساعت چہار بعد نیمروز)

(۹۴)

ز دوستاں ہمہ دورم ز دشمناں محصور ‌ ‌ ‌ دلم ز آتش فرقت کباب و تن رنجور
یکے تسلّیِ خاطر بود کہ خالقِ من ‌ ‌ ‌ سمیع ہست و بصیر و نیست از من دور
(شب ما بین ۲۴ و ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] منارۃ الساعۃ (کلاک ٹاور) کہ در ۱۸۹۳ء پیش عدالت ججی باہتمام خاص محمد عبد الجلیل خاں صاحب مرحوم رئیس بھیکم پور با تمام رسید و باسم "ہریسن ٹاور" موسوم گشت۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم می فرمودند کہ او شاں ٹاورے بایں خوبی و موزونی ہیچ جا (حتّٰی در شہرہائے برطانیہ) ندیدہ بودند۔ و من بندہ ہم در بلدے از بلادِ ہند ایں چنیں ندیدہ ام ‌ مرتب

[2] مردے خوب مرغوب از متوسلان ریاست بھیکم پور قدیم ‌ مرتب

(۱۰۳)

صفائے قلب گزین و گزر ز نخوتِ خویش — ز نیشِ کبر و تجبّر مساز دلہا ریش
بعلم و فضل تفاخر مکن که روزِ جزا — به یک پشیز نیرزد غرورِ مذہب و کیش

(۳ راگست ۱۹۳۳ء)

(۱۰۴)

نازاں مشو بکثرتِ احباب و جمعِ خویش — دل ہائے زارِ خستہ دلاں را مساز ریش
بگزار افتخار و مباہاتِ علم و فضل — پیشِ خدائے ہیچ نیرزد غرورِ کیش

ص

(۱۰۵)

ز دوستانست مرا آرزوئے درد اخلاص — که دشمناں به دغل می کنند قصدِ قصاص
دریں زمانه ز انصاف نیست کس آگاه — نه از گروهِ عوام و نه از گروهِ خواص

(شب ما بین ۲۰ و ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۶)

اگر ز مشکلِ ایام قصدِ تست خلاص — بنائے کار مکن استوار از اخلاص
خلوص چیزِ دگر ہست و حیله چیزِ دگر — که اشرفی نتواں ساخت از حدید و رصاص

(شب ما بین ۱۱ و ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ض

(۱۰۷)

دلِ سیاه چو قیرست و موئے راست بیاض — چه حاصل ست به دیوانگاں ز سیرِ ریاض
گنه گزار و دل از یادِ حق منور کن — که ہست در دو جہاں قدرِ عابد و مرتاض

(شب ما بین ۲۵ و ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

[illegible]

در ریل - بتاریخ ۱۱ر نومبر ۱۹۳۳ء موزوں شد۔

هوالمعظم

(۱۰۰)

سرگزشتِ عاشقِ مسکیں مپرس پیچ و تابِ کاکلِ مشکیں مپرس

دست سوئے او کنم - نیشم زند غصّهٔ ایں افعیِ بے دیں مپرس

(تسب مابین ۲۲ و ۲۳ر اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۰۱)

اے عزیز از دل بروں کن مایهٔ حرص و ہوس قوت کز محنت فراہم کردهٔ بہ تو بس

از قناعت عزتِ دنیا و دیں حاصل بکن پندِ حزّمل شنو - ہوا مشو ہمچوں مگس

۱۸ر اکتوبر ۱۹۳۳ء

(۱۰۲)

سلیماں[۱] آنکه در دنیاست شورِ کلکِ پرزورش نگاہِ لطف یکساں ست بر بینا و بر کورش

تعجب با مکن گر با حزّمل لطفها دارد "سلیماں با ہمہ حشمت نظر با بود با مورش"

(بوقت علی الصباح ۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۳ء مقام الہ آباد)

۱؎ نیز ملاحظه باشد شماره ۹۰ مرتب ۲؎ آنریبل ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان ایم اے (کنٹب) ایل ایل ڈی، بیرسٹر ایٹ لا، سابق چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ، حال جج فیڈرل کورٹ انڈیا، وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ مرتب

(۱۱۳)

دلیر باش و ز جورِ عدو مشو غمناک — زتند بادِ حوادث پُرد خس و خاشاک

ہزار حیلہ کند دشمن از سیہ بختی — ترا حساب چو پاک ست ز احتساب چہ باک

(در سفرِ ریل بہ اثنائے واپسی الہ آباد - ۱۶ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(قطعہ بتقریب عید الضحیٰ بجواب عید کارڈ مرسلہ نواب حافظ محمد احمد سعید خاں صاحب چھتاری)

(۱۱۴)

جشنِ عیدِ البقر مبارک — قربانیِ شیرِ نر مبارک

مزملِ اوفتادہ رنجور — گوید - سفر و حضر مبارک

(۵ر مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ۱ر ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ)

(۱۱۵)

چو دوست با تو مخاطب شود بگو لبیک — زخصم نیز مکن بخل از سلامٌ علیک

بقدرِ خلقِ تو در خلق قدرِ تو باشد — مزمل از تو کند عرض و اختیار لدیک

(اثنائے راہ بھیم پور بوقت واپسی الہ آباد - ۱۷ر اکتوبر ۳۳ء)

(۱۱۶)

زتند بادِ حوادث دلا مشو دلتنگ — زمانہ گہ بہ سرِ صلح ہست و گاہ بجنگ

بجائے خویش بماں استوار و با تمکیں — ز بادِ تند زیاں کے رسد بہ پشتۂ سنگ

(شب مابین ۱۷ و ۱۸ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۷)

مباش در طلبِ جاہ و در خیالِ محال — خیالِ بیہُدہ پختن بجانِ تست وبال

زفکرِ ماضی و مستقبل ست دل پرخوں — بحالِ خویش قناعت کن و زغصہ منال

(در شب مابین ۲۰ و ۲۱ر اکتوبر ۱۹۳۳ء در پنج دقیقہ موزوں کردہ شد)

(۱۰۸)

غ

زبانِ خود مکن آلودہ از کلامِ دروغ　　دروغ گوئے نیابد بہ ہیچ گاہ فروغ
ز مکر تیرگیِ کذب گر سفید کنی　　بجائے شیر کسے کے خرد پیالۂ دوغ

(سہ پہر ۲ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۹)

ف

زمانہ طرزِ نوی بست و شد براہِ خلاف　　نہ مذہب و نہ ادب شرم و نے وفا و عفاف
لباس نیم برہنہ، بروت و ریشے صاف　　نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ جملہ معاف

(دو پہر ۲ر دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۰)

ق

فراقِ یار چو زہر است و نیستش تریاق　　نہایتش مرضِ دق و ابتدایش مراق
ز کار آخر او ہست التفتِ[لے] ساق بساق　　بحکمِ آیۂ قرآں ست سوئے رب مساق

(بہ اثنائے راہ بھیکم پور بوقت واپسی الہ آباد در موٹر درجی
بوقت شب مابین ۱۷ و ۱۸ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

لے اشارہ بآیۂ کریمہ "والتفت الساق بالساق الی ربک یومئذ المساق" مرتب

(۱۱۱)

اکثرے اعمالِ ما از نہی و امر　　ہست بر حسبِ رواج و شرمِ خلق
خالصاً للہ کم کارے کنیم　　از رہِ مکر و دغا پوشیم دلق

(بوقت افطار ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۲)

ک

اے مظہرِ شانِ خالقِ پاک　　چنداں کہ سزاست "ما عرفناک"
در شانِ تو آمدہ حدیثِ قدسی　　"لولاک لما خلقت الافلاک"

(۱۹ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲۲)

اسپِ آمیر نام سبک گام و خوش خرام — در عرصۂ مسابقہ کالبرق فی الظلام
در زیرِ رانِ بندہ بمیدانِ ترک و تاز — سبقت ببرد بر ہمہ اسپانِ تیز گام

(شب ما بین ۱۶ و ۱۷ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲۳)

امشب بخواب در حرمِ کعبہ بودہ ام — بر آستانہ ناصیۂ عجز سودہ ام
جانم فدائے لذّتِ ایں خوابِ خوش گوار — مزمّل ایں چہ گوئے سعادت ربودہ ام

(۵ و ۶ اگست ۱۹۳۳ء)

(دیگر)

(۱۲۴)

در خواب حج کردہ ام و کعبہ دیدہ ام — در دامنِ مراد گلِ شوق چیدہ ام
یا رب چنیں بکن بہ طفیلِ حبیبِ خویش — بیدار بینم آنچہ کہ در خواب دیدہ ام

(شب ما بین ۵ و ۶ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۲۵)

آہوئے شاخ دار کہ چیتل بود بنام — بسیار خوب صورت و خوش وضع و خوش خرام
در کوہسار کالا ڈھنگی[1] شکار شد — واپس شدم بہ لکھنؤ فرحان و شادکام

(۱۲۶)

تا جواں بودم ہوائے عشقِ جاناں داشتم — جانِ مضطر، دل چو اخگر، سینہ بریاں داشتم
حالیا پیرم۔ نہ پیراں بوالہوس بودن بد است — دل ز عشق و عاشقی بر داشتم، بر داشتم

(شب ما بین ۲۱ و ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] از مضافاتِ کوہ نینی تال۔ مرتب

(۱۱۸)

هر روز و شب ز عمر تو سازند ماه و سال — هر روز روزِ غم بود و شب شبِ ملال

گاهے اگر بہ عیش رسی شادماں مشو — ہر لحظہ چوں ز عادتِ دنیاست اختلال

(شب مابین ۲۴ و ۲۵ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۱۱۹)

کتابِ خوب و مرغوب ار بدست آید ترا اے دل — برائے خواندنش فرصت و آسائش بود حاصل

غنیمت داں چو ایں نعمت ترا ایزد عطا کردہ — منزل خوش نشین و علم را داں حلِّ ہر مشکل

(شب مابین ۲۱ و ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲۰)

نصیحتے کنمت گر رسد بہ سمعِ قبول — حذر کن از سخنِ واہیات و نامعقول

زباں کلیدِ درِ گنجِ صدق و اخلاص ست — ہزار حیف کہ مصرف بود کلامِ فضول

(ایضاً)

هو العليم الخبير

وفائے عہد کن و بگذر از کلامِ فضول — مکن بہانۂ بے کار و حیلۂ مجہول

بترس از غضبِ کبریا و خیرہ مشو — وفائے عہد بہ پیشِ خدا بود مسئول

(شب مابین ۳۰ و ۳۱ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۲۱)

گرچہ من پیر و نحیف و ناتوان و خستہ ام — دل نشیں باشد و لے ہر مصرعۂ برجستہ ام

فیض یابم از دبستانِ کمالِ سنجری — ہست افسون در کلامِ شستہ و شائستہ ام

(۱۹۳۳ء)

یارب طفیلِ بذلِ سخیّانِ مال دار	یارب بحقِ صبرِ فقیرانِ بے درم
عمرِ حبیبِ من شود از صد ہزار بیش
ابر دلِ رقیب رسد ناوکِ ستم

(۱۲۹)

ما بناچار اسیرِ غمِ ہستی شدہ ایم	از نشیمن گہِ افلاک بہ پستی شدہ ایم
رفتہ از خاطرِ ما کل من علیہا فان	غافل از فکرِ فنائیم و بہ مستی شدہ ایم

(از دو سہ شب بخیال بود و بہ اثنائے راہ علی گڑھ در موٹر موزوں شدم)

(۱۳۰)

بد گوئی و بد دانی و بد خوانیم اے دوست	من نیک ترا گویم و ہم نیک بدانم
اے کاش ز بد گفتنِ تو نیک شوم من	مخلوق ترا نیز بداند چو بدانم

(شب ۲۶ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۱۳۱)

کسے نیست تا بشنود داستانم	بہ ملکِ عزیزاں چو بیگانگانم
ز چیزے کہ می دانم ایشاں ندانند	ز چیزے کہ دانند چیزے ندانم

مصارع ثلث آخرہ بوقت صبح و مصرعہ اولی بوقت سہ پہر ستم جنوری در بھیکم پور موزوں کردہ

(۲۰ جنوری ۱۹۱۹ء)

(۱۳۲)

نہ کس رازجوئے نہ کس راز دانم	نہ کس ہم صفیر و نہ کس ہم زبانم
دریغا مزمل کسم نیست ہمدم	میانِ عزیزاں چو بیگانگانم

(بوقت سہ پہر بتاریخ ۲۰ جنوری ۱۹۱۹ء بمقام بھیکم پور
موزوں کردہ شد)

[illegible marginal notes]

(۱۲۷)

شبے بخواب یکے طرفہ ماجرا دیدم — سفید ریش بزرگے چو پارسا دیدم
بمن بگفت کہ خیّامم اے مزمّلِ محو — دعا رساں بہ سلیمان[1] کز و وفا دیدم

(شب مابین ۱۸ و ۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲۸)

دی شب بمن ز ہاتفِ غیبی ندا رسید — کاے بندہ تا کجا بودت درد و رنج و غم
تا چند نالہ می کشی و جامہ می دری — تا چند سینہ را کُنی از ناخنِ الم
تا چند سر بجیبِ تفکر فرو بری — تا چند دیدہ را کُنی از اشک ہمچو یم
تا کے غریقِ لُجّۂ دریاے درد و رنج — آخر چرا است ایں ہمہ طغیانِ غمّ و ہم
اے بے خبر مگر نشنیدی حبیبِ[2] تو — ق — وے بے خبر مگر نشنیدی کہ ابنِ عمّ
دی روز شد بہ شاہدِ مقصود ہمکنار — امشب بنو عروس طرب گشتہ است ضم
عقدِ نکاحِ حضرتِ حسرت بہ بستہ نقش — می خواں تو اِن یکاد و بر خسار او بدم
بردار دست از خرد و ہوش و ننگ و فکر — برخیز و بادہ طرب افگن بہ جامِ جم
ساقیت گو کہ ہوش رباید ز جامِ مے — مطرب کجاست کر کندت تا بہ زیر و بم
ہاں خیرہ باش و جامۂ تقویٰ بہ تن بدر — ہاں چیرہ باش بوسہ بزن بر رخِ صنم
تا از شرارتِ تو شود قلب عیش شاد — تا از ظرافتِ تو شود پشتِ زہد خم
چنداں بنوش بادہ کہ خُم با شود تہی — آں قدر بذل کن کہ شود کیسہ بے درم
مزمّلا بس ست ز عشرت کنارہ گیر — بہر دعاے یارِ جواں برکشاے فم

---

[1] مولوی حاجی سیّد سلیمان ندوی صاحب مدیر رسالہ "معارف" و ناظم ندوۃ العلما — مرتب
[2] نواب صدر یار جنگ مولوی محمد حبیب الرحمن خاں شروانی — مرتب

من کیستم چه کاره ام و تا چه بوده ام — حیرانم از خرابی و آشفته حالیم

نے پیشوای خلقم و نے مقتدای قوم — نے فخر رازیم نه امام غزالیم

نے رند میگسارم و نے شیخ توبه گرم — نے محتسب که دست کند گوشمالیم

نے زاهدم که سبحه و سجاده آورم — نے صوفیم که سر بود از حال و قالیم

نے شیر گرسنه که ز آزار خلق سیر — آمادهٔ فریب نه چون شیر قالیم

نے چون مرید نعرهٔ لاریب می کشم — نے همچو فلسفی خرش و احتمالیم

نے همچنان جناب مشیخت مآب تند — نے بے وقار و مبتذل و لاابالیم

نے پر چو بطن زاهد از خوان اغنیا — نے گوش خلق کر کنم و کوس خالیم

نے مدعی جاهم و نے مدعی خلق — نے تنگ دستم و نه چو سرکار عالیم

نے شکوه از جهالت و نافهمی بود — نے فخر بر شعر خودم و خوش مقالیم

بیچاره سر به جیب ندامت فگنده ام — بارهٔ گناه بر سر و جان انفعالیم

از بخت دل کبابم و افسرده جگر — باشد شراب ناب به جام سفالیم

مارا سرے به مال حرام و به غصب نیست — یک لقمه بس ست ز اکل حلالیم

یک بندهٔ غلام جناب محمدم — آزاد از دو عالم و عبد بلالیم

هرزه ملا به لاف و گزاف ار سخن کنم
استاد سنجرت بدهد گوشمالیم

(۱۳۷)

قصه و داستان نمی گویم — سخن از این و آن نمی گویم

گله از قوم و شکوهٔ احباب — وحی از آسمان نمی گویم

چشم فتان و عارض گلگون — نرگس و ضیمران نمی گویم

هوالعزیز

(۱۳۳)

نہ کس ہم رکاب و نہ کس ہم عنانم — نہ کس ہم خیال و نہ کس ہم زبانم
نہ کس غمگسارے نہ کس دردمندے — فقط یک ہمیں بود مہربانم

(بمقام علی گڑھ یوم صباح سیزدہم فروری ۱۹۳۲ء مورد [illegible]
[illegible] [1] [illegible]
مرتب

(۱۳۴)

بدم خوانی و بدگوئی و بد دانی ہمی دانم — ترا من نیک خوانم نیک گویم نیک می دانم
زبد دانی تو شاید کہ من نیکی بیاموزم — ترا اے کاش ہر کس آں چناں داند کہ من دانم

(۲ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۳۵)

قبولِ خاطرِ اقبال[2] گر شود سخنم — ہزار شکر کنم صد ہزار فخر کنم
چو اوست بادشہِ کشورِ سخن دانی — وظیفہ خوار ز سرکارِ ذوالجلال منم

(۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء سہ پہر بہیم پور)

بسم اللہ العلی العلیم

(۱۳۶)

اے دوستاں سرے بہ پریشاں خیالیم — گوشے خدائے را بہ بیانِ ملالیم
سہ ماہ بیش نیست کہ تا شعر گفتہ ام — ہرگز نہ کہنہ مشقم و نے دیر سالیم
حاشا کہ لافِ شعر و بلاغت مرا سزد — فردوسیم نہ سعدیم و نے ہلالیم
گستاخم ار مثال ز پیشینیاں زنم — باللہ کہ من نہ شبلی و داغم نہ حالیم

---

[2] ڈاکٹر سر محمد اقبال ایم اے، پی ایچ ڈی، ایل ایل ڈی، بیرسٹر ایٹ لا شاعر شہیر مرتب

قدرِ من گر کنند اہلِ سخن
پس بگویم کہ ہاں نمی گویم
دگر از عرضِ بندہ بیزارند
فاش گویم کہ ہاں نمی گویم
پس مزمّل بجا فسُنی بنشیں
ایں سخن رائیگاں نمی گویم

(۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۳۸)

گرچہ خود مبتلاے حمّیٰ[1] ایم
خبرِ خیرت ازخدا خواہیم
تا رود خط را اگر جوابے نیست
باز فرما چہ راہ پیمائیم

(۱۳۹)

ما خیر خواہِ ملک و سرکار بودہ ایم
وقتِ تعب معاونِ ہر کار بودہ ایم
در حاجتیم و ہیچ یکے اعتنا نہ کرد
گویا کہ مدّ فاضل و بے کار بودہ ایم
(باثنائے سفر الہٰ آباد در ریل ۴ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۰)

ادیب و شاعر و سیّاح فیلسوف و حکیم
بہ علم ڈاکٹر و نائٹ[2] از پئے تعظیم
بہ شعر مجتہد و ماہرِ سیاست ہم
بگو کسے است چو اقبال واجب التکریم
(۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۱)

مدّعی درس دہ خیرہ ز حالاتِ قدیم
بعبارات ملمّع بہ بیانات سقیم
بندہ اش درس دہم جملہ بحالاتِ جدید
کہ نگر سوئے خود و شرم کن از ربِّ علیم
(شب مابین ۱۷ و ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء)

---

[1] تاے مخاطب مرتب [2] ڈاکٹر سر محمد اقبال مرتب

مهر و قهر بتان سیمین[1] را — جان ده و جانستان نمی گویم

ناصح و زاهد و طبیبان را — خرد نادان جهان نمی گویم

سخن از مدح و ذم نمی آرم — وصف بهمان فلان نمی گویم

مختصر قصّه‌هاے دور از کار — از شهان و یلان نمی گویم

عرض حال ست پیش استادان — قصه بر زبان نمی گویم

من نادان جوان و آزادم — قد چو سرو روان نمی گویم

دوده افغان وایله شروانی — گرچه پشتو روان نمی گویم

مورثانم سپاهیان و امیر — رستم و ارسلان نمی گویم

لله الحمد و لله المنّت — سیم و زر را گران نمی گویم

عالم و فاضل و خرد آگاه — خویش را بے گمان نمی گویم

سخن از تازی و ز انگریزی — نتوان گفت کان نمی گویم

فارسی آنچه می توان گفتن — حاضر ست[2] پیش ازان نمی گویم

این که گفتم ضرورتاً گفتم — از چنین و چنان نمی گویم

مرد کارم کثیر الاشغالم — یک یکے را بیان نمی گویم

مستزاد ست کان درین ایام — شعر گویم نهان نمی گویم

چند ماه است شاعرم گفتند — فخر هندوستان نمی گویم

اوّلین نظم نوحۂ گفتم — خوب یا بد چسان نمی گویم

بعد ازان آنچه گفته ام پیش ست — که عیان را نهان نمی گویم

---

[1] در مسوده دمبیضه جاے این لفظ خالی ست۔ من بنده پر کرده ام مرتب

مرتب

[2] سکتۂ این مصرعه را شاید باین طور رفع می توان کرد کہ کم و یا بیش الخ مرتب

(۱۴۶)

دریغ آیدم از فقنۂ سیہ کاراں — کہ خونِ ناحقِ عمالؓ[لہ] را کنند رواں
بزعمِ خویش ہمہ خیرخواہِ ملکِ خود اند — نعوذ باللہ اگر گرگ است کارِ شباں

(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

نعوذ باللہ اگر گرگ ہست کارِ شباں

(۱۴۷)

اے خوشا روزے کہ بطحا یم وطن خواہد شدن — فارغ از فکرِ معاصی جان و تن خواہد شدن
دل ز یادِ ماسوا آزاد و از گیتی نفور — پاک از خاشاک و خس صحنِ چمن خواہد شدن
پا برہنہ سر برہنہ با خضوع و با خشوع — بر زباں لبیک یا مولائے من خواہد شدن
گاہ چوں پروانہ باشم گردِ بیتش در طواف — جبہہ ام گہ سودۂ سنگِ کہن خواہد شدن
گاہ زیرِ سایۂ دیوارِ کعبہ سایہ کش — گہ بکامِ تشنہ ام زمزم لبن خواہد شدن
گاہ دستانم بسوے آسماں باشد دراز — گاہ بر دامانِ کعبہ چنگ زن خواہد شدن
گاہ سیلِ اشک از چشمم رود چوں آبِ جوے — قطرۂ ہر اشک چوں دُرِّ عدن خواہد شدن
نعرۂ توبہ برآرد از گناہانم دمار — جانِ من ایمن ز مکرِ اہرمن خواہد شدن
اے زہے قسمت اگر بر گوشم آوازے رسد — "کہ مخور غم شاملِ الطافِ من خواہد شدن"
یک تعلق باز ماند در دلم از ملکِ ہند — کہ بدل ذکرِ حبیبِ خوش سخن خواہد شدن
بعدِ حجِ خانۂ کعبہ کنم قصدِ سفر — ایں سفر بر جانبِ جدّ الحسنؓ خواہد شدن
جاں بنالہ ز اشتیاقِ دیدنِ بیت الرسولؐ — بر گلویم از ولاے او رسن خواہد شدن
طرقوا گوید عرب از جانِ من خیزد طرب — ناقۂ من رشکِ آہوے ختن خواہد شدن
اندراں وادی شود خارِ مغیلانم حریر — غیرتِ جنّاتم اطلال و دمن خواہد شدن

لہ باشد کہ اشارۃ بسوے فوضیتونِ بمباز رفتہ باشد — مرتب

بسمہ تعالیٰ شانہ

ن

(۱۴۲)

حاجی حافظ علی اکبر خاں[1] ایم اے وشاعرِ فصیح بیاں

سالِ عقدش ہو بنسہ خاتون نوزدہ صد و سی و سہ می داں ۱۹۳۳ء

(شب مابین یکم و ۲ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴۳)

پدر بلند مراتب حبیب[2] رحماں خاں پسر چو خان بہادر عبید[3] رحماں خاں

پدر برادر و پورش عزیز جانِ من است مزمّل است دعاگوے ہر دو با دل و جاں

(در خواب شب مابین ۲۰ و ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء بمقام بیکم پور)

(۱۴۴)

بسا شگفت و عجب آیدم ز بے خبراں کہ اعتبار بود بر دلائے بے ہنراں

الا کہ از شجرِ بے ثمر تو بر نخوری مباش بے ہدہ در بندِ مکرِ حیلہ گراں

(شب مابین یکم و ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

وَالْعَصْرِ

(۱۴۵)

قسم بعصر کہ انساں ہست در خسراں مگر کسے کہ عمل نیک کرد با ایماں

بحق و صبر تمسک نمود با دلِ شاں مزمّل ایں ہمہ ارشاد ہست در قرآں

(شب ۱۸ و ۱۹ اگست ۱۹۳۳ء)

---

[1] حافظ مولوی حاجی علی اکبر خاں شروانی ایم اے (خلف اکبر حافظ حاجی زکریا خاں صاحب) از نواب صاحب واسطہ قرابت قریبہ دارند۔ ادیب است خوب و شاعرے است مرغوب و لے وا ے کہ تعلق و کنج خمول را محبوب دارد۔ "انہ کان ظلوما جھولا" مرتب

[2] نواب صدر یار جنگ بہادر

[3] خان بہادر مولوی حاجی عبید الرحمٰن خاں شروانی ایم ایل اے ٹریژرر و قائم مقام وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی مرتب

بکنہ ذاتِ حق اندیشہ را ادراک ناممکن
کا م او صفاتش را بہر عنواں بود معلن
تعالیٰ شانہ الباری کہ خود فرمود در قرآں
ھوالاول ھوالاٰخر ھوالظاھر ھوالباطن

(۱۵۱ باثنائے راہ علی گڑھ در موٹر شام ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(۱۵۲)
شاعری جذباتِ نفسانی ست از نیک و زبوں
آنچہ در آمد خیالش گفت بے چون و چگوں
تا نہ پنداری کہ ہر شاعر بگوید آنچہ کرد
ہست در قرآں یقولون ما لا یفعلون

(شب مابین ۱۷ و ۱۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

صدق اللہ العلی العظیم

(۱۵۳)
کذب را بگزار و راہِ صدق بیں
خوار و بے قدر ست کاذب بالیقیں
ایں فقط دنیاست در دیں ہم نگر
لعنت اللہ آمدہ بر کاذبیں

(شب مابین ۳۱ اگست و یکم ستمبر ۱۹۳۳ء)

ھواللہ الصمد

(۱۵۴)
دل از زنگِ کدورت پاک ساز و آشتی گزیں
بلائے دشمنی بربادیِ دنیا بود ہم دیں
اگر آسایشِ ہر دو جہاں خواہی تحمل کن
ھزمل نکتہ با دارد بیا و بشنو و بنشیں

(باثنائے سفر آگرہ در موٹر موزوں کردم ۱۰ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۵۵)
حمد خدائے عزوجل ربِ عالمیں
رحمٰن و ہم رحیم و ملاکِ یوم دیں
خالص ترا پرستش و ہم استعانت ست
بنمائے راہِ راست نہ مغضوب ضالیں

(۱۰ اگست ۱۹۳۳ء)

چشمِ من بر قبۂ اخضر چو افتد غش کنم
جانِ من با مرگِ شادی مقترن خواہد شدن

چوں بہ ہوش آیم دوبارہ باز از سر پا کنم
تا گزارم بر درِ شاہ[ؐ] زمن خواہد شدن

الصلوٰۃ و السّلام آں قدر آرم بر زباں
کہ جہاں از آں پُر از مشکِ ختن خواہد شدن

یا رسول اللہ گویاں جاں بر آید از تنم
ایں اگر خواہد شدن کاے زمن خواہد شدن

اے مزمّل غم مخور بر فضلِ یزداں تکیہ کن
در حجازت دور سر رنج و محن خواہد شدن

هو العلیم الخبیر

(۱۴۸)

سنّتِ حسّان ثابت شاعرِ شیریں سخن
گفتنِ اشعارِ عشقِ مصطفٰی[ؐ] خوب و حسن

ترکِ ایں سنت خدارا از منِ عاصی مخواہ
زاہدا اللہ بگزر از گمانِ سوءِ ظن

(۱۸ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۱۴۹)

زمیندا[1] را خدا را چشم وا کن
بہ حالِ خستۂ خود اعتنا کن

نبودی آں چناں کمزور ہستی
نہ گر مردی چو زن آہ و بکا کن

(الہ آباد۔ شب مابین ۱۴ و ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۵۰)

زاہدا نشۂ پندار ز سر بیروں کن
حذر از کبر و ریا و دغل و افسوں کن

رب غفور است و رسول اللہ رؤف است رحیم
تو برد خاطرِ ما خستہ دلاں محزوں کن

(شب یکم و دوم دسمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] آہ و بکا بر نامردی و زن کاری زمینداراں بمقابلۂ فتنۂ کانگرس — مرتب

اللہ اکبر

(۱۶۱)

اے کہ تلاشِ خداست در دلِ تو آرزو		چند بہ دیر و کنشت ہرزہ کنی جستجو
در خودیِ خود نگر نکتۂ از من شنو		معرفتِ ذاتِ خود معرفتِ ربِّ تو

"مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ" شب در رسالہ مضمون متعلق حدیث شریف مذکورہ دیدم۔
رباعی مذکور موزوں کردم ما ثبت بخیر باد (شب مابین ۲۳ و ۲۴ راگست ۱۹۳۳ء)

(۱۶۲)

معنائے ارشادِ نبی تہادَوا و تحابّوا		داند فقط مردِ سخی یعنی حبیبِ[1] نیک خو
بہرِ احبّا ہدیہا آرد کثیرؐ و بے بہا		از جا بجا از ہر کجا از سو بہ سو از کو بکو

(۲۹ رنومبر ۱۹۱۸ء)

(۱۶۳)

اے کہ سیم و زر بدست آوردۂ از جستجو		ہیچ می دانی کہ مصرف چیست اے فرخندہ خو
رو بہ بازارِ عمل چوں مشتریِ ہوشیار		صرفِ زر کن در خریداریِ اعمالِ نکو

(بہ اثنائے سفرِ آگرہ در موٹر موزوں کردم۔ ۱ راگست ۱۹۳۳ء)

(۱۶۴)

مَرد مَرو بہ رہِ کبر زینہار مَرو		برو بَرو بہ رہِ عجز و انکسار بَرو
بکن بکن عملِ نیک و راست گو می باش		مکن مکن دلِ مخلوق ریش و غرّہ مشو

(شب مابین ۲۷ و ۲۸ راگست ۱۹۳۳ء)

---

[1] تلمیح از تحف و ہدایا کہ مولوی حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی از حیدرآباد (دکن) بعد فائز شدن بر منصب صدر الصدوری امور مذہبی سرکارِ عالی آوردند و پیش کردند

مرتب

(۱۵۶)

در دورِ زرِ امروز اہل تن آسانی بیمار [illegible]

در دعہ ہر مکار دعوے محبت می کند — از گل تا ایں مدار امید بوئے یاسمیں

(شب مابین ۱۹ و ۲۰ یوم و شب ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

ھو الجمیل

(۱۵۷)

رفت دَور کاکلِ پیچان و چشمِ سرمگیں — جعدِ مشکیں قطع شد[1] نابود زلفِ عنبریں

وسمہ و پان و حنا و غازہ را قدرے نماند — فیشنِ یورپ شدہ مرغوبِ طبعِ مہ جبیں

(شب مابین ۲۶ و ۲۷ اگست ۱۹۳۳ء)

بسم اللہ الموفق والمستعان

(۱۵۸)

چہل سال زیستم بہ امیدِ وصالِ تو — دیدم بخواب لیلیٰ تجلی جمالِ تو

امروز از عطائے خداوندِ ذوالمنن — دستِ من ست و دامنِ عز و جلالِ تو

(بعد نماز صبح بر اسٹیشن سونی پت در ریل بہ اثنائے سفر واپسی مکہ معظمہ تاریخ ۱۹ اپریل ۱۹۳۵ء بوقت صبح موزوں کردم)

(۱۵۹)

شہا شاہنشہا اے جانِ مزمل فدائے تو — دعائے حاضری کردم چہل سال از خدائے تو

بحمد اللہ کہ اینک حاضرم بر عتبہٴ عالی — کفِ جود و سخائے تست و دامانِ گدائے تو

(ایضاً)

(۱۶۰)

مخلوقِ دو جہان بود مبتلائے تو — ہر کس بطرزِ خاص بجوید رضائے تو

مذہب ہزار باش و لیکن خدا یکے است — اے واجب الوجود مزمل فدائے تو

(شب مابین ۷ و ۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] تعریض بر قطعِ رشتۂ حیا و ایمان کہ دریں زمان علی الاعلان بمشاہدہ می آید — مرتب

(۱۷۰)

زنہار مکن شکوہ ز رفتارِ زمانہ — تا چند ز کوتاہیِ خود عذر و بہانہ
تو نیک بمان جملہ جہاں نیک نماید — گر خود تو بدی چند ز بیداد فسانہ

(باثنائے سفر آگرہ در موٹر موزوں کردم ۱۰ اگست سنہ ۱۹۳۳ء)

(۱۷۱)

گفتنِ اشعارِ عشقِ احمدی — منع شد بر من بہ حکمِ مولوی
نعت گفتن بر گنہگاراں حرام — عزمِ نیکی شد برائے من بدی

ی

(۸ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء)

(۱۷۲)

اے کہ از وضعِ زمانہ گلہا می داری — شکوہ از جورِ عزیزاں بزباں می آری
ہاں مگر غافلی از ماحصلِ کردۂ خویش — کہ ہماں می دروی آنچہ تو خود می کاری

(۱۳ اگست سنہ ۱۹۳۳ء)

(۱۷۳)

رنجورم و مہجورم احوال چہ می پرسی؟ — حیراں و پریشانم و بدحال چہ می پرسی؟
شب ہا ہمہ شب نزلہ و سردرد و بخارست — چوں حال چنین ست ز اعمال چہ می پرسی؟

(بجواب مزاج پرسی حافظ حاجی علی اکبر خاں فی البدیہہ در پنج دقیقہ بوقت
دوپہر بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۳۳ء موزوں کردہ شد)

(۱۷۴)

چیدہ است از ہر گلستانے گلے — سعدیِ وقت ست سیّاحِ قمے
بر مزمّل لطفہا فرمودہ است — اے خدا محفوظ دارش از غمے

(۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء)

هوالجمیل

(۱۶۵)

معشوقۂ طنّاز پری پیکر و خوش رو سیمیں بدن و لعل لب و چشم چو آہو
گلگونہ خد و سرو قد و کبک خرامے خوب ست اگر بوئے وفا دارد و خوش خو

(شب ما بین ۳۱ اگست و یکم ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۶۶)

یک چند بودم از راہ گمراہ ہر سو دویدم از راہ و بے راہ
حالا من و شوقِ بطحا و یثرب الحمد للہ الحمد للہ

(شب ما بین ۲۹ و ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۶۷)

بزرگی است بہ سہ نوع گر کنی تو نگاہ یک آنکہ از شکم مادر آورد ہمراہ
دگر کسے کہ کند حاصلش بعلم و عمل سوم چو من کہ بزرگش کنند خواہ مخواہ

(صبح ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

هوالقوی العزیز

(۱۶۸) (۱۹۱۱ء)

بہ سال یک ہزار و نہ صد و دہ مرا نوّاب کرد و نائب شہ
پے تبریکِ ایں انعام شاہی مبارک باد آمد از کہ و مہ

(۳۰ اگست ۱۹۳۳ء)

(۱۶۹)

دی شب بحرم بودم و امروز بخانہ لذت کش بسیار ز اشعار شبانہ
تعبیر بہ من گفت ابوبکر خردمند مقصود فقط حج بود حملہ فسانہ

(شب بخواب حج و طواف خانۂ کعبہ کردم - بیدار شدم و سرور موفور حاصل شد - ہماں وقت ایں ہر دو رباعی موزوں گردن افتاد - با اعتراف توجہ و قدردانی عزیز از جاں خاں بہادر نواب محمد ابوبکر خاں در دو دفعہ اے خواب بیداری موزوں کردم و بخدمت شاں فرستادم) (شب ما بین ششم و ہفتم اگست ۱۹۳۳ء)

قطعہ تاریخ و قصیدہ کہ بہ شکریہ یادآوری جناب منشی محمد المرتضیٰ علی صاحب شرر
کاکوروی، کہ بار سال تاریخ عقد فقیر سنت بجان من گزاشتہ اند گفتہ شد
اشتغلت بہ فی یوم الجمعة فی اربع وعشرون خلون من شہر المثنی
سنہ ۱۹۱ء وشغلت عنہ فی یوم الاثنین من تاریخ ستة وعشرون
فی شہر المذکور قطعة التی

"بہ بیت جدید آمدہ نو عروسی | بہ آقا ہمایوں بود شادمانی
شرر خواستم سال تاریخ ہجری | بگفتا "مبارک شود عقد ثانی""

۱۳۰۸

قطعہ کہ بشکر این جواہر پارہا گفتہ شدہ

شرر سال تاریخ عقدم نوشتہ ۱۷۹ | کہ نبود چو او کس ادیب اریبے
مزمّل سن ہجریش از سر بدل | بہ من گفت ہاتف عجیبے نجیبے

۱۳۱۷ سنہ ہجری

سر دل اب ۲

۱۳۱۹ سنہ ہجری

دیگر

جناب شرر مرد موجز بیانے ۱۸۰ | چو تاریخ عقدم بگفتہ لطیفے
مزمّل سن ہجریش از سر زیم | بمن گفت ہاتف عجیبے غریبے

۲

۱۳۱۷
۲
۱۳۱۹ھ

ماده تاریخ غلط است در ہجری البتہ فصلی درست است - لازم بود کہ اشارہ بکند فصلی ۱۳۰۸ مثلاً بگوید: شرر خواستم سال تاریخ فصلی - باز در وصل فصل شایستہ نباشد م

(۱۷۵)

پس از چل سال این معنی محقق شد بنادانی | مزمل راست استحقاقِ دعوائے مسلمانی
بہ پیری حکم شد تا جا ہلے فرسودہ چوں من | صدارت[1] را کند بدنام در بزمِ سخندانی

(شب ما بین ۲۴ و ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

(۱۷۶)

بمن حکم آمد از ارکانِ تعلیم[2] مسلمانی | کہ باشم صدر در بزمِ محاکات سخندانی
بہ پیشِ حلہ پوشانِ علومِ عقلی و نقلی | مرا شرم آید از بے مایگیِ خویش و عریانی

(شب ما بین ۲۴ و ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

(۱۷۷)

بمن خلعت[3] ز حکمِ نائب شہ گشت ارزانی | جبینِ ذرہ شد از پرتوِ خورشید نورانی
تماشا کن عطا و جود و بذلِ دولتِ برطن | بہ یک شرمندۂ تقصیر این الطافِ سلطانی

(۲۴ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۱۷۸)

بہ سالِ نوزدہ صد بست و دو (۱۹۲۲ء) از حکمِ سلطانی | شدہ نواب موروثی مزمل بندۂ فانی
مجازی ہست ذکرِ ارث و فکرِ حقِ موروثی | خدائے ماست خیر الوارثین از نصِ قرآنی

(۳۰ اگست ۱۹۲۳ء)

---

[1] صدارت آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس بمقام میرٹھ — مرتب

[2] آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس — مرتب

[3] بصلہ خدمات جلیلہ و ثمینہ کہ بدورانِ حربِ عظیم انجام دادند۔ آخر الامر خلعت و خطاب او بی ای یافتند — مرتب

رباعیات

(۱)

اے آنکہ ز عیش انتساب ست ترا — دنیا ہمہ بہرِ خورد و خواب ست ترا

در فکرِ فضول خود پرستی شب روز — این زندگیِ خویش عذاب ست ترا

(۲)

از عمر کہ شصت و ہفت سال ست ترا — ہر لحظہ ز حال قیل و قال ست ترا

گاہے غمِ دی و گہ بفکرِ فردا — القصہ کہ زندگی وبال ست ترا

(شب مابین ۲۶ و ۲۷ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۳)

اے آنکہ مدام مے بجام ست ترا — از عیش و طرب جہاں بکام ست ترا

امروز حرام را چو کردی تو حلال — فردا کہ حلال او حرام ست ترا

(شب مابین ۲۷ و ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۴)

مزمّل ما چہ حال بودہ است ترا — با دوست چہ قیل و قال بودہ است ترا

گہ مدح کنی کہ ہیچ بینش نیست — گہ شکوہ از و کمال بودہ است ترا

(شب مابین ۲۵ و ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۵)

اے آنکہ غمِ عمرِ رواں ست ترا — اندیشۂ عمرِ جاوداں ست ترا

تا زندۂ با خلقِ خدا نیکی کن — نیکیِ تو عمرِ جاوداں ست ترا

(۷ ستمبر ۱۹۳۳ء)

تا چند کنی بحث ز لفظ و معنی ۱۸۱ این حجت و تکرار بود لاعینی
زر زر زر چو هزار بار گوئی بزبان زر نیست اگر بدست بے زر مانی

(شب ما بین ۱۲ و ۱۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

نیکی به خلق گر به امید وفا کنی ۱۸۲ بے کار می کنی و پئے خود جفا کنی
اجرش اگر ز کس طلبی زجر می کنند اجرت دہد خدائے چو بہر خدا کنی

(باثنائے سفر آگرہ در موٹر موزوں کردم - ۱۰ ر اگست ۱۹۳۳ء)

۱۹۰۰ء

به سالِ نوزده صد قصر و قلعه ۱۸۳ بنا کردم بتائیدِ الٰہی
نماند نامِ من نماند ہیچ برجا فقط نامِ خدا ماند کماہی

(شب ما بین ۲۱ و ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

(۱۱)

خیام بگوید که جهان ست سراب
سرمایهٔ عیش و نشاط ست شراب
من نیز بگویم که جهان ست خراب
در مذهبِ من حاصلِ آں کارِ ثواب

ب

(سرِ شام ۲۲ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۲)

گویند که سرمایهٔ عیش ست شراب
بے کارِ حیاتِ تست بے بادهٔ ناب
مے خوردنِ تو برائے مستی باشد
بے بادہ منم مستِ ولائے احباب

(شب مابین ۶ و ۷ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۳)

دنیا طلبا نگویمت کاں مطلب
یا بہرِ معاش ساز و ساماں مطلب
فرق ست میانِ طلبِ باطل و حق
از مالِ حرام قوتِ جاں ہاں مطلب

(شب مابین ۲۸ و ۲۹ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۱۴)

در مسلمِ ہند خصلتے ہست عجیب
گر پیر و جوان ست و امیر ست و غریب
جملہ در غفلت اند و جملہ کاہل
الزام بہ تقدیر کنند و بہ نصیب

(شب مابین ۲۳ر و ۲۴ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۵)

روز ست بے معاش و تا شام مخسپ
در شغلِ عمل بباش و ناکام مخسپ
از خدمتِ خلق نامِ نیکو می جو
نامِ تو مزمّل ست و گمنام مخسپ

پ

(۱۸ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۶)

ای آنکہ بہ ہست و نیست اقتدار ست ترا — ہر کردہ و ناکردہ در شمار ست ترا
در ہستی و نیستی امانم می دہ — ہر کردہ و ناکردہ ام اختیار ست ترا

(شب مابین ۳ و ۴ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ھوالغنی

(۷)

ای کز تو ہزار شکوہ بودہ است مرا — یک عشوۂ تو ز جا ربودہ است مرا
دادی تو کتاب دل ز دستم بردی — خوش باش ز تو امید سود ست مرا

(شب مابین ۲۵ و ۲۶ ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۸)

ای آنکہ ز ہر بلا پناہی تو مرا — من بندۂ خوار و پادشاہی تو مرا
می دہ تو پناہم از بلای عصیاں — بنمای سبیل بی گناہی تو مرا

(شب مابین یکم و ۲ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۹)

بعہد میجر رجبت سنگہ[۱] افسر ما — منظم ست بہ ہر طور کار دفتر ما
غنیمت ار نشماریم عہد میمونش — ہزار حیف بر احوال ما و اختر ما

(۱۰)

ہموارہ دلم درد و سرم در سودا — روحم رسوا و در رہ حرص و ہوا
دادار کرم دہ کہ رودم آسودہ — دادم دہ کہ درد دل دارد رسوا

(شب مابین یکم و ۲ ر نومبر ۱۹۳۳ء)

۱؎ از روسای عظام ضلع مظفرنگر (صوبۂ آگرہ) و سکرٹری زمیندار ایسوسی ایشن صوبۂ مذکورہ کہ از ذوق ادب عربی و فارسی مشام را تازہ می دارد و کام را لذت بے اندازہ می دہد — مرتب

(مکتوب گرامی نواب صاحب مرحوم بنام محمد مقتدی خان شروانی

[illegible] - ۱۸ نومبر ۱۹۳۲ء

اقتدا مآب فضیلت انتساب مجمع اللغات و مستجمع الاشارات والکنایات والمطایبات و جامع الکلام والکلمات مدت مکارمکم و من تعارفکم و بارک الله فی [illegible] و من شرور حسابکم و احتسابکم آمین

السلام علیکم و رحمة الله و برکاته - نامه [illegible] طویل [illegible] [illegible] - [illegible] [illegible] [illegible] دو شعر [illegible] گذشت [illegible] [illegible] می شود [illegible] ے

[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

[illegible] گذشت [illegible] [illegible] گر قبول افتد زہے عز و شرف -

بسم الله الغفور الرحیم

زجر و توبیخ شما بر سرِ این بنده چرا ست | رائگاں خدمت و الزامِ خطا از چه رواست
خیر ا مزمل بیچاره خطا کارے هست | فاعفوا واصفحوا آخر نه سزاوار شماست

این ست جواب نامهٔ تهدید شمامه جواب شما - حالا عرضِ حال شمامت اشتمال این فقیر حقیر سراپا تقصیر ملاحظه فرمایند - یعنی با همه آشوبِ چشم و دل پرآشوب دفتن چشم براه قدم رنجه فرمودنِ حضرت شما می باشم - عزیزی صابر علی خاں با وجود کسلِ طبیعت و گونه حرارت عارضی آمده اند و قرار کرده اند که صباح یک شنبه بستم نومبر اگر رونق افروزیٔ شما منزل مرکوز خاطر ارشاد مآثر باشد و شکر الله خاں صاحب هم اگر آں جا هستند همرکاب باشند این جا بندهٔ عاجز خود صابر علی خاں و نور العابدین خاں باهم باشیم و اگر تدبیرے برائے حل کارهائے مالاینحل رود بهر خوب ست آینده هرچه رضائے شما - والسلام -

خاکسار اقتدا شعار سراپا گناه خیرخواه
مزمل الله غفرله الله وعافاه

ے مراسلت این چنین مکاتبت بزمانے اتفاق افتاد که هر یکے از مایان خوں می گریست و سوے پایهٔ عرش منتقم حقیقی و خوں می نگریست   مرتب

(۱۶)

پیری و سرت سفید و دندانت ریخت
سمع و بصرت هست به آهنگِ گریخت
در آخرِ عمر باش در فکرِ معاد
زان پیش که گل به گل بخواهد آمیخت

(شب مابین ۲۷ و ۲۸ ستمبر ۱۹۳۲ء)

اللّٰه باقی من کلّ فانی

(۱۷)

در عرصهٔ عمر کار با گردم سخت
گه یار و گہے فرار بود از من بخت
این ها بگذشت و کاش وقتِ مردن
از ورطهٔ عصیان بسلامت بِبَرم رخت

(شب مابین ۵ و ۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

اللّٰه اکبر

(۱۸)

علّامِ غیوب واقفِ اسرار است
در امرِ من و تو مالک و مختار است
گر با تو خطا کنم سزایش یابم
بر من تو جفا کنی خدا غفّار است

بسم اللّٰه الغفور الرحیم

(۱۹)

زجر و توبیخ شما بر سرِ این بنده چراست[له]
رایگان خدمت و الزامِ خطا از چه رواست
خیر! مزمّل بیچاره خطاکارے هست
فاعفوا واصفحوا آخر نه سزاوارِ شماست

(۱۸ نومبر ۱۹۳۲ء)

له مخاطب این رباعی بندهٔ هیچ‌ارز محمد مقتدی خان ست. درین سلسله مکاتبے که فیما بین پیش رفت (و نقل آن غالباً خالی از لطف نباشد) در کانفرنس گزٹ مورخه یکم دسمبر ۱۹۳۲ء هم اشاعت پذیر شده بود. البته بحذفِ اعلام۔ و هو هذا (ملاحظه باشد صفحهٔ آینده)

مرتب

(۲۰)

ہر صبح دلم بفکرِ کارِ دگر ست ‏ ‏ ہر شام غمم بگیرودارِ دگر ست
ہر شب در خوابِ خوابِ دگیر بینم ‏ ‏ القصّہ سفینہ ایم و بارِ دگر ست

(شب مابین ۴ و ۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۲۱)

دشمن خواہد کہ برکند از تن پوست ‏ ‏ از دشمنِ بدسگال دوری نیکوست
مردانہ بباش و از خدا نصرت خواہ ‏ ‏ "دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست"

(شب مابین ۲۸ و ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بسم اللہ العلی العظیم

(۲۲)

چوں من بوفائے تو کسے نیست کہ ہست ‏ ‏ جویانِ رضائے تو کسے نیست کہ ہست
فی الجملہ زنیرنگیِ دنیا چوں من ‏ ‏ مجروحِ جفائے تو کسے نیست کہ ہست

(۲۳)

بودم در فکر کایں رباعیہا چیست؟ ‏ ‏ ہر شب پئے تعلیم من آں آخر کیست
ناگاہ بگوشم ز ادب گفت سروش ‏ ‏ تلمیذِ رحمن بایں بے خبری ست

(برقی در روز ۱۳ ستمبر و جزوے در شب مابین
۱۲ و ۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۲۴)

مے حرام ست باسلام و عجب مسئلہ ایست ‏ ‏ نظمِ ہر زاہد و رند از پے مے مشغلہ ایست
آں کہ یک قطرۂ مے گہ نہ چشیدہ است بخواب ‏ ‏ شعر در وصفِ شراب ست عجب مرحلہ ایست

(۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(جواب مکتوب از جانب محمد مقتدیٰ خاں شروانی)

۱۸ نومبر۔ شب

۱۹۶

اَلا اے شیرِ میدانِ بسالت ‏ ‏ سمیِ حضرتِ ختمِ رسالت

سلام و رحمتِ حق بر تو بادا ‏ ‏ ترا در دہر رنجورے مبادا

فرستادی مِن نیل کتابے ‏ ‏ سلیماں کرد با مورے خطابے

غذائے بود جسمانی و روحی ‏ ‏ ازاں بخشید لذاتِ صبوحی

و لے با مور گشتم بر جوابے ‏ ‏ کہ ثنا نیست مقدور با ہلالے

بامورِ چو معذوری است آبا ‏ ‏ سرِ خود را فگندم در بر جیب

ہماں دم جامہ خود را گرفتم ‏ ‏ گرآمد بریں جرأت شگفتم

من بندہ کجا و تو کجائی ‏ ‏ گدا را می نہ زیبد بادشاہی

کجا ماند زمیں با سطحِ افلاک ‏ ‏ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

چہ گویم اندریں عالم جہائی ‏ ‏ زبس ایں خاکداں را کیمیائی

کسے مثلِ تو گیرائے قلم نیست ‏ ‏ بوادیِ کتابت ہم قدم نیست

کجا تا شعر نفسِ بندہ را راہ ‏ ‏ کہ الا وسعہا ما کلف اللہ

ز افکار و الم بے کیف و بہوت ‏ ‏ ز شور اندروں چوں یک رجوت

پسندِ خاطرِ ایں گفتار گر ہست ‏ ‏ ورائے شاعری چیزے دگر ہست

جوابِ مختصر من می کنم عرض ‏ ‏ کہ ایجاز ست میش مہتراں فرض

نمی باید مرا جز اخذِ ایجاز ‏ ‏ کہ ایجاز ست ہم یک صنفِ اعجاز

تو دانی کار نور العابدیں را ‏ ‏ سزاوار است سزا آں وایں را

بدستت گر زن صابر علی خاں ‏ ‏ ثنا سازد و گوید جی ہاں

ہمیں آیند شکر اللہ خاں ہم ‏ ‏ مراد ورا کردہ ام تاکید بیہم

من آیم از سرِ خود سوئے باہیت ‏ ‏ بریں بس ختم کردم ایں حکایت

قلم بر دست تنگی تو ا نی

سیاہی خشک شد اللہ کافی

(امتثالاً وارتجالاً نوشتہ شد)

بندۂ جانی محمد مقتدیٰ خاں شروانی

(۳۰)

بہ ہستیِ من ہست رضایت باعث | بہ نیستیم بود قضایت باعث
القصہ رضاست بر قضا ایمانم | بر لوح و قلم قضاے ما رضایت باعث

(شب مابین ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۱)

از نور احد بفرق احمد شد تاج | یک پایہ از عروج او شد معراج
مزمّل ام و غلامِ احمد پدرم | میراثِ من ست نعت بر این منہاج

ج

(شب مابین ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۲)

اے آنکہ بمحنت بہم آوردی گنج | دانی کہ بود قافیۂ گنجِ تو رنج
تا چند کشی رنجِ حفاظت چوں مار | در منفعتِ خلق بکن صرف و مرنج

(شب مابین یکم و ۲ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۳۳)

زنجیرِ قضاست بر گلویت صد پیچ | بیہودہ مخواہ رستگاری از پیچ
راضی بقضا نشیں و خوش دل می باش | دردت ہمہ ہیچ و ہم دوایت ہمہ ہیچ

چ

(۲۷ نومبر ۱۹۳۳ء بہ سواری موٹر واپسی از علی گڑھ)

(۳۴)

ہیچ ست ز آمال و آمانی ہمہ ہیچ | چوں مرگ رسد جہانِ فانی ہمہ ہیچ
چوں ایں ہمہ ہیچ ست غم ہیچ مخور | شادی و غمی و زندگانی ہمہ ہیچ

(۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

(۲۵)

دل دارم و هیچ شخص دلدارم نیست   سر دارم و هیچ شخص سردارم نیست
شادی بجهان بس است و من ناشادم   جز گردن کار در جهان کارم نیست

(شب مابین ۵ و ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۲۶)

گویند که اعتبار تقدیر گذشت   گویم که بسا کار ز تدبیر گذشت
بس عقده کشادیم ز تدبیر ولے   تقدیر به پیش آمد و تدبیر گذشت

(۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء)

هوالعلی الکبیر

(۲۷)

انعام وفا کسے چو من کمتر یافت   یعنی صله‌اش جور و جفا اکثر یافت
دل گیر مشو صبر کن اے مزمّل   مظلوم همیشه داد از داور یافت

(۱۳ جولائی ۱۹۳۴ء)

(۲۸)

در خدمت خلق عمر برباد نه رفت   از خدمت قوم هیچ ناشاد نه رفت
صد بار گرت ز قوم بیداد رسد   هان شاد بزی بگو که بیداد نه رفت

(۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۲۹)

ش

از دشمنی خصم ملال است عبث   بے مهری دوستان خیال است عبث
این ها بگذار و باش در فکر معاد   جز یاد خدا جمله وبال است عبث

(شب مابین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۴۰)

اے[1] دوست چو بست و ہشت سالت بہ باد — تبریک ولادتِ پسر بگفتا دلِ شاد

آں پورِ عزیزِ جاں محمد مسعود — از عقدِ نکاح گشتہ خانہ آباد

شرر

(شب مابین ۱۵ و ۱۶ ردسمبر ۱۹۳۳ء)

(۴۱)

گفتند بشب مخواں کہ نقصاں دارد — گفتم کہ دلم شوقِ فراواں دارد

افسوس کہ آخرش نظر شد خیرہ — افراطِ عمل نتیجہ حرماں دارد

(بوقت صبح ۱۱ ردسمبر ۱۹۳۳ء)

(۴۲)

دل در ہوسِ بقا بود چہ می باید کرد — دنیا برہِ فنا بود چہ می باید کرد

فارغ از فکرِ ہست و نیست می باید بود — انجام چو بر قضا بود چہ می باید کرد

(شب مابین ۲۶ و ۲۷ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

اللہ باقی من کل فانی

(۴۳)

بسیار کس اند در پیم بزرگ و ہم خرد — گویند کہ حالاتِ تو بایست شمرد

گویم کہ فقط ایں قدرم ہست خبر — پیدا شدم و زندہ ام و خواہم مرد

(شب مابین ۷ و ۸ ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

بے ثباتی

(۴۴)

انکارِ معاد و دیں آساں باشد — ملحد ز قیودِ دیں ہراساں باشد

بشکستنِ شیشہ باشد آساں مگر — صنعت گریِ شیشہ نہ آساں باشد

(شب مابین ۲۷ و ۲۸ ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] یاد عقد نکاح مولوی مسعود الرحمن خاں (پسر کوچک نواب صدر یار جنگ بہادر کہ رباعی (شمارہ ۲۴ و ۱۵) بوقت ولادتش ہم فرمودہ بودند مرتب

(۳۵)

خورشید که تافت زافق وقتِ صباح — گہ حیلہ زغم آورد وگہ ز فلاح
شادی و غم اند خواہران توام — از ہر دو گریز و نفس را کن اصلاح

(شب مابین ۹ و ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۳۶)

ایں دل کہ ترا می برد از کاخ بکاخ — چوں مرغکِ رم دیدہ پرد شاخ بہ شاخ
گر مردہ دلی دلِ تو تنگ ست چو گور — گر زندہ دلی دلت جہانے ست فراخ

(شب مابین ۱۰ و ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ھوالمعزّ

(۳۷)

چوں شاہ مرا خطابِ ادبی ای داد — از خاک سرم بہ اوجِ افلاک نہاد
بر شاہ و بہ خاندان و بر سلطنتش — انعامِ خدا ز حدِ حصر افزوں باد

(۲ جنوری ۱۹۱۹ء)

(۳۸)

مغرور مشو چو کار تو شد حسب مراد — از نخوت و کبر گشت شیطاں بر باد
کوشش کن و بر فضل خدا تکیہ کن — فعّال ما یرید کند کل ما یراد

(۱۰ ستمبر ۱۹۳۳ء ختم شد)

(۳۹)

امروز حبیبم[1] بہ دو تشریف نواخت — ہم آمد و ہم خلعت تشریفم داد
دادار نواز دش بہ ہر دو عالم — دنیاش بخیر باد و عقبیٰ ہم باد

---

[1] نواب صدر یار جنگ بہادر مرتب

(۵۰)

از نام ترقی چه ستمها کردند / دین و ملت نصیب اعدا کردند

صورت سیرت شعار قومی ادب / برباد به تقلید اروپا کردند

(شب مابین ۲۹ و ۳۰ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۵۱)

مولودِ[1] بخانهٔ تو مسعود بود / در هر دو جهاں کارِ تو محمود بود

هر آرزوے که در خیالت آید / ناکرده دعا پیشِ تو موجود بود

(بمقام بھیکم پور بوقت ہفت ساعت صبح بتاریخ ۲ جنوری ۱۹۰۵ء فی البدیہه
به تقریب تولد پسر بخانهٔ مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب حسرت رئیس حبیب گنج گفته و ہماں دم نوشته شد)

(نیز ملاحظه طلب شماره ۲، ۴ و ۵ سابق)

(۵۲)

روزے که وداعم ز جهاں خواهد بود / بارِ عصیاں بلاے جاں خواهد بود

مدّاحِ رسولم ز فرمانِ خدا / مدّاحِ محمد بجناں خواهد بود

(شب مابین ۶ و ۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۳)

مے خوارئِ شاعراں ز ایہام بود / ذکرِ مے و معشوق در و عام بود

چوں سعدی و جامی نبود فارغ ازیں / خیام غریب مفت بدنام بود

(شب مابین ۱۹ و ۲۰ دسمبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] ملاحظه طلب شماره ۲، ۴ — مرتب

(۴۵)

مفلس ز فکرِ ناں پریشاں باشد — منعم پئے مال و جاہ حیراں باشد
مزمّل اگر ز من بپرسی گویم — خوش آنکہ پئے رضائے یزداں باشد

(۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۴۶)

سر تیج بہادر[1] ے کہ سپرد باشد — در حکمت و علم چوں ارسطو باشد
قانون و سیاست و تمدن ملکش — خوش صورت و خوش سیرت و خوش خو باشد

(۱۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۴۷)

مولود[2] بہ خانۂ حبیبے آمد — مسعود عزیز و خوش نصیبے آمد
دردِ دلم از دیر علاجے می خواست — المنۃ للہ کہ طبیبے آمد

(۴۸)

در روزِ ازل چہ خوش عبارت گفتند — از امر شفاعتم بشارت گفتند
معبود احد بود حبیبش احمد — العاقل تکفیہ الاشارۃ گفتند

(۶ جولائی ۱۹۰۱ء ۴ بجے صبح)

(۴۹)

چوں یار مرا خلعتِ زریں دادند — امسال خطابِ شرف آئیں دادند
انعام ز قدرِ خدمتم بیشتر ست — یک کردہ ام و ہزار چندیں دادند

---

[1] ملاحظہ طلب قطعہ شمارہ ۴۶ قطعہ مرتب

[2] ملاحظہ طلب شمارہ ۵۰ و ۵۱ مرتب

(۵۸)

خواہم کہ ترا ز من ملالے نبود　　از من بہ بدی ترا خیالے نبود
از شومیِ بخت ہست کز خدمتِ من　　اظہارِ رضا بہ ہیچ حالے نبود

(شب مابین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بسم اللہ العلی العظیم

(۵۹)

باراں بارید و بس فراواں بارید　　در کوہ و شکاف و کمرہ و بہ دالاں بارید
از کثرتِ ہائے وہوئے مخلوقِ خدا　　باراں گریان و اشک باراں بارید

(شب ۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

ھو المعز

(۶۰)

خطاب تازۂ نواب بہادر چو رسید　　ز دوستاں بمن آمد پیام ہائے نوید
بہ سن نوزدہ صد سی و سہ ز سال مسیح　　ز پیشگاہِ حکومت رسید لطفِ مزید
۱۹۳۳ء

(شب مابین ۲۷ و ۲۸ اگست ۱۹۳۳ء)

(۶۱)

اے کہ جز درگہِ تو نیست مرا ہیچ ملاذ　　نہ کسے ہست بغیر از تو سزاوارِ عیاذ
دشمنانند ہزاراں بہ پناہم درگیر　　دوستم ہست اگر ہیچ کسے باشد شاذ

(شب مابین ۵ و ۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۶۲)

در قالبِ علم و عمل ست جاں کاغذ　　احکام رسانندۂ یزداں کاغذ
ہر چند سفید ست سیاہش بکنند　　از تیرگیِ قلوبِ ما ست لرزاں کاغذ

(شب مابین ۱۰ و ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۵۴)

تا عقل نہ بود با کسے کار نہ بود — درپیش و پسم زفکر انبار نہ بود
خوش باش زدعوائے تعقل بگریز — ہشیار ہمان ست کہ ہشیار نہ بود

(شب مابین ۱۱ و ۱۲ اگست ۱۹۳۳ء)

(۵۵)

اخلاص عمل چو شرط ایماں نبود — پس دہری و گبر چوں مسلماں نبود
ایمان و خلوص لازم ست و ملزوم — حقا کہ اگر ایں نبود آں نبود

(انشدہ العبد الراجی الی اللہ المنان محمد مزمل اللہ خان المتخلص بمزمل
فی تاریخ ستۃ فی شہر اپریل ۱۹۱۹ء فی وقت الصبح حینما کان راکبا
علی فرسۃ الشکیلۃ فی بھیکم پور)

(۵۶)

کیفیؔ[1] کہ زکیف سخن آگاہ بود — شاعر ہمہ اختر اند و او ماہ بود
بے مشعل علم در شب تیرۂ جہل — ہر کس کہ برد راحلہ گمراہ بود

(بمقام علی گڑھ ۱۹۲۴ء)

(۵۷)

گیرم کہ ترا زکس ملالے نبود — از کردۂ نیک و بد خیالے نبود
لیکن چہ تواں کرد کہ از کردۂ من — گاہے نبود کہ قیل و قالے نبود

(شب مابین ۷ و ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

[1] مولوی محمد مبین کیفیؔ چریا کوٹی (فرزند اصغر مولوی محمد فاروق چریا کوٹی مرحوم و برادر زادہ مولوی عنایت رسول چریا کوٹی مغفور) مرتب

(۶۸)

در دل ہوسِ معاش باشد شب و روز — جاں در طلب و تلاش باشد شب و روز
ہر کو زرہِ قناعت آگاہ بود — قانع بہ دو نان و آش باشد شب و روز

(شب ما بین ۲۶ و ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۶۹)

ہر دم بدلم وساوس است از خناس — ہر لحظہ ز کالائے بد آرند اساس
انسان بصورت اند و باطن ابلیس — اعوذ بک الرب من الجنۃ والناس

س

(شام و شب ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

سبحانہ تعالیٰ شانہ

(۷۰)

حریف من ہمہ جور و جفاست کاذکیش — برائے خود ہمہ نوش و برائے من ہمہ نیش
مگر کہ ناخلف از دست بُرد دست قضا — کہ پیش او ہمہ یکساں بود چہ گرگ چہ میش

ش

(شب ۰۶ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۷۱)

اے تن پسِ جان تو دوان است مرض — سرما آمد بلائے جان است مرض
شب ہا تا صبح نزلہ بر سینہ سوار — ہر روز بصورتے عیان است مرض

ض

(شب ما بین ۴ و ۵ دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۷۲)

یک نکتہ زبندہ است درگوش تو عرض — گو جاں برود مگیر از دوناں قرض
ناچار اگر بگیری از شخصے وام — پس دادن او شمار برخود فرض

(شب ما بین ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

هوالمعین

(۶۳)

د خوب ست کہ یارانِ تو باشد ہزار ہر یک باصدق و باولاے بسیار
زین خوب ترت نیز بگویم کہ چہ باشد حاجت نہ بود ترا از ایشان زنہار

(شب مابین ۱۹ و ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۶۴)

تعجیل مکن عزیز در کردنِ کار انجام ز اقدام مقدم انگار
گر فیصلہ این ست کہ کردن فرض ست بسم اللہ کن بکوش تا آخرِ کار

(۶۵)

نیست معبود کسے غیر خداے برتر بے شک و شبہ محمد بودش پیغمبر
دینِ اسلام چہ دینے ست مبارک دینے کہ بہ دنیا و بہ عقبیٰ کندت رفع ضرر

(۱۷ اگست ۱۹۳۳ء)

(۶۶)

ز شکر ست فراموش در رہِ تنگ و دراز احسان کردی۔ دری عداوت شد باز
از شکر و احسان بگزشتیم مگر چارہ چہ بود دشمنی اے ہمراز

(شب مابین ۳ و ۴ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۶۷)

اے آنکہ بہ تو بخت رساہست لباز فیاض بباش و کارِ مخلوق بساز
امروز اگر خدمتِ مخلوق کنی فرداست جزا از کرم بندہ نواز

(موٹر ۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

---

(۷۸)

اے ذاتِ تو ارفع و مکانِ تو رفیع   فریاد رسی دہم بصیری و سمیع
مزّمّلِ بیچارہ گنہ گار و بدست   بخشائے بروکہ رحمتت ہست وسیع

(شب مابین ۵ و ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۷۹)

غ

عمرت ہمہ برباد شد افسوس دریغ   جلادِ قضا بر سرِ تو آختہ تیغ
در آخرِ عمر از خدا ترس بکن   قہرش ہمہ آتش ست و مہرش ہمہ میغ

(شب مابین ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۰)

ف

یارے دارم[۱] کہ بامن ست او بخلاف   من نیز برائے او ندارم ایلاف
ہر دو را راہ جدا ہست مگر منزل یک   چوں بحثِ شوافع ز گروہِ احناف

(۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

[۱] بزرگے بود حافظ عبداللطیف نام، ہم کہ از نواب صاحب مرحوم قرابت داشت ہم خاندانی و ہم ہمسائگی و بالا برہمہ قلبی۔ نواب صاحب موصوف را بحضور "حافظ صاحب" و در غیبت "حافظ یار" می فرمودند۔ مردے بود سادہ دل مگر بسبب خفقان مراق دل جوئی و دل داری او چنیں شاق کہ گاہ گاہے دریں جگر خوں می شد۔ بارے چناں کہ معمول بود از نواب صاحب رنجید۔ نواب صاحب ایں رباعی نوشتہ و بہ نواب صدر یار جنگ بہادر نقل کرد نواب صدر یار جنگ بہادر تفنناً تحریر فرمودند:

"جناب برادر مکرم من - السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ صبح بیدار ہونے پر "حافظ یار" پر رحم آیا۔ بے تامل دو مصرعے زبان پر آگئے پیش کرتا ہوں شاید پیوند لگا جائیں ؎

خلاف ہست و لیکن وفاق ہم داریم
چو اختلاف میانِ شوافع و احناف

نیاز نشان
حبیب الرحمن"

حبیب گنج:
۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء

ط

بر جبہات از نسخۂ تقدیر ست خط (۷۳) کاحوال جہاں گزشتنی ست بر آتی نمط
آلودہ مباش ز آبِ گندگیِ عصیاں آسودہ و پاک باش در آب چو بط

(شب ما بین ۱۲ و ۱۳ ؍ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ہر آنکہ نوشتند ز تقدیرِ تو خط (۷۴) ہرگز نتواں کرد بہ تدبیر غلط
گر غم بہ نصیبِ تست بنشین و بخور ایں غم نشود غلط بہ چنگ و بربط

(شب ما بین ۱۲ ؍ اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۳۳ء)

ظ

باید کہ بہر لحظہ کنی پاس و لحاظ (۷۵) کالائے بدی میار ہمچو کافر بہ عکاظ
از مغز بجوے نکتہ ہا از قرآں از پوست مکن ورد چو دورِ حفاظ

(شب ما بین ۱۲ و ۱۳ ؍ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ع

چوں جانِ تو از تنِ تو آید بوداع (۷۶) گوید کہ منم بہ، گرت ہست متاع
ایماں اگرت سلامت ست با او بیا تا وقتِ نزع بعیش میری نہ نزاع

(شب ما بین ۱۲ و ۱۳ ؍ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

آزادیِ رائے زیرِ قانونِ دشرع (۷۷) اصلِ آزادی است باقی جملہ فرع
بے ضبط مباش خوار و غلطاں پیچاں بے ہوش و حواس ہمچو بیماریِ صرع

(ہر دو رباعی در اثنائے راہ علی گڑھ بہ سواری موٹر بوقت شام تاریخ ۶ نومبر ۱۹۳۳ء موزوں کردہ شد)

ل

(۸۶)

هر چند کلاں ترم ز احباب بسال — عقلم فرسوده گشت و جسمم پامال

شرمم آید چو کس بزرگم گوید — زیرا کہ "بعقل ست بزرگی نہ بسال"

(شب مابین ۵ و ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۷)

از کثرتِ انبها و باراں امسال — خلقے خوش حال و خلقِ دیگر بدحال

از کثرتِ انبه انبه خوراں بخروش — دهقاں بحال و سقفِ خانه غربال

(شب ۵ جولای ۱۹۳۳ء)

(۸۸)

چشمم همه درد و آرمیدن مشکل — معشوقهٔ من کتاب و دیدن مشکل

گویند بشب مخوان که نقصان دارد — نقصان آسان کتب نه دیدن مشکل

(شب مابین ۲۰ و ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(ترمیم کرده)

(۸۹) چشمم همه درد و آرمیدن مشکل — معشوقهٔ من کتاب و دیدن مشکل

گویند بشب مخوان که نقصان است — نقصان آسان مگر نه دیدن مشکل

(بمقام هیکم پور - ۳ مئی ۱۹۳۶ء بوقت صبح)

بسمه تعالی شانه

صد شکر تمنائے دلم شد حاصل (۹۰) بیعت کردم بدستِ شیخے کامل

حضرت عبدالغفور خاں نقشبندی مرحوم — کو در کنف رحمتِ حق شد واصل

(شب مابین ۱۶ و ۱۷ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۸۱)

بالبغض و عداوت ست هر لحظه حریف ... گر فصل ربیع ست و اگر فصل خریف
خنداں خنداں و زهر خنداں آید ... از طعنه بگوید که "مزاج تو شریف"

(باثنای راه علی گڑھ در موٹر ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۲)

ق

شیطان لعین ست بهر ره قزّاق ... گر راه حجاز ست و اگر راه عراق
اندیشه ندارم بروم سوے مدینه ... اندیشه چو کفر ست به کیش عشّاق

(شب ما بین ۲۹ و ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۳)

اے رب سما و ارض و اے ربِّ فلق ... اعوذ بك ربّی من شرّ ما خلق
از شرِ خلق در پناهم دریگیر ... خواهند که حاصل نکنم سدِ رمق

(شب ما بین ۱۰ و ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۴)

اے دل اگرت بخت جوان ست رفیق ... رو خدمت خلق کن بقدرِ توفیق
از خدمتِ خلق مرد مخدوم شود ... نعم الرفیق تو نعم التوفیق

(در اثنای راه قادری (بیگم پور و قادری) به دور براه علی گڑھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۸۵)

گ

جان ست چو باغِ سبز و قضا همچو تگرگ ... چون ژاله چکد به لاله می ریزد برگ
صد سال اگر بر خوری از باغِ جهاں ... بالله که رها نمی تواں شد از پنجهٔ مرگ

(شب ما بین ۲۷ و ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

---

(۹۶)

عجیب راز که فاش ست با تو می گویم ‏ درین زمانِ دغل فارسی نمی گویم

عجیب تر که بخواہی شنو ز مزمّل ‏ نمی تواں کہ بہ اردو ز شعرِ تر گویم

(شب مابین ۲۹ و ۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۹۷)

ہر شب تا چند سِرّ یعنی گفتن ‏ از تارِ رگِ جاں دُرِ معنی سفتن

ہاتف گفتا کہ بہرِ نفعِ مخلوق ‏ می گو می گو اگر توانی گفتن ‏ ں

(بوقت صبح ۱۳ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۹۸)

اے[لہ] دوست چو بست و ہشت سال ست کہ من ‏ تبریکِ ولادتِ پسر بگفتم بہ علن

آں پورِ سعید یعنی مسعود الرحمٰن ‏ قد نال زواجا بطریق الاحسن

(شب مابین ۱۳ و ۱۴ دسمبر ۱۹۳۳ء)

(۹۹)

بچۂ طاؤس بلذّت فزوں ‏ پختہ رسیدہ است بمن از دادوں

تحفۂ جنّت ز ابوبکر خاں ‏ لحمُ طیرٍ ممّا یشتہون

(شب مابین ۲ و ۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱۰۰)

دنیا طلباں شدند پے مال و بنون ‏ عقبیٰ طلباں در پے جنّت و عیون

زاہد بسرِ عُجب و مزمّل با عجز ‏ کلُّ حزبٍ بما لدیہم فرحون

(شب مابین ۲۲ و ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء)

لہ نیز ملاحظہ طلب شمارہ ۴۰ و ۴۷ و ۵۱ ‏ مرتب

(٩١)

سر یوسفِ[۵] ما کہ ہست مردِ کامل | فرزانہ و فرماں دہ و فردِ کامل
تسخیر کند ملکِ دلِ پیر و جواں | چوں یوسفِ مصر بود عزیزِ ہر دل

(شب مابین ۲۲ و ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(٩٢)

از کردہ و ناکردہ منم سخت ملول | در دفترِ حسنِ عملم مستِ فضول
یا رب بہ طفیلِ شافعِ روزِ جزا | بخشائے بہ من کہ ہستم ظلوم و جہول

(شب مابین ۱۷ و ۱۸ ستمبر ۱۹۳۲ء)

هو المعطی المانع

(٩٣)

دنیا خوانے ست پر ز اقسامِ طعام | باید خوردن از و بمقدارِ ہضام
لیکن بہ ہوس چو زود و بسیار خوری | بیمار شوی و در دنیا بی آرام

(شب مابین ۱۱ و ۱۲ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(٩٤)

صد بار بہ تو عرضِ تمنا کردم | فریاد بر آوردم و غوغا کردم
یک بار نہ کردی بہ منِ زار نظر | مایوسم و از لطفِ تو ابرا کردم

(۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء)

(٩٥)

ما نیل فروختیم و دلگیر شدیم | در دام افتادیم و بہ زنجیر شدیم
بودیم بفکرِ سود و کردیم زیاں | تعجیل نمودیم و ز تدبیر شدیم

(الشدۃ عند النوم فی اللیل و اصلحتہ فی النہار فی بھیکم پور یوم الثلوث
۲۲ دسمبر ۱۹۱۴ء)

[۵] نواب سر محمد یوسف مرحوم وزیر چوبرن پور در ریاست ورپارت مشہور نزدیک و دور

(۱۰۵)

خوش آنکہ ز بد کردۂ کس پشیماں باشی ‌ ‌ ز اندیشۂ رست و خیز ترساں باشی

نیکی کن و با خلقِ خدا شاد بزی ‌ ‌ گر ایں بکنی مردِ مسلماں باشی

(۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۱۰۶)

رسم است ز شاعراں بطرزِ غالی ‌ ‌ ذکرِ مے و معشوق و پریشاں حالی

در سر نہ بود نشہ و نے در دل عشق ‌ ‌ آوازِ دہل ہست ز بطن خالی

(شب مابین ۱۳ و ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۲ء بمقام علی گڑھ)

(۱۰۱)

سر تیج بہادر و سر اقبال سر دو — کشمیری و سپرو اند از نسلِ نکو

یک پنڈت و یک مسلم و ہر دو مخلص — یک لائیر و یک شاعر و کامل ہر دو

(۱۲ ستمبر ۱۹۳۲ء)

(۱۰۲)

ما ئیم و خطاری و تقصیر و گناہ — شیطانِ رجیم کرده ما را گمراه

بر دیو پلید اے مزمل می خواں — لا حول و لا قوۃ اِلّا باللہ

(۴ جولائی ۱۹۰۱ء علی الصباح گفتہ شد)

(۱۰۳)

افسوس کہ قوم ماست در حال تباه — با بغض و عداوت ست ہر یک ہمراه

گم شد ز میانہ راہِ اخلاصِ عمل — اِنّا لِلّٰہ ثُمَّ اِنّا لِلّٰہ

(بہ اثنائے راہ علی گڑھ در موٹر ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(۱۰۴)

عمرم ہمہ در الفتِ تو صرف شده — موئے مشکیں سفید چوں برف شده

یک لحظہ نہ کردی تو بہ انصاف عمل — انصاف ز سرکارِ تو برطرف شده

(۲۲ جولائی ۱۹۳۲ء)

زردار و چاپلوس دریں عصر دوں پرست | در چشم حکمراں به سلیماں برابر است
هر بدسگال طعنه زند خیر خواه را | لابه دریں زمانه بایماں برابر است
هر پیاده شاه مات دهد بادشاه را | فرزیں دریں بساط بکراں برابر است
دشمن به دوست هیچ نیرزد مگر ببیں | در وقتِ ما که دوست بثعباں برابر است
نافهمی زمانه چه گویم که اندریں | دعوای بے دلیل و برهاں برابر است
حکّام را دو گوش فراخ ست و چشم بند | بدگوی این زمانه به لقماں برابر است
عبدالعلی[۲] بجور و جفا کشته شد۔ مگر | حاکم به پاسداریِ جاناں برابر است

زیں پس مکن مزمّلِ رنجیده اعتبار
در کارگاهِ عقل هر انساں برابر است

(۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

هو الشّافی هو الکافی

از وبای[۳] بخار ناهنجار | گشت امسال عالمی بیمار
آمد از یورپ انفلوئنزا | به سن نه صد هژده و هزار (۱۹۱۸ء)
سختی ایں مرض اگر پرسی | اندکی از بسی کنم اظهار
دردِ سر دردِ سینه دردِ کمر | دردِ پهلو و دست و پا و کنار
شعله در چشم و سینه و معده | وقنا ربّنا عذاب النّار
خواب و خور شد حرام بر رنجور | تشنگی بے شمار و بے مقدار

---

۲ عبدالعلی عرف "جمامیاں" پسر بشیر که یکے از ملازمان مقرب عنایت الله خاں صاحب مرحوم عم نواب صاحب مرحوم بود۔ خاں صاحب مرحوم او را بسیار عزیز می داشتند و چند موضع زمینداری بملک شاں کرده بودند۔ جمّامیاں در سنه ۱۹۰۲ء از دست جاناں شهید شد۔ مگر قاتلین بکیفر کردار خود نه رسیدند۔ مرتب

۳ وبای حمای نزلی که در سنه ۱۹۱۹ء در هند عالمگیر شده۔ (م)

شهرآشوب

هوالعلیم الخبیر

واحسرتا که درد بدرماں برابرست — یعنی بہاے مرگ بصد جاں برابرست

ہرژاژخا و مزخرف و شوم و بدسرشت — با خوش بیان و منعم و خوشخواں برابرست

آوخ برین زمانِ پرآشوب و پرخلل — کاندر فضاے او خر و انساں برابرست

ہندوستاں کہ مہدِ علومِ قدیم بود — حالا بجہل و شر بسوداں برابرست

ہرناشناس و کودن و نافہم و بے خرد — در زعمِ خود بحضرتِ لقماں برابرست

بہتان و کذب و حرص و حسد فتنہ و فساد — با علم و حلم و عزت و باشاں برابرست

بدگوئی برادرِ خود فخرِ ما بود — دشمن دریں زمانہ باخواں برابرست

عاقل بہاے عقل نیابد بگر لگد — ابلہ بعز و جاہ بسلطاں برابرست

ہرکہ دریں زمانہ بود ہمنشین مہ — ہر مزبلہ بصحنِ گلستاں برابرست

ہر جعل ساز و سفلہ و کم ظرف و بے سواد — با مردِ حق شناس و سخنداں برابرست

روباہ حیلہ ساز دریں عہدِ پر دغل — در تمکنت بشیرِ نیستاں برابرست

دردا کہ خونِ پاک جوانانِ پاک ذات — در خاک ریختند بارزاں برابرست

آدم بجبر گر بکند ذبحِ آدمی — انساں بمیش و میش بانساں برابرست

فساق را بفتوئے قاضی بود حلال — مے خور کہ مے بچشمۂ حیواں برابرست

قزاق و دزد و راہ زن و قاتل و ظلوم — ایمن ز دار و گیر بمہماں برابرست

دریں زماں دروغ بود بر سر فروغ — دار القضا بمجلسِ طفلاں برابرست

صادق گواہِ خویش نیابد بجز خدا — کاذب بشورہ پشتیِ شیطاں برابرست

قیمتِ پارچه پنبه به خدا	کفن هم ارزِ شالِ حاشیه‌دار
فصلِ سرما و جامه ناپیدا	قیمت پنبه شد ز یک تا چار
آرد و دال و شیر سخت گران	نمک و قند و روغن و اثمار
مرد دهقان تباه حال شده است	از خرابی زرع و کشت و عقار
ارض مزروعه خالی از زرع است	نیست جز خار خشک پیداوار
خود و بچه و زوجه بیمار است	گاو و جاموش و گوسفندان خوار
طاقت از بهرِ چاه رانی نیست	آب موجود نیست در انهار
کیسه خالی و قرضه کس ندهد	زانکه خود مبتلاست ساهوکار
چاره بهرِ دواب نایاب است	مبتلاے بلاست هر جان‌دار
یک تنِ ناتوان و این همه فکر	الغرض "یک انار و صد بیمار"
آدمی آخر آدمی‌زاده است	کوه بر خود بلرزد از این بار
عددِ مردگان چه می‌جوئی	که برون است از حساب و شمار
حالتِ زندگان چه می‌پرسی	نے شکیب است و نے سکون و قرار
زنده و مرده هر دو یکسانند	آن یکے در غشی و این شنقار
خفته چون مرده را کند تدفین	مرده کے خفته را کند بیدار
مادرِ مرده او فتاده بخاک	طفل بر شیر می‌کند اصرار
بچه مرده به پهلوئے مادر	مادر از سختیِ مرض ناچار
گورکن نیست و زنده در گور است	همه وقت است بس که در این کار
عشق مفقود و دوستی ناپید	نیست فرقے به یار از اغیار
از عزیز و قریب هیچ مپرس	هیچ کس نیست با کسے غمخوار
شد فراموش کینه و رنجش	شد فراموش حجت و تکرار

شدّتِ سرفہ دم فرو بستہ | نزلہ بر سینۂ مریض سوار
ہمہ شب آہ آہ شور و فغاں | ہمہ روز است کرب و ضعف و بخار
تپ و ہذیان و کرب و بیہوشی | اضطرابِ دل و بسینہ فشار
شد مریض از بخار سہ روزہ | ہمچو مدقوق لاغر و افگار
نیست یارائے جنبش و حرکت | نیست یارائے خوردن و گفتار
آہ ازیں ماندگی و ناچاری | آہ ازیں اختلالِ لیل و نہار
ہر کہ بیمار ہست بیمار است | تندرست ست بدتر از بیمار
ہیبتِ مرگ و خدمت مرضا | غمِ موتِ عزیز و نوکر و یار
عبرت و ترس بر تباہی خلق | قحطِ اجناس و غلّہ در بازار
جاں پریشان و جسم و تن عریاں | تنگیِ خانہ و کفِ نادار
جگرِ سوختہ و سینۂ چاک | دلِ بریان و چشمِ طوفاں بار
نہ اجیری کز و شود کارے | نہ عزیزے کہ او کند ایثار
نہ فقیرے کہ صدقہ برگیرد | نہ امیرے ست فارغ از افکار
نہ طبیبے کہ نسخہ بنویسد | نہ حبیبے برائے چارۂ کار
پدر و عمّ و مادر و خواہر | ق پسر و دختر و برادر و یار
زوجہ و بچہ عمّہ و خالہ | الغرض ہر یک از صغار و کبار
مہتر و سقہ گاذر و حجّام | جملہ باورچیان و خدمتگار
نوکر و چاکر و ندیم و رفیق | ہمہ بیمار و جملگی بیکار
یک بیک جملہ اہل خانہ علیل | کیست تا دارو آرد از عطّار
نہ دوائے نہ دارو و درماں | نہ غذا و علاج و نے تیمار
غلّہ غالی و پارچہ کمیاب | قیمتِ ادویہ گراں بسیار

همہ مجبور شاہ و شاہنشاہ — والیِ ملک و حاکم و سرکار
چارہ گر ہیچ نیست جز بخدا — مالک الملک واحد القہّار
تکیہ بر فضلِ او بباید کرد — باید از ذاتِ پاکش استفسار
او چو خواہد کشایش مشکل — کند آساں مراحلِ دشوار
پس مزمّل رجوع کن با او — خواہ امدادِ داورِ دادار
اے خداوند فالق الاصباح (ق ۱) — اے خداوند خالق الانوار
شافی و کافی و سمیع و بصیر (۲) — نورِ بینایِ اولی الابصار
المدد المدد خداوندا (۳) — الغیاث الغیاث یا غفّار
الحفیظ الحفیظ یا حافظ (۴) — الامان الامان یا جبّار
بہ طفیلِ جلال و عزّتِ خویش (۵) — صدقۂ قربِ احمدِ مختار
یا رب از بہرِ انبیا و رسل (۶) — پئے جاہِ فرشتگانِ کبار
بہ کراماتِ اولیاء کرام (۷) — بہ طفیلِ ائمۂ اطہار
بہ شہیدانِ دشتِ کرب و بلا (۸) — بہ گروہِ مہاجر رض و انصار
رحم فرما بحالتِ مخلوق — رحمت از خلق خود دریغ مدار
کار تو فضل و رحمت ست بخلق — کار ما بندگاں ست استغفار
ما ہمہ بندۂ و گنہگاریم — تو کریم و رحیم و ہم غفّار
ما ہمہ مبتلائے عصیانیم — بندگانیم خوار و زار و نزار
ما ہمہ بد کنیم و تو نیکی — نیک فرما و شر زما بردار
منگر بر خطائے ما ـ منگر — بنگر بر عطائے خود ستّار
ہر چہ ہستیم جملہ ملکِ تو ایم — نیک کردار یا کہ بد کردار
رحم فرما و عذرِ ما بپذیر — اے توانا و مالک و مختار

شد فراموش خود گرانی قحط — خوب و بیمار از خورش بیزار

یک سرِ مو نہ کرد کم ز وبا — طعنہ ہائے ایڈیٹرِ اخبار

گشت موقوف بحثِ استبداد — ملتوی گشت حجّتِ احرار

بے فریقین و حاکم و عملہ — شد معطّل کچہری و دربار

قاصدے نیست بہرِ پیغامے — گشتہ مسدود ڈاک خانہ و تار

نشّہ در بادۂ غرور نماند — سرِ نو دولتاں تہی ز خمار

از مے و میکشاں نشانے نیست — در خرابات و خانۂ خمّار

نیست نامِ تفرّج و تفریح — نہ سواری نہ شغلِ سیر و شکار

ہوسِ جلبِ منفعت بے سود — قصرِ اُمیدِ "لالہ" شد مسمار

شہر و قصبہ و دیہہ و مزرعہ ہا — کوہ و صحرا و دشت و بحر و حصار

امریکہ و یورپ افریقہ — کابل و چین و تبّت و تاتار

دہلی و بمبئی و کلکتہ — حیدرآباد و لکھنؤ و بہار

شملہ و نینی تال و منصوری — سندھ و پنجاب و میدراس و برار

ہمہ از دستِ ایں بلا گریاں — ہمہ از دستِ ایں وبا افگار

اسپرین و کونین بے تاثیر — ڈاکٹر سخت عاجز و ناچار

دابہ دکار با و لنگنہا — وید از دستِ ایں ہمہ بیزار

ایکونائٹ برونیا و نکس — ہومیو پیتھی از ہمہ در عار

ہاں سپستان و خطمی و عنّاب — کرد فی الجملہ خفّتِ آزار

نہ ز سائنس بر وبا اثرے — نہ ز اسپیچ و لکچر و پندار

نہ بحکمِ گورنرست شفا — نہ مرض ترسد از سپہ سالار

نہ ز ایرہ و کلین و سب میرین — نہ ز مٹیل شپ و امیرِ بحار

مراثی

مرثیۂ وفاتِ ایڈورڈ ہفتم قیصرِ ہند

بسم اللہ و بہٖ نستعین

شاہِ ما ایڈورڈ ہفتم شہریارِ با صفا
کرد از دار الفنا رحلت سوئے دار البقا

شہریارِ نیک خصلت داورِ با فرّ و ہوش
با ہمہ جبروت و سطوت صلح ورز و مہر زا

شاد زاد و شاد ماند و شاد مرد و شاد زیست
ما ہمہ از مرگِ او در رنج و ماتم مبتلا

رفتی و ما را رہینِ درد و غم بگذاشتی
ما نمی خواہیم کردن یادِ تو از دل جدا

گفتہ بودی خدمتِ خلقِ خدا فرضِ من است
رحمک اللہ وعدہ را از صدقِ دل کردی وفا

انحصارِ وصفہایت خارج از امکانِ من
پس بعجز از این گزشتہ می کنم بہرت دعا

اے کہ بودی بر سرِ ما سایۂ الطافِ تو
بر روانت باد دائم سایۂ لطفِ خدا

جارج فرزندِ عزیزت یعنی شاہنشاہِ ما
دیر بر جائے تو باشد خلق را حاجت روا

این دعا از بندۂ مزّمّل و آمین ز خلق
با امیدِ استجابت از جنابِ کبریا

این اشعار برائے خواندن جلسۂ ماتم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کہ بہ یوم دفن مرحوم در کالج شدہ بود بمقام علی گڑھ بتاریخ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۱۰ء موزون کردہ بوقت صبح بتاریخ ۲۰ مئی مذکور در جلسہ بہ ضمن تقریر خواندم۔ سہ شعر از وقت عصر تا مغرب و چار شعر ما بین مغرب و عشاء و یک شعر بر بسترِ استراحت و یک بوقت صبح در غسل خانہ گفتہ شد۔

(۲۰ مئی سنہ ۱۹۱۰ء)

جز تو بر ہیچ در پناہے نیست | نہ ز قہرِ تو ہیچ جاے فرار

مامنے نیست غیرِ بارگہت | نیست جز درگہِ تو مرجعِ کار

خستگانیم از بلا برہاں | تشنگانیم ابرِ رحمت بار

دردمندیم دردِ ما بہ کن | مستمندیم دردمند مدار

اے خداوند قادر و قیّوم

بہ پذیر از مزمّل ایں اشعار

(متعلق وبائے انفلوئنزا من ابتدائے ۵ر نومبر ۱۹۱۸ء لغایۃ ۱۶ر نومبر ۱۹۱۸ء گفتہ شد)

دونده چو آهو - جهنده چو برق | سبک رو چو باد و چو کلک ادیب
به قرب و جوار و به نزدیک و دور | نه بودش حریف و نه بودش رقیب
زبس نازک و چابک و تیز گام | به طرز دل آویز و شان عجیب
نژادش ز نجد و ولادت به بحر | وفاتش به هند و مقاش به طیب
مرا سیزده سال بُد زیر ران | به سیر و شکار و بعید و قریب
زنادانی چاکرش جیو ارام | زپا او فتاده اجل شد نصیب

مزمّل بگفتم سنه فصلیش
به یک تخرجه تا دیان غریب

۱۳۱۸
۱
۱۳۱۷ فصلی

به تخرجهٔ یک عدد

تاریخ مردن اسپ سهیل

اسپ سهیل سه ساله بود که در ماه مئی ۱۹۰۸ء از سید عبد المجید عرب مدنی بوجه ناقدری ابنای زمان که هیچ یک او را نه پسندیده بود به قیمت دو صد پنجاه روپیه خریده کردم - بچه بود خیلی شوخ - در اولین سواری سکندری خورد و بر زمین افتاد - من هم از خانهٔ زین جدا شدم و مجروح شدم - البته دو هفته علاج شد - مردمان گفتند اسپ نامبارک ست، خود دل خالی از دغدغه نبود - فی الجمله اسپ با من بود سهیل نام دادم - رفته رفته جوان شد و توانا تر و این قدر خوب صورت و چالاک و قوی و اصیل و مطیع بر آمد که مشهور نزدیک و دور شد - صاحبان انگریز برو فریفته بودند بارها در سواری مس هرسین صاحبه و مس هیلدربی صاحبه بود و در شکار خنزیر و پولو

الله باقی من کلّ فانی

مرثیهٔ مادیانِ شکیله

مرثیهٔ تاریخی سقط شدن مادیانِ شکیله که وقت پنج ساعت صباح بحالت آبستن نُه ماه از عارضهٔ فالج که بسبب غفلت جیوا سائیس که به حالت سردی بلا بالاپوش شبان در زیر سایهٔ آسمان بسته بود - بعد بیماری بست و چهارم ساعت بوقت پنج ساعت صبح بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۹ء مطابق ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ و ۱۳۱۷ ف فوت شده بود - بسیار حسینه و جمیله بود - مادیانِ عرب اول کمتر دستیاب می شود و اگر می شود بدین شان از نظر نه گزشته هر که از صاحبان انگریز یا احباب بعض هندوستانی می دید فریفته می شد - باوجود چالاکی مفرط بسیار نیک مزاج بود یکبار آبستن شده بچه سه ماهه اسقاط کرد - بعد پنج سال پس هژده مرتبه اسپ شده حامله شده بود که خود بگزشت - همان روز تا ساعت چهار شام این چند اشعار قلم برداشته بمقام بهیکم پور موزون کرده شده که یادمانَد -

مادرِ این مادیان را جناب اَخی مکرمی قبله مدظلهم العالی با دیگر اسپان در یمن خرید فرموده بودند - اصل نجدی نژاد بود و در اثنائے سفر در جهاز زائیده بود - این بچه داد - بهائی صاحب این بچه را بعمر دو سالگی بمن عطا فرموده بودند - شکیله نام کردم - رنگ خود و مادرش اصل سرنگ بود - هیچ جا هیچ عیب نداشت - شانزده (۱۶) سال عمر یافت - من خودش تعلیم داده بودم -

(۱۴ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

ب

عرب مادیانے شکیله بنام — حسین و جمیل و اصیل و نجیب
تنش قاقم و بال و دُم چون حریر — زرِ خالصش رنگ و شانش عجیب

مطیع و وفادار و عادت شناس — عزیز دلِ جملہ یارانِ خیل
مرا ہیژدہ ۱۸ سال خدمت نمود — بطوع و رضا و بہ تسلیم و میل
بہ ناگاہ مرد و دلم رنجہ کرد — بمن صبح تاباں سیہ شد چو لیل
ز روئے بکا سالِ ایں واقعہ (ب) — حزمل بگفتہ - غروبِ سہیل

۱۳ ۱۳
۲-ب
۱۵ ۱۳ ۱ فصلی

نوحہ وفات حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کوئین وکٹوریا مرحومہ

(در جلسہ تعزیت حضور ممدوحہ مرحومہ بتاریخ دوم فروری ۱۹۰۱ء بہ ضمن تقریر خود شاں خواندہ شد

اولیں نظم ست کہ بہ پارسی موزوں کردم)

ن

اے عزیزاں نوحہ خوانم با وا زِ حزیں — بر وفاتِ ملکۂ وکٹوریا - یعنی کوئین
ایمپرس آف انڈیا - شاہنشہِ عالی جناب — آنکہ مثلش در جہاں پیدا نگردد بعد ازیں
شہریار کامگار و تاجدارِ نامدار — افتخارِ ملک و ملت صاحبِ تخت و نگیں
ماہتاب بذل و جود و آفتابِ دین و داد — آسمانِ عز و دولت بلکہ بالاتر ازیں
آنکہ انگلش نیشن از وے فخرا بنائے زماں — اے کہ بے تو بندہایارا دل بو دا اندوہگیں
آہ وخ! اوخ! بر تو اے پیر فلک بد گہر — کز سرِ ناگہاں بر داشتی ظلے چنیں
من نمی گویم کہ فوق العادہ ست ایں جورِ تو — کارہا کردی بہ بنیاں - آرے آرے پیش ازیں
کاش! تا چندے نہ کردی چنیں ظلمِ عظیم — کاش! می بودیم چندے مہرہا در راہِ قریں
منتظر بودیم تا بینیم بعد از ہفت سال — باکمالِ شوق و فرحت - جوبلی سومیں

جستِ خندق و دیوار و فنونِ نیزہ بازی عدیل خود نداشت ۔ بارہا از پشت او

بازی ہائے جم خانہ از صاحبانِ انگریز و ہندوستانی بازی ہا بردم آخر الغرض

چناں من با او و آں با من مانوس بودند کہ بیش بر آں مشکل ست ۔ نر بود و با مادیان

چند بار جفت ہم شدہ بود ۔ اما گاہے غیر معمولی شوخی نمی کرد ۔ و زیر زین من ہرچہ

می خواستم و می گفتم می کرد در جائے کہ بالا و پست می بردم می رفت ۔ ناگاہ بحالت

غایت صحت و قوت و چابکی و تندرستی ہنگام راتبہ خوری غذا در گلو بست دم بند شد

بمشکل تمام ڈاکٹر از آلات عمل کرد تا لقمہ فرو رفت اما یقین ست کہ چیزے از غذا

در شش رفتہ باشد المختصر بیچارہ ازیں صدمہ نجات نیافت ہرچند مداواے کامل

کردہ شد ۔ بخار بشدت لاحق شد و بالآخر دو شبانہ روز مبتلا بودہ بتاریخ یازدہ

ماہ اگست ۱۹۰۰ء مطابق دہم رجب ۱۳۱۸ھ و ۱۳۰۹ فصلی بساعت دہ نواخت

روز فوت شد ۔ بسیار قلق داد ۔ گویا کہ در عمر چہل و سہ سالگی باین شکست مشکل ست کہ

جانورے ہمچو کار آمد و رفیق دیگر بدست آید بشرطیکہ خود حیات مستعار من ہم قدرے

دیگر وفا کند ۔ یا آنکہ بہ مبلغ ایں قدر قلیل خریدہ کردہ بودم لیکن چوں جوان کار آمد شد

بہ قیمت دو ہزار رمی ارزید و من البتہ پنج ہزار ہم بہ جدا کردنش راضی نتوانستم شد

در عرصہ یک ساعت و نیم قطعہ تاریخش موزوں کردم و برمادہ تاریخ عرب سہیل

کہ بہ تعمیہ و کم از باے بکا بر آوردہ ام البتہ فخر می ارم ۔

۱۳ اگست ۱۹۰۰ء وقت دہ ساعت روز بمقام جہیکم پور قطعہ تاریخ بتاریخ

یازدہ ۱۱ اگست ۱۹۰۰ء مابین چہار و پنج نیم ساعت سہ پہر موزوں کردہ بودم فقط

مرا بود اسپے عرب سبزہ رنگ	وفادار و منقاد و نامش سہیل
سمش سنگ خارا دمش جعد حور	تنش سیم خالص دو چشمش کحیل
تنا ور چو پیل و دلاور چو شیر	دواں مثل باد و رواں ہمچو سیل

قوتِ جانِ حزیں غم و خون ست | زیں طعام و شراب وا ویلاه
دَرِ فیضانِ او بما بستند | از چنیں سدِّ باب وا ویلاه
جانِ من وقفِ حسرت و ارماں | قلق و اضطراب وا ویلاه
آه عبدالمجید خاں زغمت
شد مزمّل حباب وا ویلاه

(۱۶ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

متفرّقات

(اردو، فارسی، عربی، انگریزی)

ہم نے سو بار دل کو سمجھایا | پر نہ اس کی سمجھ میں کچھ آیا
آخرش جب لگی گزرنے کچھ اور | تب تو صدمے اٹھا کے گھبرایا
میں نے اس سے کہا کہ "اے ناداں | عقل سے کام لے" تو فرمایا
"عقل اوّل ہی ہو چکی رخصت | جب سے اُلفت کا کچھ مزا پایا"

(۱۵ر اگست ۱۸۹۲ء)

(بموسم گرما ایک خاص حالت میں ۱۸۹۲ء میں یہ قطعہ لکھا تھا۔ مزمل اللہ)

فرد

وشمس[1] صدارتی غربت وغابت | فلیس لہا الحرارة والضیاء

(۸ر دسمبر ۱۹۲۳ء بھیکم پور)

---

[1] بعض اساتذۂ مسلم یونیورسٹی بصورت وفد بہ خدمت نواب صاحب پیش شدند۔ سرخیل مولانا عبدالحق حقی بغدادی مرحوم (استاذ عربی) بود۔ و آں ہنگامے بود کہ نواب صاحب قلم دان وائس چانسلر بصاحبزادہ آفتاب احمد خاں مرحوم تفویض کردہ بودند۔ ڈاکٹر ضیاء الدین پرو وائس چانسلر بود۔ نواب صاحب ایں فرد را ارتجالاً انشاد و ارشاد فرمودہ۔ ایں متابدۂ من بندہ است۔ الفاظ "شمس" (آفتاب) و "ضیا" ملاحظہ شدنی ست۔ مرتب

حیف باشد تا بجائے آرزوئے جشن و عیش — مجلسِ ماتم شود برپا و خلق اندوہگیں

سینہا صد چاک باشد۔ خاک بر سر ہر یکے — ملکِ ما تاراجِ غم شد۔ یا الٰہ العالمیں

رحم فرما! بندگانِ خویشتن را صبر بخش — خاصہ شاہنشاہِ ما۔ ایڈورڈ ہفتم پاک بیں

بس مزمّل ختم کن اشعار و دل با حق بہ بند — بر دعا ختمِ سخن کن۔ سیرتِ پاکاں گزیں

اے خدا، اے بادشا، اے خلق و عالم را پناہ — فا — اے کہ بے فضلِ تو ابتر جادۂ دنیا و دیں

رحم کن بر روحِ پاک ملکۂ وکٹوریا

اَنتَ غَفّارٌ رَحیم نحن کُنّا مُذنبین

مرثیہ وفات حکیم عبد المجید خاں صاحب رئیس دہلی المخاطب بہ حاذق الملک

٥

"حاذق الملک" سوئے جنت رفت — زایں جہان خراب واویلاہ

جانِ او در جوارِ رحمتِ حق — جانِ ما در عذاب واویلاہ

گشت تعلیم و درس خاک بہ سر — گفت علم و کتاب واویلاہ

جانِ من تا بہ حشر رنج برد — تا بروزِ حساب واویلاہ

بر جواں مرگ دوستاں افسوس — بر سرور و شباب واویلاہ

از پے سوزشِ غمِ فرقت — دلِ من شد کباب واویلاہ

اے فطانت ایاب صد حسرت — اے حذاقت مآب واویلاہ

رشکِ بقراط فخرِ جالینوس — ماہرِ لاجواب واویلاہ

حیف بردست بردِ دستِ اجل — آہ ازیں انتخاب واویلاہ

اشک ریزی و خوں می باری — اے بخیلِ سحاب واویلاہ

ہستیِ عالم ست وہم و گماں — چشمۂ او سراب واویلاہ

آج ہے محفلِ میلادِ رسولِ اکرم
آپ کے فیض سے ہے چشمۂ رحمت جاری
آپ کے نام کا سکہ ہے جہاں میں جاری
آپ ہیں باعثِ تنزیلِ کلامِ ربّی

میرا گھر آپ کے فیضان سے ہے رشکِ ارم
آپ کی ذات سے ہے میرا سہارا ہر دم
ہے موذّن کی اذاں غلغلۂ شام و عجم
آپ کے نورِ ہدایت سے منوّر عالم

آپؐ کے نام پہ قربان مزمّل کی جاں
آپؐ کے نام پہ نکلے گا مرا آخر دم

کلمۂ توحید کے پڑھنے میں نکل جائے یہ دم

سبحۂ گفتۂ خود شاں

محمدؐ را مزمّل گفتہ است اللہ در قرآں

ریشِ مخضّب

One is as white as snow
The other is as black as a crow
They have born together and together they grow
Together they will live and together they will go

(املا باردو)

ون از ایز وائٹ ایز سنو
دی ادر از ایز بلیک ایز اے کرو
دے ہیو بورن ٹوگیدر اینڈ ٹوگیدر دے گرو
ٹوگیدر دے ول لو اینڈ ٹوگیدر دے ول گو

(اپریل ۱۹۲۵ء)

(ترجمۂ منظوم از مرتّب)

ایک تو ہے سفید جیسے برف
دوسری ہے سیاہ جیسے زاغ
ساتھ آئی ہیں بڑھ رہی ہیں ساتھ
ساتھ رہتی ہیں ہوگا ساتھ فراغ

(تاریخ ترجمہ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

حبیبی لقد انشدتنی من کلامك العذب	وقد خاطبتمونی به حسن احسن الخطب
فانت ذی العلم والفضل والشرف	بحسن الوطن والنسل والنسب
تبارك الله فیکم وفی اولادکم کلاً	ونالکم کلّ المنایا والرّتب
لسانکم عربیّ مبین ذی مفاخرة	وانا الهندی لا بالوهب ولا کسب
فما بادرت باشعار فخراً ولا کبراً	استغفر الله من کبر ومن کرب

فانّی مزمّل المرجو من ربّی
باسماحٍ من سخطه ومن الغضب

سجعه محمد احمد اللہ خاں طال اللہ عمرہٗ گفتۂ محمد مزمل اللہ خاں[1]

احمد اللہ خانِ مزمّل غلامِ احمد ست

سجعه محمد مزمل اللہ خاں رئیس بھیکم پور گفتۂ خود شاں

غلامِ احمدؐ داؤد ہست مزمّل

قطعہ

مقتضاے وقت ایں باشد کہ پیماں بشکنم	دوست را دشمن شمارم تیغ احساں برکنم
ایں ہمہ آساں بود۔ امّا فرار از موت نیست	چارہ جز ایں نیست[2] باصد سوز افغاں سرکنم

---

[1] محمد احمد اللہ خاں پسر اکبر (از اولاد اولیں) نواب صاحب بود۔ ۱۹۱۶ء در عین عنفوان شباب فوت شد۔ بسیار رشید و شدنی بود۔ مرتب

[2] نواب صاحب صرف سہ مصراع اول فرمودہ باقی را ناکمل گزاشتہ۔ خدا داند چرا۔ ایں مصرعہ چہارم من بندہ چسپاں کردہ ام۔ معلوم نیست کہ پیوند شد یا نہ۔ مرتب

بسمہ تعالیٰ شانہ

نیا آج ساماں ہوا چاہتا ہے — گلستاں پرستاں ہوا چاہتا ہے

خیاباں خیاباں ہیں گلہائے معنی — بیاباں گلستاں ہوا چاہتا ہے

ہر اک تختۂ باغ فیضِ صبا سے — چو تختِ سلیماں ہوا چاہتا ہے

ہر اک میہماں کہہ رہا ہے[له] یہ نازاں — کہ مہمانِ[له] ذی شاں ہوا چاہتا ہے

فلک سے چلی آ رہی ہیں صدائیں — کہ رحمت[له] کا عنواں ہوا چاہتا ہے

عیدِ میلادِ نبی آئی ہے — مژدہ یہ بادِ صبا لائی ہے

دل مرا آپ پہ قربانِ نبی — جاں مری آپ کی شیدائی ہے

(سنہ ۱۹۲۵ء)

عید میلادِ رسول الثقلین آئی ہے — یہ خبر آج نسیمِ سحری لائی ہے

غنچے کھل کھل کے بنے پھول چمن میں یکسر — پھول پھولے ہیں خوشی کی جو خبر آئی ہے

دل ہے ہر مومنِ صادق کا مسرت سے بھرا — بزمِ میلاد میں عشرت کی ہوا آئی ہے

عشقِ احمد نہ ہو جس دل میں وہ دل پتھر ہے — ہو نہ جس دل میں خیال اس کا وہ سودائی ہے

میرے اللہ کے پیارے مرا ہادی تو ہے — دل مرا تیری شفاعت کا تمنائی ہے

تو نہ ہوتا تو مسلماں کہاں سے ہوتے — تیرے صدقے میں یہ دولت ہمیں ہاتھ آئی ہے

خواب میں آ کہ مزمل کی تسلی کے لیے

دیدۂ شوق زیارت کا تمنائی ہے

(بیگم پور - ۲۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء)

له خلا پُر کردہ بندۂ مرتب

تمت بالخیر